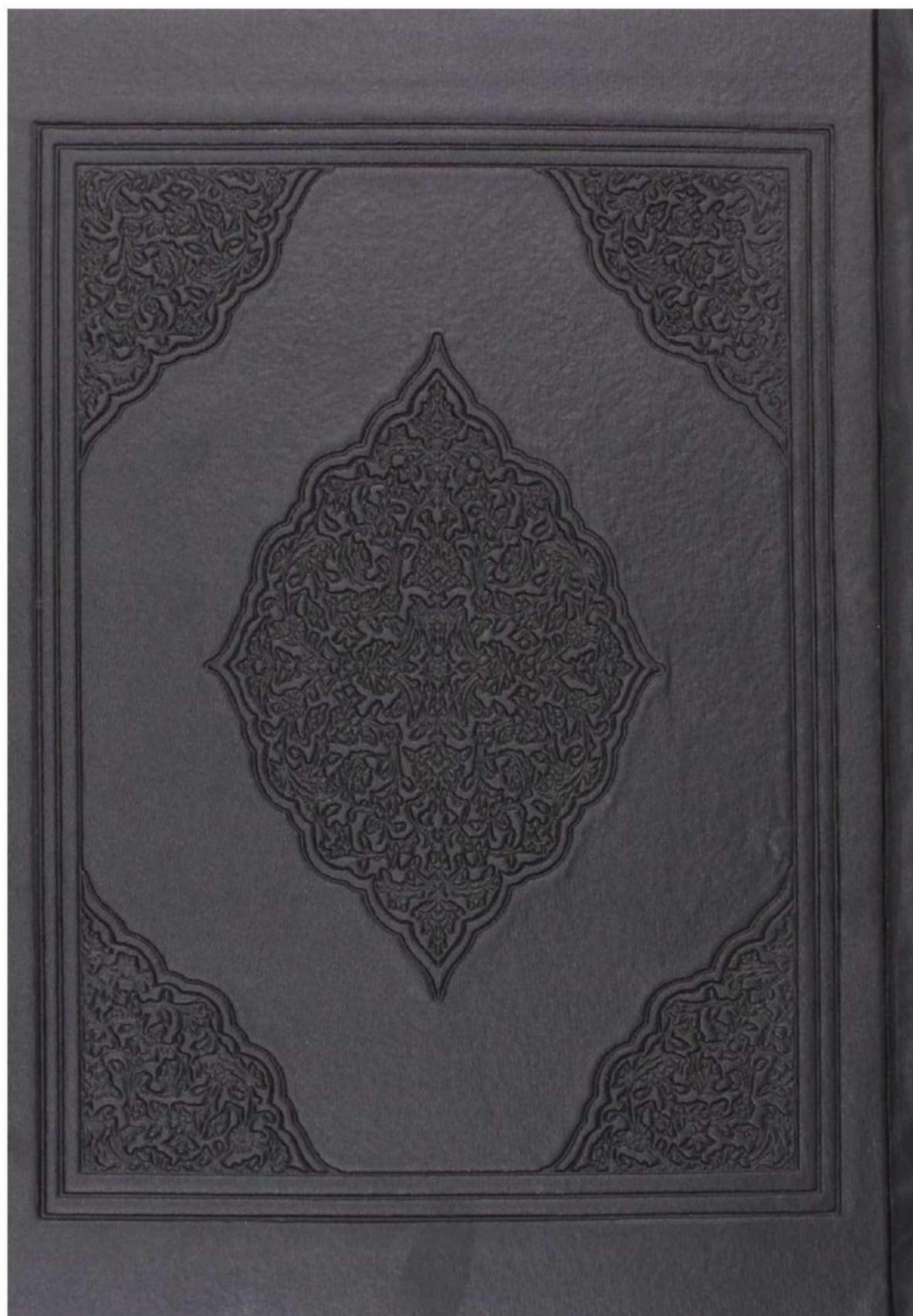
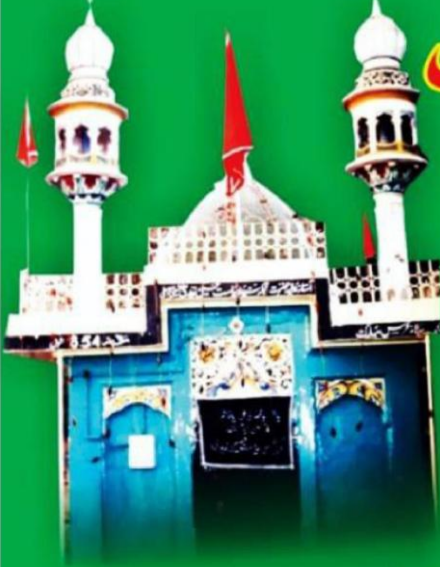
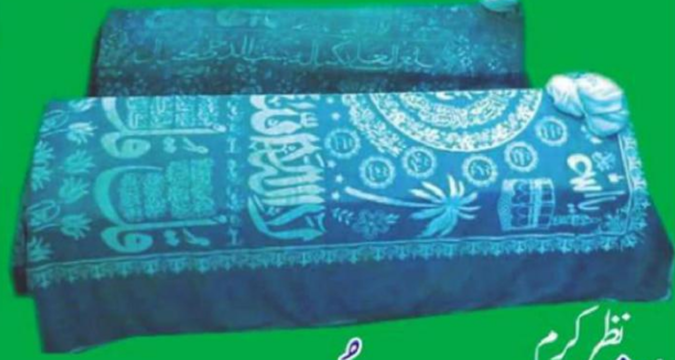


یا حجتہ القائم علیہ السلام ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات
السید علاؤالدین رسولدار رحمتہ اللہ
زیدی الحسینی مدینۃ السادات اوچ شریف





نظرِ کرم
سخی السید مروت حُسین زیدی صاحب الحُسینی رسولدار

مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

منجانب
السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حُسین زیدی رحمتہ اللہ الحسینی رسولدار

03007579114 وٹس اپ نمبر
محلہ علی پور پاکپتن شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ طیبہ

نسب نامہ سادات زیدیہ پنگوڑ، سادات نقویہ موہنہ
رسولپور، سلطان پور، تحصیل پلول، ضلع گوڑگانوہ (فرید آباد)

مرتبہ

بختیار عباس سلطانپوری

نام کتاب .... شجرہ طیبہ

مرتبہ .... بختیار عباس سلطان پوری

ناشر .... سویکہ پبلیشنگ

بار .... اول

تاریخ اشاعت .... جنوری ۲۰۰۴ء

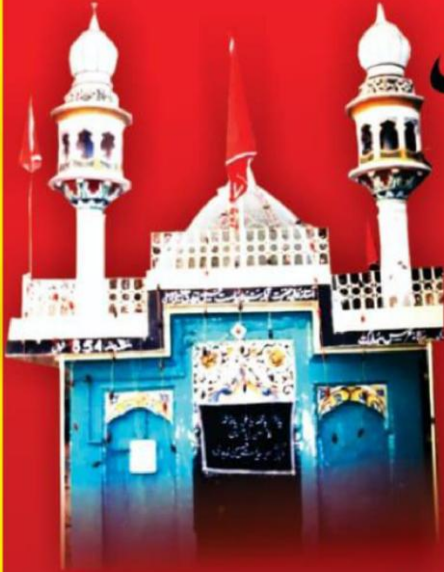
پتہ برائے خط و خطابت .... اسد نرسری شجاع آباد روڈ ملتان

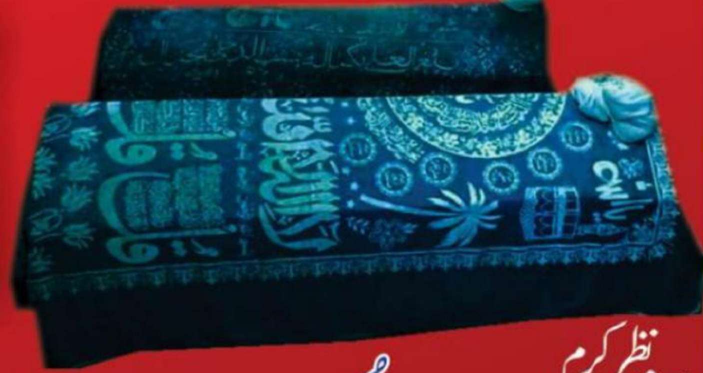
ای میل

baqir@mul.paknet.com.pk

یاحجتہ القائم علیہ السلام ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات
السید علاؤ الدین رسولدار رحمتہ اللہ
زیدی الحسینی مدینۃ السادات اوچ شریف





نظرِ کرم
سخی السید مروت حُسین زیدی صاحب الحُسینی رسولدار

مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

منجانب
السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حُسین زیدی رحمتہ اللہ الحسینی رسولدار

محلہ علی پور پاکپتن شریف

وٹس اپ نمبر 03007579114

کچھ مصنف کے بارے میں

سید مختیار عباس صاحب کا تعلق اصل میں سلطانپور سے ہے، لیکن وہ ۱۵ فروری ۱۹۲۷ء کو اپنے ننہال رسول پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کیا اور مڈل پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۹ء میں گورنمنٹ ہائی سکول پلول میں داخلہ لیا تھا کہ والد کا انتقال ہو گیا اور والدہ کی جائداد کا تنازع شروع ہو گیا۔ وراثت کا یہ مقدمہ علاقہ کا مشہور و معروف مقدمہ تھا جو انہوں نے ہندوستان کی اس وقت کی سب سے اعلیٰ عدالت سے جیتا۔ اس مقدمہ کے لڑنے میں انہوں نے اتنا مطالعہ کیا کہ خود قانون وراثت کے ماہر ہو گئے۔

۱۹۴۷ء میں رسول پور سے ہجرت کر کے ملتان آئے اور یہیں آباد ہو گئے۔ اپنی اور اپنے برادر خورد سید مختار عباس کی زرعی اراضی سلطان پور میں الاٹ کرائی اور اس کی ترقی اور نگہداشت پر خاص توجہ دی اور علاقہ کے نامور زمیندار اور باغبان کہلائے۔ اس کے ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی اور بہت محنت کی جس کے نتیجے میں تمام بچے ماشاءاللہ اعلیٰ تعلیم سے مزین ہوئے، جس میں ڈاکٹر بھی ہیں اور انجینئر بھی، کامیاب کاروباری بھی ہیں اور زمیندار بھی۔ ساتھ ہی اپنی علمی لیاقت میں اضافہ کی کوشش بھی جاری رکھی اور ادیب، ادیب عالم و ادیب فاضل کے امتحانات بھی پاس کئے۔

طبعاً مختیار عباس صاحب بہت ملنسار، حلیم الطبع، نیک سیرت اور پاک طینت انسان ہیں اور لوگوں کی مدد کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ اپنے قصبہ جات کے سادات کا شجرہ نسب مرتب کرنا ان کی دیرینہ خواہش تھی اس کے لئے وہ گزشتہ چالیس سال سے کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کیں، ان سے معلومات حاصل کیں اور بالآخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری موجودہ نسل پر ان کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ وہ یہ شجرہ مرتب کر کے ان کے حوالے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا کرے اور ان کے بچوں کو شاد و آباد رکھے۔

علی اختر



----ترمیم----

صفحہ ۱۱۳، ۱۲۸ حامد علی (۳) کا انتقال طبعی موت سے ہوا

صفحہ ۱۲۲ باقر حسین کے شاکر حسین، صابر حسین اور ۲ دختران ہیں

صفحہ ۱۳۴ قاسم حسین کے محمد شاکر اور محمد شاکر کے محمد ناصر پڑھا جائے

صفحہ ۱۵۹ لائین ۱۸ مولانا محمد سبطین ایم اے اسلامیات تھے

صفحہ ۱۶۹ چاروں بستیوں کی پہلی ڈاکٹر فیروزہ خاتون دختر غلام حسنین ہیں

صفحہ ۱۸۳ ریاض احمد کا نکاح قبلہ ناصر الملتہ لکھنوی نے نہیں پڑھایا

صفحہ ۱۹۹ ولایت علی کی جگہ وارث علی پڑھا جائے

صفحہ ۲۰۰ لائین ۱۱ نہال احمد کی جگہ اقبال احمد پڑھا جائے

صفحہ ۲۰۰ آل رسول کا عقد قبلہ ناصر حسین مجتہد لکھنو نے نہیں پڑھایا

صفحہ ۲۰۵ پرورش علی کے چوتھے فرزند مہدی علی تھے جن کے احمد علی، ابونصر، عارف علی اور جعفر حسین پسران تھے۔ ابونصر کے فرزند ابوالفضل لاولد فوت ہوئے۔ عارف علی کے فرزند آفتاب علی ہیں۔ جعفر حسین کے اقبال عباس، تفضل عباس پسران ہیں

صفحہ ۲۱۴ لائین ۲ افضل حسین کی 2 بیویاں تھیں امیر فاطمہ اور رئیس فاطمہ، 4 غلط ہیں

صفحہ ۲۲۷ لائین ۲۲ مختار عباس کی دختران میں کوثر فاطمہ زوجہ امیر عباس غلطی سے رہ گیا ہے

صفحہ ۲۳۳ منصب علی کے عنایت علی اور ایک دختر بندی ہے

صفحہ ۲۳۹ اعظم شاہ کی دختر کی جمعیت علی پگوڑی کی زوجہ نہیں بلکہ والدہ ہیں

صفحہ ۲۵۰ لائین ۷ سعیدہ بیگم زوجہ امیر حسین والد ابرار حسین غلط ہے سعیدہ بیگم زوجہ احسن زماں پڑھا جائے

صفحہ ۲۳۶ لائین ۱۹ پرورش علی کی اولاد زینہ میں 3 لڑکیاں اور 2 لڑکے ہیں

صفحہ ۲۶۶ بنت فاطمہ کے شفاعت حسین، شوکت حسین کی جگہ اظہار حسین اور زوار حسین پڑھا جائے

صفحہ ۲۷۰ امتیاز علی سلطانپوری کی جگہ امتیاز علی رسولپور پڑھا جائے

آئینہ ترتیب

ابتدائیہ

آخر مئی اور شروع جون 1947ء کے ہفتہ میں سادات چگوڑ، موہبہ، رسولپور، سلطانپور نے اپنا وطن چھوڑا جو تقسیم ہندو پاک کے نتیجہ اور تبادلہ آبادی کے سمجھوتہ کے مطابق عمل میں آیا۔ لیکن قائد اعظم کی تمنا کہ بلا جنگ و جدل اور بلا خونریزی یہ عمل ہو جائے، کے برعکس سکھوں اور ہندوؤں نے مسلم خون و عزت کو خاک میں ملا دیا اور لاکھوں مسلمان قتل اور ہزاروں مسلم خواتین کی بے حرمتی ہوگئی۔

املاک کے اتلاف کے ساتھ شجرہ ہائے انساب اور قیمتی کتب خانہ ہندوؤں نے جلا ڈالے اور سادات خالی ہاتھ پاکستان میں آ گئے وہاں سادات موہبہ، رسولپور، سلطانپور اور چگوڑ واحد مواضعات میں بلا شرکت غیرے آباد تھے۔ یہاں پاکستان میں مختلف اقوام مسلم کے ساتھ بسنا پڑا اس لئے ضروری ہوگیا کہ اپنی اپنی شناخت برقرار رکھنے کے لئے نسب نامہ ترتیب دیا جائے۔

چونکہ مجھے ذاتی طور پر اس کا شوق تھا اس لئے میں نے کوشش شروع کی۔

-1 مجھے علم تھا کہ رضا حسین رسولپوری نے نسب نامہ ترتیب دیا تھا شاید ان کے وارثان کے پاس ہو اس مفروضہ کے تحت میں نے بھائی عبدالوہاب صاحب سے کہا کہ ان کے خاندان کا ایک فرد ہاشم حسین کراچی میں ہے آپ وہاں جا رہے ہیں معلوم کیجئے، چنانچہ وہ ان سے یہ سرمایہ لے آئے۔ یہ اوراق پریشاں، بلا ترتیب اور بلا سلسلہ بندی تھے۔ لیکن ایک سرمایہ کاپی کی شکل میں بھی تھا جس میں تذکرہ، اجداد اور نسب نامہ مختلف حضرات کا مرتبہ تھا جو انہوں نے نقل کیا تھا میں نے ان سب اوراق پریشاں کو ترتیب دے کر اکٹھا کیا اور 1960 سے 1980 تک اسی میں سرگرداں رہا۔ اگر یہ سرمایہ نہ ہوتا تو میں کبھی بھی کچھ نہ کر پاتا۔ مرحوم رضا حسین نے 1901ء سے 1906ء تک مختلف مقامات پر جا کر اور مختلف اشخاص خصوصاً مولوی علی نقی شاہ سلطانپوری، منشی پیر علی رسولپوری اور دیگر حضرات سے ملاقات کر کے اکٹھا کیا۔

-2 گجرات جانا ہوا تو معلوم ہوا کہ رسولپور کا نسب نامہ بند و بستی وزیر آباد میں مولانا نذر حسین رسولپوری کے پاس ہے چنانچہ وہاں جا کر ان کی عنایت سے نقل کیا۔

-3 راولپنڈی میں چچا یاور علی کی وفات پر جانا ہوا تو معلوم ہوا کہ چچا جمیعت علی کے پاس نسب نامہ ہے مگر انہوں نے اجتناب کیا۔ راولپنڈی سے ہی بھائی عبدالوہاب کے ساتھ میانوالی سید آل حسن سلطانپوری کے پاس گیا ان کے پاس بھی نسب نامہ تھا، ان کا انٹرویو لیا اور نسب نامہ کی نقل بھائی عبدالوہاب کے منع کرنے پر نہ لے سکا۔

4- میں نے اپنا کام مکمل کر کے یہ "سرمایہ رضا" بھائی عبدالوہاب کو واپس کر دیا ان کے فرزند سید علی ساجد کے
اور اب سید علی اختر موہنوی کے پاس ہے۔
بہرحال رضا حسین نے بہت جدوجہد اور تگ و دو کر کے یہ نسب نامہ لکھا کیا تھا اور اس کا نام خود ہی "سرمایہ
رکھا تھا۔ خدا ان کو بحق معصومین علیہ السلام جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

5- سب سے اہم اور درست نسب نامہ مولانا علی تقی شاہ سلطانپوری کا تھا جو انہوں نے 1890 سے 1901
فرمایا تھا جو سلطانپور میں ضائع ہو گیا اور 1947 میں چچا زین الدین اس کو نہ لا سکے ان کا تذکرہ واجد او سید
سلطانپوری سے مہیا ہو سکا اور یہی مقولہ "سرمایہ رضا" میں بھی بعینہ تھا جو میں نے نقل کیا۔ اب لکھ رہا ہوں۔

6- "سرمایہ رضا" میں سید رضا حسین نے مقالہ تذکرہ واجد او مرتبہ مولوی محبوب علی دھلوی نقل کیا تھا جو میں بعینہ نقل
ہوں۔ سید علی اختر موہنوی سے معلوم ہوا کہ یہ مقالہ مولوی محبوب علی نے اپنی کتاب "تاریخ سادات میوات
لکھا ہے۔ جو پنجاب لائبریری لاہور میں موجود ہے۔

7- حالات سادات اجمالی طور پر تاریخ ضلع گوڑگانوہ اور گزیٹر آف انڈیا میں موجود ہے جو پنجاب لائبریری لا
بہاولپور میں موجود ہے۔ ان سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

8- سید رضا حسین موہنوی نے بھی سید پرورش علی کی طرح بڑی کوشش اور محنت سے شجرہ نسب ترتیب دیا تھا۔
میں سید پرورش علی کے خاندان کے فرد سید ظہیر الحسن کے پاس تھا، میں نے متعدد بار انہیں عرض کیا لیکن
رہے ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند سے بھی کہتا رہا لیکن انہوں نے بھی امروز فردا پر اقرار کیا پھر اسی شجرہ
سید ابن علی موہنوی نے "گلدستہ سادات موہنوی" کے نام سے سادات موہنہ کا شجرہ شائع کیا کاش وہ
سادات کا بھی شائع کر دیتے اس میں کئی مقامات پر اصل سے گریز نظر آتا ہے۔ بہرحال ان کی کوشش بھی لائق
ہے۔

9- آئندہ بھی اگر کسی ثقہ شخص کو میری کوئی غلطی شجرہ نسب میں نظر آئے تو برائے مہربانی اس کی صحت کر دے۔

10- شجرہ انساب میں جو آخری آدمی لکھا گیا ہے وہی 1947ء میں پاکستان آیا اس کے بعد ان کو خود اپنا نسب
چاہیے۔ شجرہ میں سرخیاں میری اپنی ہیں۔

سید علی اختر موہنوی نے پروف ریڈنگ خصوصاً فارسی مقالے کی درستگی فرمائی ممنون ہوں۔ برخوردار ڈاکٹر
باقر نے محنت سے کمپوزنگ پرائیڈنگ کی۔

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

باب اول — آبادی سادات درمیوات

سید رضا حسین نے بحوالہ تاریخ سادات میوات مولوی محبوب علی دہلوی، علاقہ میوات میں حسب ذیل دیہات سادات نقل کیے ہیں

""میوات وغیرہ میں جو سادات حسینی آباد ہوئیں وہ عہد معز الدین سام سے فیروز شاہ غوری تک چند دیہات تھے"

-1 خیرتل — جو زمانہ میواتیاں کھیرتل کے نام سے تبدیل ہوا

-2 منڈھا — از ہر سہ گروہ قصبہ مذکور (کھیرتل)

-3 گولہڑی — کہ اس کے (منڈھا) نزدیک ہے

-4 نورنگر — نزدیک قصبہ مذکور (کھیرتل)

-5 سید پور چاپک — از اولاد سید نظام الدین برادر سید محمد ساکنان منڈھا کہ پرگنہ ریواڑی نزد گڑیانی (روہتک) سیدوں کا موضع ہے، حضرت شیخ حمزہ کی والدہ ان میں سے تھیں

-6 دیرہ — سیدوں کا موضع تھا اور انہی سے نواز پورہ تحصیل نارنول ہے۔

-7 شاہ پور — تحصیل پانودی

-8 ترکیاس — تحصیل ریواڑی اسے ترکیانواس کہتے ہیں۔

-9 پچگوڑ — تحصیل پلول

مندرجہ بالا نو دیہات حضرت زید الشہید ابن امام زین العابدین علیہ السلام کی نسل ہیں۔

-10 نوم خیر — میواتیان اسے بھوکر کہتے ہیں پرگنہ کوٹ قاسم سرکار ریواڑی۔

-11 رسولپور، تحصیل پلول، 12- سلطانپور تحصیل پلول، 13- موہنہ تحصیل بلب گڑھ، 14- قلب کوہ میں قصبہ نوح سے جانب غرب

-15 کھیڈلہ تحصیل پلول قریب رسولپور جانب شمال، 16 پہاڑی بیتواں تحصیل کانموں

-17 راجپور — ترکیاس اور شاہ پور کے درمیان تھا ویران ہو گیا اور وہاں کے زمیندار سادات قصبہ ریواڑی میں آباد ہوئے

-18 نارنول — خود قصبہ اور تحصیل ہے، سید عثمان کسم بار ہمدانی شہید کی اولاد سے ہیں جو سید تاج الدین شیر سوار کے پوتے ہیں۔

مندرجہ بالا نو دیہات حضرت جعفر ثانی ابن امام علی نقی علیہ السلام کی نسل ہے۔

-19 بہادر پور، 20- حسین پور تحصیل ریواڑی، 21- قصبہ پلول،

-22 قصبہ فرید آباد تحصیل بلب گڑھ، ان کی اصل مجھے معلوم نہیں کہتے ہیں زیدی سادات ہیں، موضع موہنہ کے نقوی سادات سے ان کی رشتہ داریاں تھیں، سید آل نبی فرید آبادی موہنہ کے نواسے ہیں۔

1947 سے پہلے ہم کہاں تھے؟

ضلع گوڑ گانوہ

گوڑ گانوہ دہلی سے جنوب مغرب میں براستہ مہرولی بائیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ دراصل اس ضلع کی چھاؤنی موضع ہدایت پور میں ہے اور چونکہ موضع گوڑ گانوہ چھاؤنی سے متصل ہے بدیں وجہ چھاؤنی مذکور اس نام سے مشہور ہوئی۔ اس کا نام "گرو گرام" گرو کا گاؤں تھا، جو کثرت استعمال سے گوڑ گانوہ ہو گیا۔

یہ موضع "راجہ دہشتر" نے اپنے گرو (پیشوا) "درونہ چارج" کو دیا تھا۔ 1803ء میں یہ ضلع قائم ہوا پہلے دہلی میں شامل تھا۔ 1858ء سے صوبہ پنجاب میں شامل ہو گیا، سابق میں اس ضلع کی 3 تحصیلیں تھیں اور اب ریواڑی، گوڑ گانوہ، پلول، ہاپ گڑھ، نوح، فیروز پور تحصیل ہیں۔

حدود اربعہ یہ ہے مجانب شرق دریائے جمن (جمنا) اس ضلع اور ضلع علی گڑھ و بلند شہر (یو پی) کی حد فاصل ہے۔ غرب ریاست نابھہ وغیرہ، شمال میں دیہات ضلع دہلی اور جنوب میں دیہات ضلع متھرا اور ریاست بھرت پور علاقہ الور ہے۔

بندوبست اراضی 1833 میں ہوا اس سے قبل کے کاغذات مال آگرہ میں موجود ہیں۔ جن میں اس علاقہ کے شجرہ وانسب اور حقوق ملکیت وغیرہ شامل ہیں۔

تحصیل پلول

پرگنہ پلول قدیم قصبہ ہے کتاب مہابھارت میں اس کا نام "اپیلز" لکھا ہے، پانڈو نے اس کو چھاؤنی قرار دیا، شمس الدین التمش نے اس قصبہ کو بھی زیر کیا اور مندر اور مکانات اہل ہنود مسمار کئے بدیں وجہ اب یہ مقام "کھیڑا" کہلاتا ہے یہ بلندی پر ہے (اب خیل) اس میں اکثر سڑک پختہ ہیں اور مکانات و مسجد قدیم و تعمیر بھی اچھی بلند بنی ہوئی ہیں۔ سفید پوش لوگ بہ نسبت ریواڑی کے اس میں زیادہ ہیں۔ اس میں ہندو مسلمان مختلف قومیں آباد ہیں۔

اس قصبہ سے دہلی تک پختہ سڑک (سڑک اعظم شیر شاہ سوری) ہے جو دوسری جانب متھرا کی طرف جاتی ہے تحصیل [illegible]

میں رہا۔ (از 1757 تا 1773ء) اس زمانہ میں راجہ نے سادات علاقہ کو بہت پُر جبر و مظلوم کیا۔ تعصب مذہبی سے گاؤ کشی بند کرادی کہتے ہیں یہ راجہ کسی امر پر گمان سنگھ مہاجن ساکن پلول پر جو اس کی سرکار میں "دیش وان" تھا ناراض ہوا اور اس کو گرفتار کرنا چاہا وہ مطلع ہو کر رسولپور چلا گیا اور اسے "سید محمد ماہ رسولپوری" (جد نمولہ رضا علی) عظیم الشان سے امان طلب کی سید مذکور نے حسب امان اپنے محل میں پوشیدہ رکھا۔ آخر عتاب راجہ میں پڑے ان کو اور ان کے لڑکے محمد شاہ کو مست ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا دیا مگر ہاتھی نے جنبش نہ کی۔ اسی اثناء میں "کنڈو" بادفروش یعنی بھاٹ (جو قوم سادات کی مدح کرتی تھی) سید مذکور، دربار راجہ میں آیا کوئی "کبت" (مدحیہ نظم) راجہ کی تعریف میں پڑھی قصاراً وہ کبت راجہ کو پسند آئی اور بادفروش سے کہا مانگ کیا مانگتا ہے اس نے راجہ کو کہا میرے دو سید پتر ے یہاں قید ہیں ان کو چھوڑ دے چنانچہ راجہ نے ان کو چھوڑ دیا اور باعزاز رخصت کیا کہتے ہیں اس وقت گاؤ کشی کا حکم بھی لے لیا۔

1774ء میں یہ پرگنہ اس سے نکل گیا اور نواب نجف علی خان سے مغلوب ہو گیا، چنانچہ 1774 تا 1787ء عملداری نواب نجف خان رہا اور 1788ء میں مہاراجہ گوالیار جنیل سندھیا نے قبضہ کر لیا اور "پیرو صاحب" ناظم مقرر کر دیا 1802ء تک مرہٹہ مذکور کی عملداری رہی 1802ء میں لارڈ لیک نے پرگنہ پلول نواب مرتضیٰ خان رسالہ دار فوج مرہٹہ کو دے دیا۔ نواب کی وفات پر پرگنہ ضبط ہو گیا۔

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

عمارات

پلول میں جامع مسجد: (برلب سڑک اعظم) عہد شمس الدین التمش

مقبرہ سیدواڑہ:

("مقبرہ سیدواڑہ - میں نے دیکھا ہے محمد اسحاق پلول والے سے سنا ہے کہ یہ مقبرہ "میر قاسم" بنگال والے کا ہے یہ ان کے والد کی تحقیق ہے انہوں نے ایک کتاب مشاہیر پلول لکھی ہے محمد اسحاق داڑی شہر میں تھے۔) (ماخوذ از تاریخ گوڑگانواں)

باب دوئم

مقالہ اول

سادات زیدیہ

ماخوذاز تاریخ سادات میوات وسرمای رضا
بحوالہ مقالہ غلام محمد چوسروی، ومشرف علی،وہم
اصغرعلی بقلم سید امام الدین مہرولی (دہلی)
نقل رضا مورخہ 1909-07-12

مرتبہ: بختیار عباس

سادات زیدی اولاد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام یا نسل حضرت امام زادہ زید الشہید کی مناسبت سے زیدی کہلاتے ہیں بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خاندان اور نسل آل ابو طالب علیہ السلام سے جو مظالم روا رکھے گئے اور بنی امیہ اور بنی عباس کے عہد حکومت میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تاریخ اسلام کا ایک سیاہ باب ہے وہ سبھی کو معلوم ہے۔

اسی ہنگام میں بقائے نسل اور فروغ اسلام کے لئے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ اشارہ قدرت اور حکم امام عصر کے تحت سادات منتشر ہو جائیں اور دنیا میں وہ اسلام پیش کریں جسے لے کر ان کے جد امجد مبعوث ہوئے تھے اور جس کا چہرہ اسلام کے جدی پشتی دشمنوں نے مسخ کر دیا تھا۔

''حضرت علی علیہ السلام کے ظاہرا عہد حکومت میں وسط ایشیا جو اس وقت ایران کا حصہ تھا شنسی قبیلہ اسلام میں آیا عہد معاویہ میں جب تمام حدود اسلامی میں مولائے کائنات پر برسرِ ممبر تبرہ ہوتا تھا صرف یہی ایک ایسا قبیلہ تھا جو اس فعل قبیح سے مبرا تھا اور محب آل رسول تھا۔ فرشتہ لکھتا ہے ''غورستان کا سردار ''شنسب'' بن حریق حضرت علی مرتضیٰ کے عہد خلافت میں معہ اپنے قبلہ کے اسلام لایا، حضرت امیر نے بھی شنسب اور اس کی قوم کے حسن عقیدت سے متاثر ہو کر غوریوں کی حکومت کا فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر شنسب کو مرحمت فرمایا۔ شنسب ضحاک کی نسل سے اور فریدوں شہنشاہ ایران کا حلقہ بگوش تھا اس کے نام کی مناسب سے اس کا قبیلہ ''شنسی'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔ بنی امیہ کے دور میں جب اولاد علی علیہ السلام بلکہ خود آنجناب پر تبرابازی کی جاتی تو شنسی اس ناشائستہ عمل سے پرہیز کرتے رہے بلکہ انہوں نے ہمیشہ اہل بیت علیہم السلام کی تعظیم و توقیر میں اپنی جانیں قربان کیں چنانچہ ابو مسلم مروزی نے اعدائے اہلبیت پر خروج کیا تو اولاد شنسی نے پوری قوت سے ابو مسلم کی مدد کی اور دشمنان اہلبیت کی بربادی میں اس نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ سلطان ابراہیم والی ءغزنی نے غور کی حکومت ''محمد عباس شنسی) کے سپرد کی اس محمد کا بیٹا ''قطب الدین حسن'' ہندوستان کے غوری فرمانرواؤں کا جد اعلیٰ ہے،، (فرشتہ جلد اول)

بقول شبلی ایران حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوا اور چونکہ جناب شہر بانو سلام اللہ علیہ یزدجرد شاہ ایران کی دختر تھیں اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام ایران کے نواسے، اس لئے یہاں مذہب اہلبیت کا فروغ ہوا، اس منطق میں وزن معلوم نہیں ہوتا کوئی شخص محض ذاتی تعلق یا رشتہ داری کی وجہ سے اپنا مذہب تبدیل نہیں کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایران نے اہل بیت رسول کے بتائے ہوئے اسلام کو صحیح سمجھا اور اس کو اپنا لیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق نے شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد اور اہل ایران نے امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد بڑی تیزی سے مذہب اہلبیت قبول کیا۔

ان وجوہات کی بناء پر اجداد سادات نے ایران و عراق اور وسط ایشیا کو جس میں مشہد مقدس، بخارا، واسط، غزنی، گردیز، مصر وغیرہ شامل ہیں اپنا مستقر قرار دیا۔

عہد غزنی

چنانچہ سید ابو الفرح غزنی میں سید شاہ علی قسور جعفری گردیز میں سید نظام الدین حسن نقوی سبزوار میں، سید نور الدین مبارک زیدی غزنی، سید نجم الدین نقوی سبزواری غزنی میں، سید ابو بکر زیدی واسطی غزنی میں سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت (997ء تا 1036ء) میں امرائے سلطنت اور افواج محمودی کے سرخیل تھے۔ سید ابو الفرح واسطی داماد اور سید سالار مسعود غازی سلطان محمود کے بہنوئی تھے۔

عہد غوری

سید حسین جنگ سوار کمانڈر انچیف قطب الدین غوری سید مسعود زیدی الواسطی، سید ابو القاسم زیدی، سید شمس الدین و شہاب الدین نقوی گردیزی سادات کے اجداد نے کفرستان ہند میں اسلام کا پرچم سربلند کیا۔ اور رائے پتھورا شاہ کو شکست دے کر شمالی اور وسطی ہند میں حکومت اسلامی قائم کی۔

زیدی سادات ہندوستان میں درمیان دو آب گنگا و جمنا صوبہ جات آگرہ و اودھ، پنجاب میں بکثرت اجداد کی نسل طاہرہ سے آباد ہیں ان میں سے سادات ''بارہہ'' جو ضلع مظفر نگر اور میرٹھ ہندوستان میں مسلم قومیت کی جسم و جان ہیں شہرت دوام واقتدار تمام کے حامل ہیں اور بہت مشہور ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر ان کے مراتب عالیہ کے متعلق ان الفاظ میں معترف ہے۔

''سید دلیر خان سادات بارہہ میں سے ہے اس کا نام پہلے سید عبد الوہاب ہوا کرتا تھا میں نے اس کی حالیہ خدمت کے صلے میں اسے ''ہزاری'' ہشت صد سوار کے منصب پر بڑھا کر علم عطا کیا بارہ ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی دوازدہ کے ہیں، چونکہ دوآبہ کے علاقہ میں یہ سادات انہی دیہاتوں کے رہنے والے تھے، اسلئے ان کو ''سادات بارہ'' کہا جاتا ہے بعض لوگ ان کے صحیح النسب سید ہونے کے متعلق شکوک رکھتے ہیں لیکن ان کی شجاعت و بہادری ان کے صحیح سید ہونے کی ناقابل تردید دلیل ہے اس سلطنت (مغلیہ) کے تمام معرکوں میں سے کوئی معرکہ ایسا نہیں ہے جس میں ان لوگوں نے اپنے آپ کو نمایاں نہ کیا ہو اور ان کے کچھ نہ کچھ افراد کام نہ آئے ہوں۔ مرزا عزیز کوکا کہا کرتا تھا کہ ''سادات اس سلطنت پر نازل ہوتی بلاؤں کا رخ پھیرنے والے لوگ ہیں'' حق بات تو یہی ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے،، (تزک جہانگیری)

سادات بلگرام ذوالاحترام، سادات مارہرہ اور دریائے جمن کے دائیں طرف ''میوات'' میں موضع دہرسو چانک، منڈھا

ترکیاس شاہ پور، کنہورہ ساڈھورا اور پنگوڑ سادات زیدیہ کے مسکن ہیں ان کے آباؤ اجداد سید مسعود جنجری اور ان کے جد سید ابوالفرح واسطی، سید ابوالقاسم واسطی وسید نور الدین مبارک غزنوی، معزالدین سام شہاب الدین غوری کے ہمراہ 572ھ سے 587ھ تک کے عرصہ میں کسی وقت ہندوستان تشریف لائے جنہوں نے شہاب الدین غوری کے ہمراہ ''مسلم قومیت وحکومت'' کی داغ بیل رکھی اور سارے ہندوستان میں اسلام کا پرچم لہرایا ان حضرات کے نسب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیدی حضرات ''دوصنف'' سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے بعض امیر المومنین حضرت زید الشہید تک سیدنا الحسن ذوالدمعہ کی معرفت اور بعضے سید عیسی موتم الاتبال'' کی وساطت ''حسینی اور عیسوی'' زیدی ہیں۔

سید ابوالفرح واسطی

خاندان سید مسعود واسطی

نسب سید ابوالفرح میں شدید اختلاف ہے، سید رضا حسین نے سادات برست، سید علی صفی پوری، شجرہ اعتماد علی، شجرہ نسب منصور پور اور تاریخ امروہہ سے مختلف نسب نقل کئے ہیں، شجرہ سادات برست میں جد آنجناب سید حسین بن زید الشہید، سید علی صفی پوری میں سید یحیٰی بن زید الشہید، نسب نامہ منصور پور میں سید ابدال بن زید الشہید، شجرہ اعتماد علی میں سید زید لہری بن زید الشہید، تاریخ امروہہ میں سید عیسیٰ بن زید الشہید درج ہے، جد کے علاوہ نیچے کی پشتوں میں بھی کافی تضاد ہے نسب نامہ منصور پور اور تاریخ امروہہ میں قدرے اختلاف کے باوجود یگانگت ہے۔

1- سید ابوالفرح واسطی ابن سید داؤد ابن سید حسین ابن سید یحیٰی ابن سید عمر ابن سید زید ثانی ابن سید علی عراقی ابن سید حسین ابن علی ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید عیسیٰ موتم الاتبال ابن اباعبداللہ سید حسین ذوالامعہ بن امام زادہ زید الشہید۔

2- سید ابوالفرح بن داؤد بن حسین بن یحیٰی بن زید بن علی بن حسن بن سید علی عراقی بن حسین بن علی بن محمد بن عیسیٰ موتم الاتبال بن زید الشہید

ان کے جد سید محمد بن عیسیٰ نے امین الرشید عباسی کی قید سے نجات پاکر کوفہ میں قیام کیا اور قبیلہ بنی ہاشم میں ''فاطمہ'' نامی خاتون سے عقد کیا جب کوفہ میں طاعون پھیلا تو معہ اہل وعیال واسطہ سے منتقل ہوکر سکونت اختیار کی، جناب محمد کی عبادت وزہد وتقویٰ و علم وعرفان سے مامون الرشید عباسی بے حد متاثر ہوا اور 216ھ میں واسطہ کا گورنر مقرر کیا 218ھ میں مامون الرشید کے انتقال کے

بعد آپ نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا بعد ازاں ان کی اولاد یکے بعد دیگرے واسط کے بادشاہ ہوتے رہے۔

سید الفرح کا عقد قبیلہ بنی ہاشم کی جناب ''رقیہ'' سے ہوا جن سے بارہ فرزند ہوئے۔فرزند اول کا نام ''فراح'' تھا جس کی مناسبت سے آپ کی کنیت ابوالفرح مشہور ہوئی اصل نام سید زید تھا آپ جید عالم و کامل فقیہہ وعدل و داد گستری اور شجاعت میں یکتاء روزگار تھے اور آپ کا شہرہ تمام عالم اسلام میں تھا۔

موصوف واسط سے غزنی تشریف لائے اور محمود غزنوی نے اپنی دختر آپ کی زوجیت میں دی۔آپ سید سالار غازی اور سید نظام الدین حسن گردیزی کے ہمراہ امرائے سلطنت محمودی میں شامل تھے اور افواج اسلامی کی قیادت ان کے دست مبارک میں تھی اور دیوان سلطنت غزنی تھے لاہور کے راجہ جے پال کو شکست دی اور پورے پنجاب پر سلطان کا قبضہ ہوگیا آپ 417ء تک ہندوستان میں مقیم رہے 3 شعبان 477ء کو واسط میں انتقال کیا اور اپنے چار فرزند ہندوستان میں چھوڑے جنہوں نے سلطان محمد غوری وقطب الدین ایبک کے ہندوستان حملوں میں سرگرم اعانت کی بقول سادات بارہ سلطان محمود نے اپنی بیٹی کا عقد سید نجم الدین واسطی سے کر دیا، دوسری تواریخ بتاتی ہیں کہ سید داؤد سے عقد کیا۔

پسران

آپ کی (سید ابوالفرح) کی نسل چار پسران سے ہے 1 سید غیاث الدین ابوالفراس، 2- سید نجم الدین، 3- سید داؤد، 4- سید ابوالفضائل

نسل سید ابوالفراس

سید غیاث الدین ابوالفراس کے دو پسران 1- سید مسعود واسطی، 2- سید داؤد

سید مسعود واسطی

سید مسعود واسطی نے ہمراہ شہاب الدین غوری 587 ہجری میں اور 588 ہجری میں دوبار ہندوستان پر حملہ کیا تو اجمیر بھیجا اور والی اجمیر رائے پتھورا اور کھانڈے راؤ کوان کے ذریعے دعوت اسلام دی انہوں نے اسلام اور شاہ اسلام کو سخت الفاظ سے یاد

کیا اور ان کو دربار سے نکال دیا تراوڑی کے میدان میں رن پڑا اور فتح پائی قصبہ ''نرہڑ'' فتح کیا پتھورا کے داماد کو مسلمان کیا اور اس کی لڑکی سے اپنے صاحبزادے ''سید علی'' کا نکاح کیا کہتے ہیں کہ داماد پتھورا کا اسلام منافقانہ تھا اس نے سید علی کو خفیہ طور پر قتل کر دیا جب اس بھید سے سید مسعود واسطی کو علم ہوا تو موصوف نے داماد پتھورا کو قتل کیا اور اپنی بہو کو حفاظت میں لے لیا اس کی بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نامی ''علی'' رکھا خدا نے ان کی نسل میں اتنی برکت دی کہ پانچ قریہ ان کی اولاد سے آباد ہوئے۔

1- سادات منڈھا — سید بڑے ابن ابراہیم بن علی کی اولاد سے

2- سادات سید پور مانک — سید نظام الدین بن علی کی اولاد سے

3- سادات دہرسو اور نواز پورہ — سید محمد بن ابراہیم کی اولاد سے، سادات قصبہ نارنول بھی ان کی نسل سے ہے۔

4- ساداتِ بڈولی — سید جعفر بن ابراہیم کی اولاد سے

5- سادات کفشاں — سید علی بن علی کی اولاد سے۔

سادات کہورہ و سادات شاہ پور سید فخر الدین برادر سید ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔

اولاد موصوف ''جنجری'' کہلاتی ہے مزار سید مسعود و علی شہید سوادِ نرہڑ میں قرب حضرت سید السادات صاحب لشکر مار قدس سرہ واقع ہے غالباً سادات رسولداران دہلی کہنہ کے جد سید علی اصغر بن سید علی شہید بھی یہاں دفن ہیں۔

سادات شاہ پور پاٹودی

سید حسین علی ابن سید شرف الدین ابن سید صمصام علی ابن قاسم علی ابن سید یحیٰ ابن سید زاہد ابن سید بخشش عرف عمر ابن سید ابوالفراس کی اولاد سے ہیں۔ سید حسین علی اکبر اول کے زمانہ میں صوبیدار تھے بمعہ سید ابوالقاسم ابن سید تاج 1563ء میں راجپوتوں کے باغی ٹولوں کو تباہ کرنے کی غرض سے اکبر کے حکم پر ''خانوں کلاں'' تشریف لائے ان باغیوں کو تباہ کیا اور موضع شاہ پور آباد کیا۔

سادات حسین پور

سید تاج نے موضع حسین پور آباد کیا اور ان کی نسل سادات حسین پور ہیں۔

سادات کھیرتل

سید پیارا اور سید ناصر ابناء سید جندن بن سید سنام الدین بن سید اسحاق بن سید یعقوب بن سید عیسٰی بن اسد الدین بن سید داؤد بن سید ابوالفراس سے ملتا ہے۔

-2 سید نجم الدین

سادات جانسٹھ اولاد سید عمر نر بن سید جلال عرف خان میر بن سید یحیٰی بن ابوالحسن بن سید ابوالحسن بن سید علی بن سید الدین بن سید احمد الدین بن سید نجم الدین

سادات چتوڑا اولاد سید حسین عرف سید مکھیے برادر سید عمر نر سے ہیں

سادات کوال اولاد سید احمد برادر سید چاند خاں بن سید عبداللہ بن سید قطب بن سید حسین بن سید جلال سے ہیں۔

سادات مظفرنگر سید مسعود بخطاب لشکر خان بن مظفر خان بخطاب خانجہاں بن یوسف خان بن سید احمد بن سید نصیر الدین بن سید حسین برادر عمر نر کی اولاد سے ہیں

سادات منصور پور سید غلام محمد بن سید اجمیری بن سید منصور بن مظفر خان کی اولاد سے ہیں۔

سادات بہاری ودہلنہ از اولاد سید شیر خاں بن مظفر خاں ہیں۔

سادات دہلنہ وسنداؤلی از اولاد فیروز خان بن سید حسین بن سید ابو بن سید یوسف بن سید حسین برادر سید عمر نر ہیں۔

-3 نسل سید داؤد/ سادات ہتن پوری

سید داؤد ابن ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں۔

-4 نسل سید ابوالفضائل/ سادات

مخدوم بن سید محمد بن سید احمد بن سید بہاؤالدین بن سید علی بن سید ابوالفتح بن سید حیات بن سید ابوالفضائل کی اولاد سے ہیں

خاندان سید ابوالقاسم واسطی

1- نسب سید ابوالقاسم واسطی

''وہم در نسب سید نواز در ذکر ساکنان شہر واسطہ، سید ابوبکر، سید عثمان، سید حسن راذکر کردہ است، پس سید حسن رابطرف خود ذکر نمود و دیگر آں رابرادران گفتہ، ظاہر سید ابوبکر، ہما ابوبکر باشد کہ جد سید ابوالقاسم واسطی بود، چنانچہ در نسب نامہ خود سید ابوالقاسم قدس سرہ نوشتہ اند کہ سید ابوالقاسم واسطی پسر سید احمد بن سید ابوبکر بن سید احمد ابن سید حسین زاہد بن سید اسماعیل ابن سید علاؤ الدین ابن الحسن احمد الفارس ابن یحیٰی ابن الحسین نسابہ بن احمد محدث بن عمر بن یحیٰی بن الحسین ذی الدمعہ بن زید بن علی بن الحسین،، (اشرف النساب، بحر الانساب)

2- سید ابوالغنائم زید و سید ضیاء الدین ابوالقاسم علی حلیؔ

''انباء سید الانام حضرت ابواحمد سید جلال الدین ابن سید ابوبکر اسامہ ابن ابواحمد عدنان بن سید نجم الدین اسامہ ابن حضرت شمس الدین ابوعبداللہ احمد ابن سید ابوالحسن علی نقیب ابن سید ابوطالب محمد ابن ابوعلی عمر ابن سید اباعمر یحیٰی ابن سید حسین نسابہ ابن سید احمد محدث ابن سید ابواحمد مجتہد ابن سید یحیٰی محدث ابن شاہزادہ سید حسین ذوالدمعہ ابن امام زادہ زید الشہید ابن امام زین العابدین علیہ السلام،، (تاریخ شریف خان ریواڑی والا)

سرمایہ رضا میں یہ دو مختلف نسب میری نظر سے گزرے ہیں بظاہر دونوں انساب کے ملاحظہ سے سید ابوالقاسم واسطی کی دو مختلف شخصیات ظاہر ہوتی ہیں لیکن جیسا کہ آپ فارسی مقالوں میں پڑھ چکے ہیں ان دونوں انساب کے اختلاف کے باوجود دونوں شخصیتوں میں ایک قدر مشترک ہے وہ ہے جد سید معز الدین رسولدار یعنی ابوالقاسم واسطی،، بحرحال صحت نسب سے میں معذور ہوں۔

فارسی مقالوں کی رو سے سید ابوالقاسم، سید مسعود واسطی شہاب الدین غوری کے حملہ 588 ہجری میں آئے۔ دوسری روایت یہ ہے ''سید ابوالغنائم زید و حضرت سید ضیاء الدین علی کہ معروف با بوالقاسم حلی از حلہ بسفارش آمدند، واز انجا بحکم نبوی ﷺ بلا توقف در ہندوستان آمدند و در لاڈو سرائے کہ محلہ دہلی کہنہ است سکونت فرمودند، سید ضیاء الدین علی ولادت بروز چہار شنبہ دہم نشستند ذیقعد 26-625ء است و در 709 است، وعقب حضرت یک فرزند ارجمند است، حضرت سید ابوعلی محمد، بعد وفات پدر بزرگ بر

چہار دانشمند، سید ابو الاعلیٰ ابن سید ضیاء الدین تولد حضرت سہ شنبہ 21 ذی الحجہ 622 ہجری است و وفات یکشنبہ 12 ربیع الاول 744 ہجری

حضرت علاؤ الدین رسولدار ابن ابو الاعلیٰ محمد تولد بروز شنبہ 702 ہجری و وفات بروز دوشنبہ 2 ربیع الاول 792 ہجری حضرت چہار فرزند دانشمند، سید جلال الدین ابو عبد اللہ الحسین و معز الدین ابو بکر ابراہیم و سید ضیاء الدین منتخب، و سید ابو محمد حسن، سید جلال الدین رسولدار ولادت دوشنبہ 27 رمضان 771 ہجری وفات چہار شنبہ 17 ذیقعدہ 884 ہجری و حضرت دو فرزند دانشمند سید عبد اللہ از ایشاں اولاد و پسری نیست و حاجی الحرمین الشریفین سید جلال الدین ابو الخالد عبد الرحمن کہ بعد وفات پدر جانشین ہستند"۔ (تاریخ شریف خاں ریواڑی والا)

اس روایت یا تاریخی حقائق کے مطابق جس میں سید ابو القاسم اور ان کے پسران کی تاریخ ولادت و وفات تک دی ہوئی ہے اگر پہلی روایت سے تطابق کیا جائے تو ایک صدی کا بعد ہے اس کے علاوہ پہلے نسب کی رو سے ابو القاسم "واسطی" ہیں اور دوسرے کی رو سے "علی" ہیں یا دوسری روایت کی سند میں تاریخ فیروز شاہی ضیاء الدین برنی کی شہادت ہے کہ "سید السادات علاؤ الدین سید رسولدار کو بارگاہ شاہی میں شامل کر لیا گیا اور سید رسولدار معز الدین اراکین سلطنت میں شامل تھے"۔ (تاریخ فیروز شاہی برنی ترجمہ مرکزی اردو بورڈ لاہور صفحہ 527 تا 820)

فیروز شاہ ۱۳۵۱ء تا ۱۳۸۹ء بادشاہ رہا ہے اور یہ حضرات سید ابو القاسم علی حنفی کے پوتے اور پڑپوتے ہیں۔

سادات ترکیاواس

سید محمد غوث عرف سید قائم علیخاں بن سید میراں بن سید مظفر

سید فرزند علی خان — آل رسول خان

کی نسل سے ہیں، جد مذکور "میولی" میوات تحصیل نوح سے ہجرت کر کے ترکیاواس میں آباد ہوئے ان کے جد سید ابو الغنائم زید ہیں۔" یہ ایک نامی گرامی خاندان ہے ان کے بزرگوں نے عہد سلطنت اسلامیہ میں خدمت و حسن کارگزاری میں ممتاز رہ کر جاگیرات حاصل کیں، موضع تورانی، پھدیزی و قطب پوری پرگنہ ریواڑی اب تک اس خاندان کو معاف چلے آتے ہیں، ریاست نابھہ علاقہ نارنول بھی جاگیر شاہان سلف سے موجود ہے۔ سید صمصام علی پسر سید فرحت حسین خاں اب ذیلدار و کرسی نشین ہیں" (ماخوذ از تاریخ گوڑگانوہ)

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشتند ،سید ابوعلی بن سید ضیاء الدین تولد حضرت سہ شنبہ 21 ذی الحجہ 622 ہجری است و وفات یکشنبہ 12 ربیع الاول 744 ہجری

حضرت علاؤ الدین رسولدار بن ابوعلی محمد تولد بروز شنبہ 702 ہجری و وفات بروز دوشنبہ 2 ربیع الاول 792 ہجری حضرت چہار فرزند داشتند ،سید جلال الدین ابوعبداللہ الحسین و معزالدین ابوبکر ابراہیم و سید ضیاؤ الدین منتخب ،و سید ابومحمد حسن ،سید جلال الدین رسولدار ولادت دوشنبہ 27 رمضان 771 ہجری وفات چہار شنبہ غرہ ذیقعد 884 ہجری حضرت دو فرزند داشتند سید عبداللہ از ایشاں اولاد پسری نیست و حاجی الحرمین الشریفین سید جلال الدین ابوالحامد عبدالرحمن کہ بعد وفات پدر جانشین ہستند ،، ۔(تاریخ شریف خاں ریواڑی ۱۱۱)

اس روایت یا تاریخی حقائق کے مطابق جس میں سید ابوالقاسم اور انکے پسران کی تاریخ ولادت و وفات تک دی ہوئی ہے اگر پہلی روایت سے تطابق کیا جائے تو ایک صدی کا بعد ہے اس کے علاوہ پہلے نسب کی رو سے ابوالقاسم ''واسطی'' ہیں اور دوسرے کی رو سے 'حلی' ہیں یا دوسری روایت کی سند میں تاریخ فیروز شاہی ضیاء الدین برنی کی شہادت ہے کہ'' سید السادات علاؤ الدین سید رسولدار کو بارگاہ شاہی میں شامل کر لیا گیا اور سید رسولدار معزالدین ارا کین سلطنت میں شامل تھے ،، ۔(تاریخ فیروز شاہی برنی ترجمہ مرکزی اردو بورڈ لاہور صفحہ 527 تا 820)

فیروز شاہ ۱۳۵۱ء تا ۱۳۸۹ء بادشاہ رہا ہے اور یہ حضرات سید ابوالقاسم علی حلی کے پوتے اور پڑپوتے ہیں ۔

سادات ترکیاواس



سید محمد غوث عرف سید قائم علیخاں بن سید میراں بن سید مظفر

سید فرزند علی خان   آل رسول خان

کی نسل سے ہیں ،جد مذکور ''میولی'' میوات تحصیل نوح سے ہجرت کر کے ترکیاواس میں آباد ہوئے ان کے جد سید ابوالقاسم زیدی ہیں ۔''
یہ ایک نامی گرامی خاندان ہے ان کے بزرگوں نے عہد سلطنت اسلامیہ میں خدمت و حسن کارگزاری میں ممتاز ہو کر جاگیرات حاصل کیں ،موضع قورانی ،بچھ یڑی و قطب پوری پرگنہ ریواڑی اب تک اس خاندان کو معاف چلے آتے ہیں ،ریاست نابھہ علاقہ نارنول بھی جاگیر شاہان سلف سے موجود ہے ۔سید صمصام علی پسر سید قدرت حسین خاں اب سجادہ نشین ہیں [illegible]

سادات گردیز ملتان

سید ابوالفتح زیدی الواسطی کی زوجہ محترمہ بی بی "غلام فاطمہ" سید یوسف ثانی بن شیخ محمد بن سید نجم الدین بن شیخ نعیم اللہ المعروف شیخ ملک بن شیخ مبارک بن شیخ محمد بن سید یحیٰ بن سید عبدالصمد بن شیخ احمد بن سید جمال الدین محمد یوسف شاہ گردیز کی دختر نیک اختر تھیں۔ (تاریخ شریف خاں ریوازی والا)

نسب زیدیہ شاہ گردیز

سید ابوالفتح واسطی ابن سید عبداللہ ابن سید معز الدین رسولدار ابن سید علاؤ الدین رسولدار ابن سید ابوالمکارم ابو محمد حسن ابن سید ابوالمقاماابن سید ابوالقاسم واسطی۔

یہ خاندان حضرت شاہ جمال الدین محمد یوسف علیہ الرحمہ کی گدی اور جاگیرداری و زمینداری عطیہ شہاب الدین غوری کا وارث بنا اور وحانی ورثہ اولاد اکبر میں منتقل ہوتا رہا ثروت و وجاہت اور قومی کارگذاری کے اعتبار سے ملتان کا مشہور خاندان ہے۔ سیاسی اعتبار سے عہد سلطنت غوریہ اور سلطنت انگلیشہ میں نمایاں حیثیت حاصل رہی۔ خان بہادر سید حسن بخش گردیزی عہد انگلیشیہ کی مشہور شخصیت ہیں۔ قیام پاکستان اور تحریک پاکستان میں سید علی حسین گردیزی کا نمایاں کردار ہے مہاجرین کی آبادکاری اور بحالی میں 48-1947 بے حد خدمات ہیں دولتانہ گروپ میں مسلم لیگی لیڈر اور کبھی پارٹی نہ بدلنے والے سیاسی لیڈر کی حیثیت سے نیک نام ہیں۔ جنرل ایوب خان کے عہد حکومت کے خاتمہ اور 1971 کے ذوالفقار علی بھٹو چیئر مین پیپلز پارٹی کے عہد حکومت میں سید عباس حسین گردیزی ایم این اے نمایاں حیثیت کے حامل ہیں اپنی سلجھی ہوئی اور با مقصد تقریروں کے لئے عام پبلک اور پارلیمنٹ میں مانے ہوئے مقرر ہیں سید محمد رضی شاہ گردیزی اپنے رعب وداب و وجاہت اور سیاسی داؤ پیچ میں مشہور شخصیت تھے، ایم پی اے رہے ہیں۔ سول سروس میں بھی اسی خاندان کے کئی اشخاص کلیدی اسامیوں پر متعین ہیں۔

سید حیدر زمان گردیزی برادر سید محمد رضی شاہ گردیزی شاعر اہلبیت کی حیثیت سے ابھرے ہیں ہوسکتا ہے کہ ملک کے نامی گرامی شعراء میں شمار ہونے لگے۔

سید محمد رمضان شاہ گردیزی اس خاندان میں مقبول ترین اور نیک وصالح شخصیت تھے اور اس خاندان کے بزرگ اور ذمہ دار تھے۔ سادات کی آبادکاری 1947 میں کچھ عرصہ کے لئے اپنا مکان بھی دیا تھا۔ میرے خسر سید شہاب الدین کے رضاعی بھائی تھے۔

حضرت شاہ یوسف گردیز علیہ الرحمۃ

نسب اول سید جمال الدین ابوالفضل محمد یوسف بن خواجہ حسین شیخ ابا بکر علی بن شاہ علی قسور بن سید ابی محمد عبداللہ غزنوی ابن سید حسین بن امام زادہ دیباج بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (مولانا علی نقی سلطانپوری)

نسب دوئم سید ابوالفضل جمال الدین یوسف بن سید شاہ ابوبکر علی بن سید شاہ علی قسور بن سید محمد عبداللہ غزنوی بن سید حسین بن سید محمد بن سید علی الفارسی بن سید محمد بن موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی علیہ السلام

نسب اول کے محقق مولانا سید علی نقی سلطانپوری اور مصنف تاریخ شریف خان ریواڑی والا ہیں جب کہ نسب دوئم سید رضا حسین رسولپوری نے نقل کیا ہے۔ مولانا علی نقی عالم و محقق ہیں۔ ان کی نظر متعدد نسب ناموں پر رہی ہے پھر اس کی تائید تاریخ شریف خاں بھی کرتی ہے لہذا نسب اول ہی درست ہے دوسرا نسب بلا دلیل جبکہ امام زادہ موسیٰ مبرقع کا اسم گرامی متنازعہ فیہ ہے۔ آپ کے جد شاہ علی قسور سلطان محمود غزنوی کی درخواست پر بغداد سے القادر عباسی کے زمانہ میں گردیز مین سکونت منظور کی سلطان آپؒ کے معتقدین سے تھا گردیز کی ملکیت فقراء وسادات ولنگر خانے وعلماء وملازمین کے اخراجات کے لئے قبول کی سید علی قسور بڑے نامور اکابر اولیاء کرام سے تھے آپ کا روضہ قصبہ گردیز میں زیارت گاہ خلائق ہے آپ کے فرزند سید ابوبکر بھی کاملین اولیاء سے تھے۔

سید ابوبکر کے پسر حضرت شاہ یوسف 450ھ عہد سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود غزنوی میں گردیز میں پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابوالفضل اور لقب جمال الدین شاہ گردیز ہے۔

تاریخ فرشتہ میں آپ کی ولادت 462 ہجری بمطابق 1069ء وفات 547 ہجری بمطابق 1152ء درج ہے۔ ملتان اس وقت آل سبکتگین کے متواتر حملوں سے بالکل ویران اور برباد ہو رہا تھا آپ نے دریائے راوی کے کنارے پر قیام فرمایا آپ کی برکت سے دریا ہٹ گیا (جیسا کہ ملتان شہر کے گرد النگ ودمدمہ وفصیل قائم ہے اور دروازہ قدیم بھی موجود ہیں اور ان کے نیچے نشیبی علاقہ ہے جہاں دریا بہتا تھا) اور آپ کے حجرہ عبادت کے گرد ملتان شہر تیسری بار آباد ہوا۔ ملتان کا موجودہ شہر آپ ہی کا آباد کردہ ہے۔ ؎ دائی سوار شیر کہ در دست مار کرد   مخدوم شاہ یوسف اینجا قرار کرد

12 ربیع الاول 531 ہجری بروز چہار شنبہ آپ نے وصال فرمایا آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد حجرہ کی چہار دیواری پر کاشی کی خوبصورت اینٹوں کا روضہ بنایا گیا اسی کے ملحقہ جانب جنوب ستون دار مسجد شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ ہے خانقاہ کی دیوار پر بالائے سر یہ شعر لکھا ہے۔ ؎ شاہ یوسف تولدش میداں (462ء) شاہ گردیز را وصال بخواں (567ء)

آپ کے حالات کشف و کرامات وملفوظات ضخیم کتب میں بھرے پڑے ہیں خانقاہ کی بیرونی ڈیوڑھی اسلام شاہ سلیم شاہ ابن شیر شاہ سوری کی بنائی ہوئی ہے۔ ڈیوڑھی پر ایک تختہ چوبی پر یہ آیت کریمہ کندہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(اخبار اخیار، مراۃ الاسرار، ارشاد المساکین جمال یوسف تاریخ ملتان)

اولاد

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند مخدوم سید احمد سجادہ نشین ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے مخدوم سید عبد الصمد سجادہ نشین ہوئے آپ سلطان شہاب الدین کے معاصر تھے جمال یوسف میں بادشاہ سے آپ کی ملاقات کا مفصل حال درج ہے مخدوم عبد الصمد کے دو فرزند تھے مخدوم سید یحیٰ اور سید احمد، مخدوم سید یحیٰ آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور ان کی اولاد نرینہ حضرت شاہ یوسف ثانی علیہ الرحمۃ پر ختم ہوگئی موصوف بڑے باکمال بزرگ گزرے ہیں حضرت شاہ یوسف اول کا تمام جلوہ آپ میں پایا جاتا تھا آپ کی تصنیف ارشاد المساکین تصوف میں یادگار ہے۔

شاہ یوسف ثانی کے انتقال کے بعد سید محمد گردیزی (نواسے) آپ کے سجادہ نشین ہوئے اس بناء پر سید ابوالفتح زیدی الواسطی کی نسل گردیزی کہلاتی ہے اور جہاں وہ آباد ہیں ملتان شہر میں وہ محلہ شاہ گردیز کے نام سے مشہور ہے۔ مخدوم سید عبد الصمد کے موخر الذکر فرزند سید احمد سادات گردیز پونچھ کشمیر کے مورث اعلیٰ ہیں آپ شہاب الدین غوری کے وقت ملتان سے ''مردان گلی'' تشریف لائے ان کی اولاد میں ''شامنور'' مردان گلی سے پھلگراں ضلع راولپنڈی منتقل ہوگئی۔ (ماخوذ مقالہ انوار الحسن نور المطابع لکھنو)

اختلاف ورود

در عہد سلطان قطب الدین ایبک (1202ء تا 1206) از گردیز ملتان وارد شد و استقامت ملتان اختیار کردہ بودند، در

طریقت سہروردیہ بیعت می گرفتند قصہ ''دست براری'' حضرت ایشاں از قبر شریف بروز پنجشنبہ در ملتان مشہور است کہ بعد ورود حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا موقوف گردیدہ۔ (سرمای درضا)

سادات سرنگ پونچھ

سید احمد شاہ بن فقیر شاہ بن مخدوم شاہ بن لنگر شاہ بن لعل شاہ بن سید جند شاہ بن سید عین الملک شاہ بن سید منور شاہ بن نور محمد شاہ بن شاہ محمد بن عبدالرحمٰن بن سید احمد بن مخدوم سید احمد بن مخدوم عبدالصمد بن مخدوم سید احمد بن سید شاہ یوسف گردیز

تعلق سادات نقویہ بہ شاہ یوسف گردیز

''اولاد امیر حمزہ سبزواری ہمراہ سادات جعفریہ دیباچہ در گردیز بودہ است، زوجہ مکرمہ سید نظام الدین حسن گردیزی، ام عیسیٰ باقر ازاں قبیلہ بودہ است، وشاہ گردیز کہ مزارش در ملتان است، خال بزرگوار سید شمس الدین وسید شہاب الدین گردیز اند زیرا کہ پدر ایشاں حضرت شاہ زین الدین علی گردیزی داماد حضرت شاہ ابو یوسف گردیزی دیباچی بودہ اند والدہ سید امیر حمزہ از دختران سادات دیباچیاں بودہ، گورش در جرجاں است،، (مولانا علی نقی سلطانپور)

''ہرگاہ کہ سید شاہ زین الدین علی گردیزی درایام فتنہ تاتار (چنگیز خان) شہادت یافتند، سید شمس الدین وسید شہاب الدین پسرانش از گردیز برآمدہ، در ملتان نزد خال بزرگوار خود آمدہ، تربیت یافتہ اند بعد مدتے چوں خال بزرگ ایشاں انتقال کردند، از ملتان برآمدہ،، (مولانا علی نقی سلطانپور)

سچ تو یہ ہے کہ سلطانپور، رسولپور اور موئنہ کا جو خونی اور نفسیاتی رشتہ حضرت شاہ یوسف گردیز سے ہے وہی سبب ان کا محلہ شاہ گردیز اور ملتان میں آباد ہونے کا بنا اور سید حسن علی رسولپوری کی خواہش دفن بر مزار موصوف اس لئے تھی۔

سادات ریواڑی

سید عبداللہ، وسید مسعود کلاں ہر دو برادر از ''لاڈو سرائے'' دہلی جو جوار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں ہے ہجرت کر کے قصبہ ریواڑی میں سکونت اختیار کی۔

سید عبداللہ عرف کابلی کی زوجہ محترمہ سید ''ولی حقانی'' موہنوی کی دختر بہ اسم ''بی بی مراد'' تھیں، چند سال قصبہ الور میں سکونت رکھی اور لوگوں کے ظلم سے وہاں شہید ہو گئے، محمد شاہ بادشاہ غازی نے لوگوں کو قصبہ ریواڑی سے جلاوطن کیا اور ان کی جائیداد زرعی و سکنی اولاد سید اللہ کابلی کو دی۔

نسب نامہ

سید عبداللہ کابلی بن سید عبدالخالق و برادر سید کمال ابناء عنایت اللہ ابن سید ہاشم و برادران سید باقر، سید سعد اللہ، سید حاجی عبداللہ، سید مبارک ابناء سید جلال کلاں و برادر سید کمال ابناء سید میراں بن سید عبداللہ و برادر سید مسعود کلاں ابناء سید محمد بن سید علاؤ الدین ثانی بن سید ابو محمد حسن بن سید علاؤ الدین ابوالحسن رسولدار۔ (ختم از مقالہ سرمای رضا)

سادات ریواڑی و سادات گردیز زیدیہ ملتان ہم جد ہیں آپ کو یاد ہوگا کہ سادات گردیز کا نسب سید علاؤ الدین ابوالحسن رسولدار پر منتج ہوتا ہے چہارم خاندان خاص قصبہ ریواڑی میں ''سید محمد اشرف'' کا ہے جو عہد شاہان میں جاگیردار و منصب دار تھے، سید محمد اشرف ہمراہ نواب علی مردان خان ''جنگ پٹنا'' میں مارے گئے اس جگہ ان کی خانقاہ موجود ہے۔ اس کے صرف کے واسطے ایک موضع معاف ہے اس کی آمدنی خدام لیتے ہیں اس صلہ میں شاہ دہلی نے ان کے وارثان کو مواضعات سلطانپور، چاندپور، مکاداس، نانگل، مونڈی، کہرسانگی، تتاپور، حب دار علاقہ جھجر اور خاص قصبہ ریواڑی میں سات سو تیس بیگہ اراضی معاف کر دیے، جس میں اٹھارہ چاہ اور ایک باغ تھا جس زمانہ میں ''جنرل لیک'' نے یہاں کا انتظام سنبھالا تو عطیات سابقہ کو تا حین حیات سید عسکری وغیرہ جاگیرداران کے نام بحال رکھا، بعد وفات جاگیردار صرف معافیات قصبہ باقی رہیں۔

1838ء میں وہ بھی ضبط کر کے مالگزاری پر دیدی گئیں اب اسی خاندان میں لطف سید علی و عطا حسین وغیرہ موجود ہیں۔

قصبہ ریواڑی میں مزار سید ابراہیم بارہ ہزاری بنا ہوا ہے اور موضع کا مزروعہ زمانہ سلف سے اب تک اس کے مصارف کے لئے منجانب سرکار معاف ہے۔ اس درگاہ پر بوقت معین عرس ہوتا ہے علاوہ ازیں مزار ''سید بڑے'' پر بھی عرس ہوتا ہے۔

بعہد محمود غزنوی سید ابراہیم بارہ ہزاری استاد سید مسعود لشکر غزنوی نے اجمیر سے ''کھول'' جو ریواڑی سے بارہ کوس جانب غرب واقع ہے ایک بہت بڑا قلعہ بالائے پہاڑ سنگین بنا ہوا ہے اور ''راجہ دہندر پال'' کی حکومت تھی تشریف لائے اور یہ

سید عبداللہ عرف کابلی کی زوجہ محترمہ سیدہ بی بی حقانی موجودہ کی دختر باسم بی بی مراد تھیں، چند سال قصبہ الور میں حکومت رکھی اور لوگوں کے ظلم سے وہاں شہید ہو گئے، محمد شاہ بادشاہ غازی نے لوگوں کو قصبہ ریواڑی سے جلاوطن کیا اور ان کی جائیداد زرعی وسکنی اولاد سید اللہ کابلی کو دی۔

نسب نامہ

سید عبداللہ کابلی بن سید عبدالخالق و برادر سید کمال ابناء عنایت اللہ ابن سید ہاشم و برادران سید باقر، سید سعد اللہ، سید حاجی عبداللہ، سید مبارک ابناء سید جلال کلاں و برادر سید کمال ابناء سید میراں بن سید عبداللہ و برادر سید مسعود کلاں ابناء سید محمد بن سید علاؤ الدین ثانی بن سید ابو محمد حسن بن سید علاؤ الدین ابوالحسن رسولدار۔ (ختم از مقالہ سرمائی رضا)

سادات ریواڑی و سادات گردیز زیدیہ ملتان ہم جد ہیں آپ کو یاد ہوگا کہ سادات گردیز کا نسب سید علاؤ الدین ابوالحسن رسولدار پر منتج ہوتا ہے چہارم خاندان خاص قصبہ ریواڑی میں "سید محمد اشرف" کا ہے جو عہد شاہان میں جاگیردار و منصب دار تھے، سید محمد اشرف ہمراہ نواب علی مردان خان "جنگ پٹنا" میں مارے گئے اس جگہ ان کی خانقاہ موجود ہے۔ اس کے صرف کے واسطے ایک موضع معاف ہے اس کی آمدنی خدام لیتے ہیں اس صلہ میں شاہ دہلی نے ان کے وارثان کو مواضعات سلطانپور، چاند پور، مکاواس، نانگل، موندی، کہرساگی، اتناپور، حسب دار علاقہ ججر اور خاص قصبہ ریواڑی میں سات سو تیس بیگہ اراضی معاف کر دیے جس میں اٹھارہ چاہ اور ایک باغ تھا جس زمانہ میں "جنرل لیک" نے یہاں کا انتظام سنبھالا تو عطیات سابقہ کو تاحین حیات سید عسکری وغیرہ جاگیرداران کے نام بحال رکھا، بعد وفات جاگیردار صرف معافیات قصبہ باقی رہیں۔

1838ء میں وہ بھی ضبط کر کے مالگزاری پر دی گئیں اب اسی خاندان میں لطف سید علی و عطا حسین وغیرہ موجود ہیں۔

قصبہ ریواڑی میں مزار سید ابراہیم بارہ ہزاری بنا ہوا ہے اور موضع کا مزروعہ زمانہ سلف سے اب تک اس کے مصارف کے لئے منجانب سرکار معاف ہے۔ اس درگاہ پر بوقت معین عرس ہوتا ہے علاوہ ازیں مزار "سید بڑے" پر بھی عرس ہوتا ہے۔

بعہد محمود غزنوی سید ابراہیم بارہ ہزاری استاد سید مسعود لشکر غزنوی نے اجمیر سے "کھول" جو ریواڑی سے بارہ کوس جانب غرب واقع ہے ایک بہت بڑا قلعہ بالائے پہاڑ سنگین بنا ہوا ہے اور "راجہ دہندر پال" کی حکومت تھی تشریف لائے اور یہ


روضہ مبارک سیدالسادات
السید علاو الدین رسولدار
رحِ زیدی الحسینی
مدینتہ السادات اوچ شریف


روضہ مبارک
السید معزالدین
رسولدار
اوچ شریف

(1)

رجسٹر شجرہ نسب خاندان رسولداران قصبہ نہٹور ضلع بجنور

یوپی - انڈیا

واقعات و حالات راقم و دیگر سادات محلہ رسولداران و محلہ [illegible]

حالات سلسلہ نہٹیائی راقم

مرتبہ

سید ریاست حسین ولد سید عشرت حسین رسولدار

ساکن قدیم قصبہ نہٹور ضلع بجنور

...کے لائے ہیں اور بلو بیر دادا صاحب مرحوم و مغفور آپنے زندگی کے ... و دیگر ...
سادات قصبہ نہٹور ضلع بجنور کو بوقت شب سنایا کرتے تھے جنکو میں بھی بہ صد شوق
سنا کرتا تھا اور چنانچہ انہیں سے سنائے واقعات کی بدولت آج میں یہ ہمت کر رہا
ہوں کہ میں اپنی آئندہ نسلوں کو بتلا دوں اور آگاہ کر دوں کہ ہم کون ہیں اور
کہاں سے آئے اور ہمارا سلسلہ نسب کہاں سے چلتا ہے اور کس کس خاندان سے
ہمارے تعلقات رشتہ داری وابستہ ہیں۔

وجہ تسمیہ رسولدار

اس ضمن میں مختصراً اول یہ بتلا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ہمارا خاندان رسولدار کیوں
کہلاتا ہے۔ وجہ تسمیہ جو میں نے لفظ "رسولدار" کے متعلق اپنے اسلاف سے سنی ہے قلمبند کرتا ہوں
ہمارے مورث اعلیٰ حضرت سید محمد علاؤالدین رسولدار جو قصبہ ریواڑی بہ عہد شاہان اسلام تشریف
لائے تھے آپکے حسن کے متعلق روایت ہے کہ چہرہ اقدس پر ہر وقت نقاب پڑا رہتا تھا
آپکے روئے اقدس کے نقوش مشابہت بہ چہرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے اور
آپ حجرہ میں عبادت میں مشغول رہتے تھے جب کبھی حجرہ سے باہر تشریف فرما ہوتے
اور نقاب چہرہ مبارک سے ہوا کے سبب الٹ جاتا تو دیکھنے والا تاب نظارہ نہ لا
سکتا اور بیہوش ہو جاتا تھا۔ آپکے حجرہ خوشبو سے معطر رہتا تھا اور ضیائے حسن کی
بدولت منور رہتا تھا۔ چونکہ آپ مشابہ بہ رسول تھے اسلئے آپکی اولاد رسولدار کے
لقب سے ملقب ہوئی۔ آپ کی اولاد کچھ اطراف قصبہ ریواڑی یعنی مواضعات
رسول پور - حسین پور میں آباد ہوئی اور کچھ بوجہ حصول جاگیرات از خاندان مغلیہ

مغلیہ قلعہ بیدر، فورٹ گولکنڈہ، قصبہ گوشہ محل ضلع [illegible] میں آباد ہو گئے تھے ۔

۲

دوسری وجہ تسمیہ اپنے بزرگوں سلف کی زبانی یہ بھی سماعت میں آئی ہوئی ہے
کہ ہمارے بزرگوں کو بعہد سلطنت مغلیہ وزارت خارجہ کا عہدہ ملا ہوا تھا اور اس وقت میں
اس عہدہ کو رسولدار کہا جاتا تھا یا محکمہ ڈاک نہ تھا ڈسپیچ رائیڈر کا عہدہ سپرد تھا لہذا
اس عہدہ کی بنا پر ہمارا خاندان رسولدار کہلا دیا ۔ چنانچہ فرامین شاہی جو جاگیرات
کے متعلق ہمارے بزرگوں کو ملے ہیں ان میں لفظ "رسولدار" ہی تحریر تھا یہ فرامین
جو بزبان فارسی تھے میری نظر سے بھی اکثر گزرے ہیں جو اب ہمارے پاس نہیں ہیں
کیونکہ پردادا میر مبارک علی کی وفات کے بعد اس گھر کا نظام خراب ہو گیا تھا
میرے والد رشید حضرت حسین مرحوم ۱۲ مارچ ۱۹۱۶ کو اور پردادا میر مبارک علی صاحب
مرحوم ۱۵ مئی ۱۹۱۶ء کو فوت ہو چکے تھے ۔ میں ابھی تعلیم بھی مکمل نہ کر سکا تھا
کہ یتیمی کا پہاڑ سر پر آ گرا ۔ چونکہ میں ہمیشہ یعنی بچپن سے زیر پرورش اپنے ننھیالی
خاندان رہا ہوں لہٰذا ددھیالی املاک سے کبھی دور کا بھی واسطہ نہ رہا ۔
پردادا صاحب مرحوم کی وفات پر گھر کا [illegible] ہو یا رونق ختم ہو گئی
چاچی بیگم [illegible] حسین مرحوم یا ان کے فرزند [illegible] حسین کے قبضہ میں
آ گئے ۔ کتب خانہ پردادا مرحوم کا سید [illegible] حسین مرحوم کے برباد
[illegible]

زیدی سادات رسولدار، نہٹور

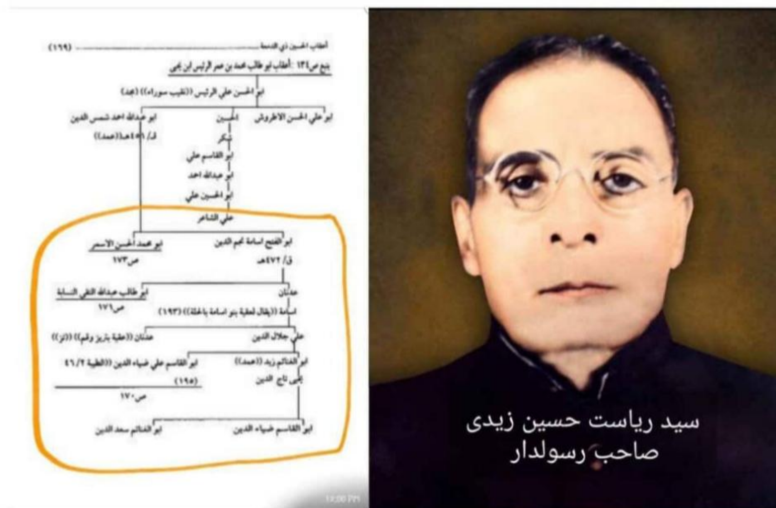
حسینی سادات کی ایک اور شاخ

—

اس حصے میں حسینی سادات کی ایک اور شاخ، یعنی سادات رسولداران کا تذکرہ ہے۔ ان میں سے بیشتر افراد محلہ رسولداراں، نہٹور میں آباد تھے۔

زیدی سادات رسولدار، نہٹور

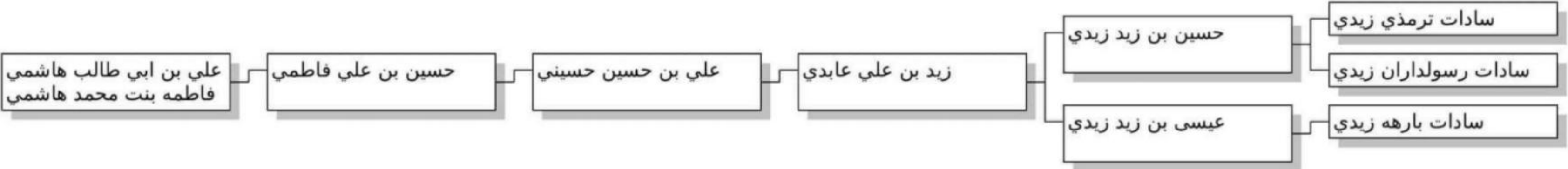
محترم آغا عبدالرافع گردیزی کی تحقیق کے مطابق، خاندان رسولداران کے اصل مورث میر سید ابوالقاسم ضیاءالدین علی الزعیم زیدی الواسطی تھے جو جلال الدین خلجی کے دور (۱۲۹۰۔۱۲۹۶ء) میں واسط (عراق) سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ بعدازاں، ان کے اخلاف میں سے میر علاءالدین دہلی منتقل ہوگئے تھے لیکن ان کے اعقاب میں شامل میر روشن علی رسولدار مغل بادشاہ محمد شاہ کے عہد حکومت (۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) میں ریواڑی میں مقیم تھے۔ مرحوم ریاست حسین رسولدار نے بھی اپنی یادداشتوں میں اس امر کی تصدیق کی ہے۔ المشجر الوافی (مؤلفہ السید حسین ابوسعیدہ الموسوی) میں میر سید ابوالقاسم ضیاءالدین علی الزعیم زیدی الواسطی کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ بزرگ حضرت حسین ذی الدمعہ بن زید شہید کی نسل سے ہیں۔



میرے اندراجات میں بھی شبیبہ خاتون بنت ریاست حسین زیدی رسولدار (زوجہ توحید حسین ولد فیض جعفر زیدی) کا تذکرہ موجود تھا مگر اب سادات رسولداران کا سلسلہ نسب مکمل ہوگیا ہے۔



زيدي سادات نهتور ضلع بجنور





سید عباس علی ولد سید علی بخش رسولدار

Syed Abbas Ali S/O Syed Ali Baksh Rasuldar



سید شاہد حسین ولد سید عباس علی رسولدار

SYED SHAHID HUSSAIN S/O SYED ABBAS ALI
Rasuldar



سید عشرت حسین ولد سید شاہد حسین رسولدار

SYED ISHRAT HUSSAIN S/O SYED SHAHID HUSSAIN Rasuldar



سید عشرت حسین زیدی
صاحب رسولدار



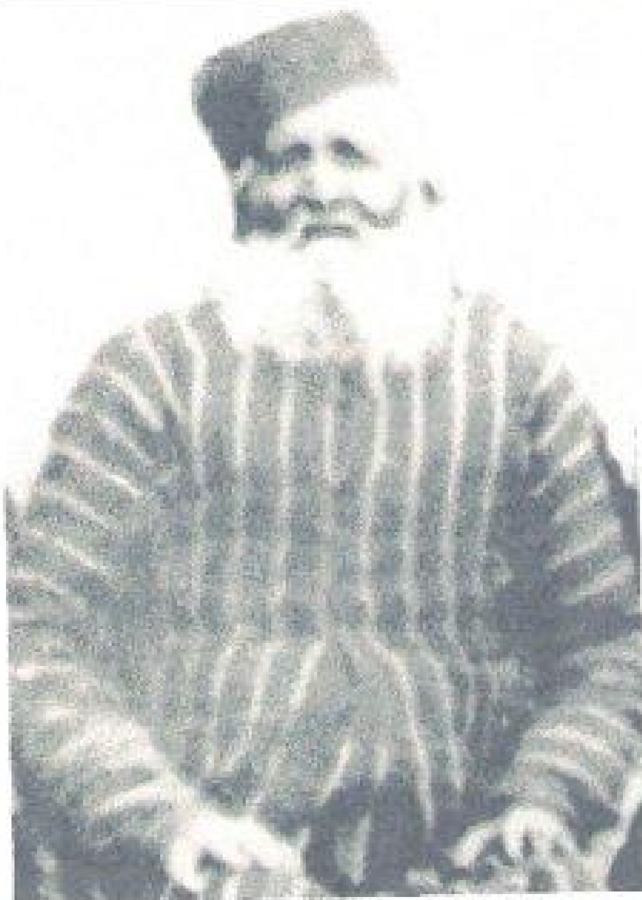
سید ریاست حسین زیدی
صاحب رسولدار



سید عشرت حسین ولد سید شاہد حسین رسولدار

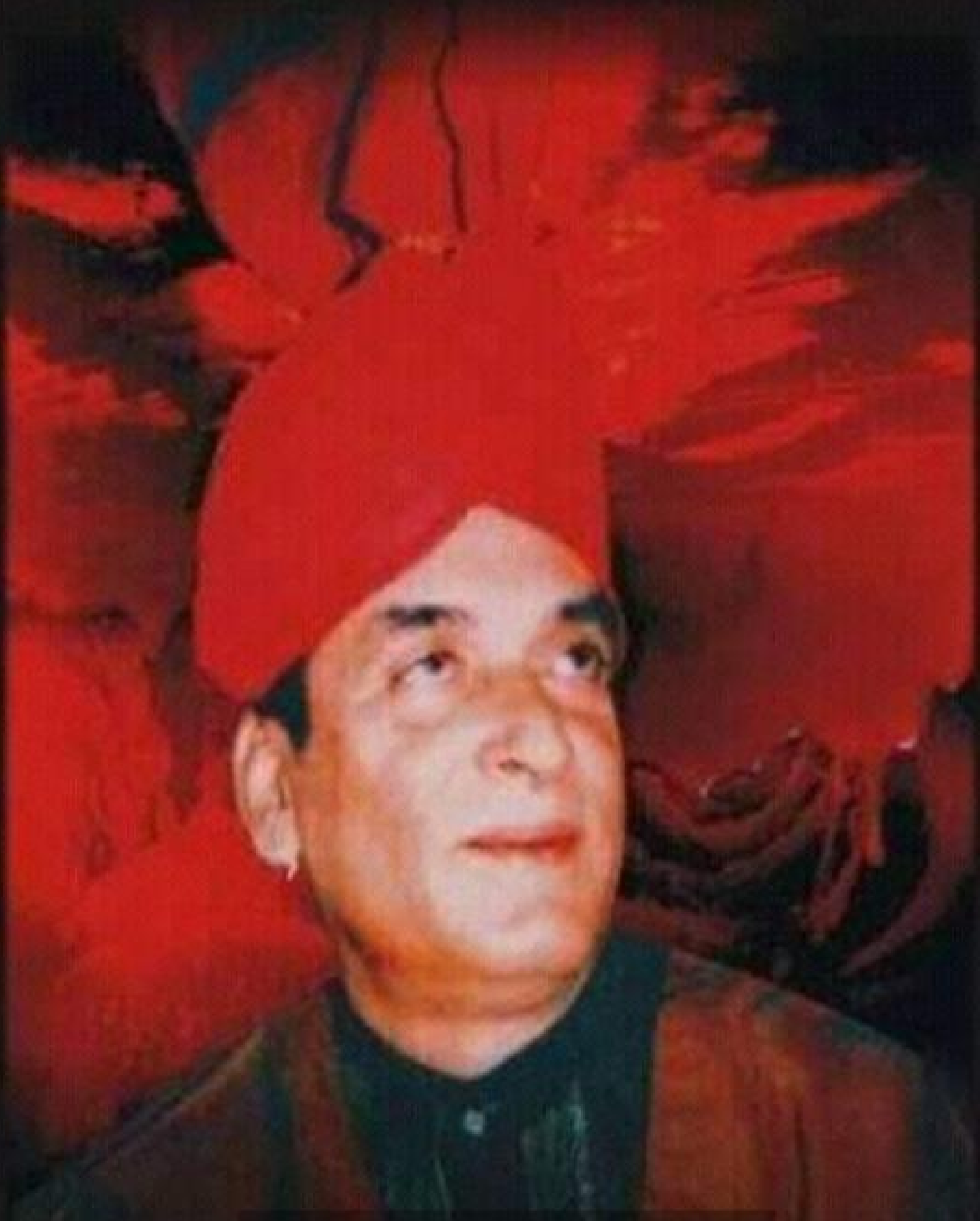


سید شاہد حسین ولد سید عباس علی رسولدار



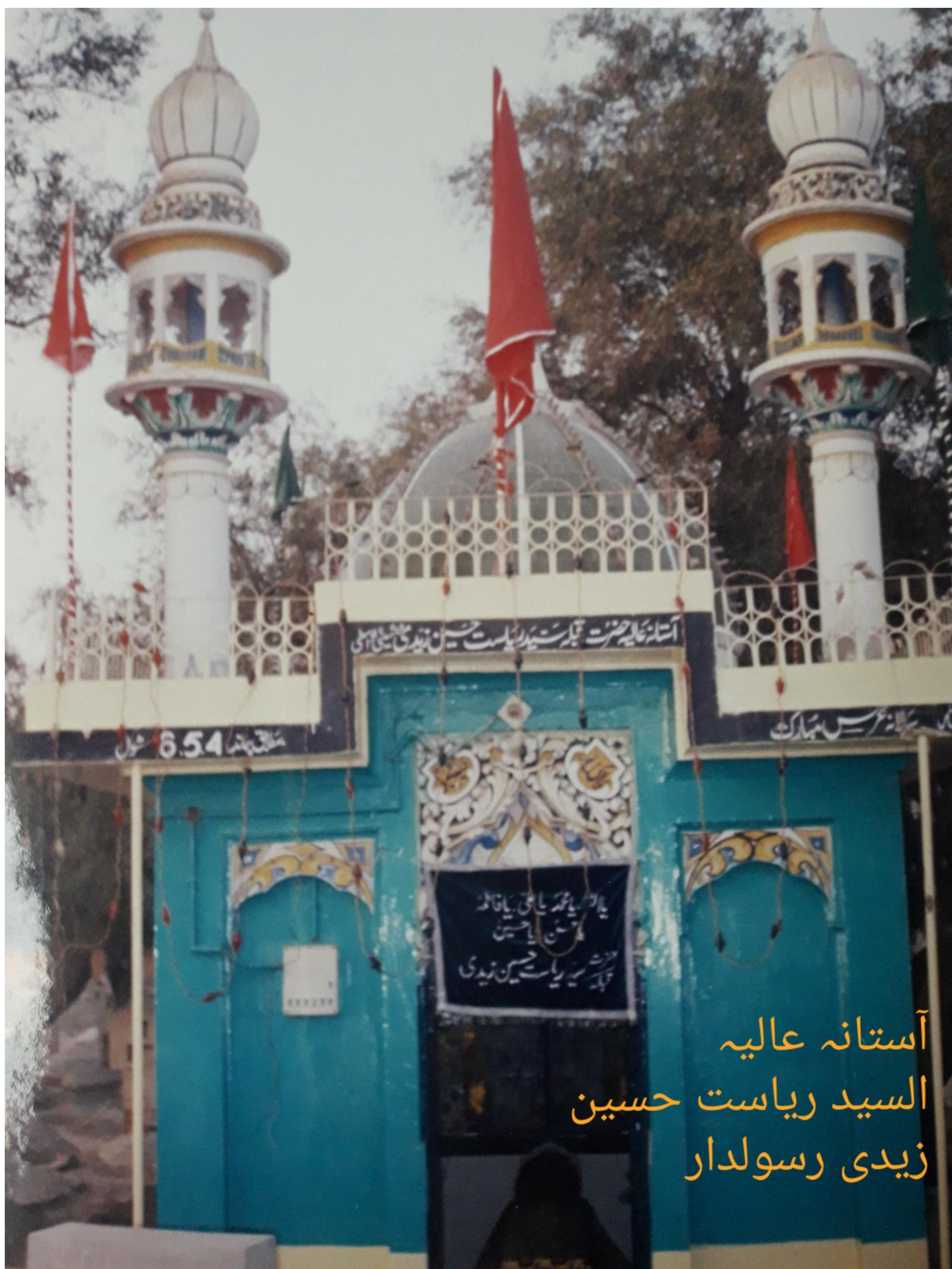
سید عباس علی ولد سید علی بخش رسولدار



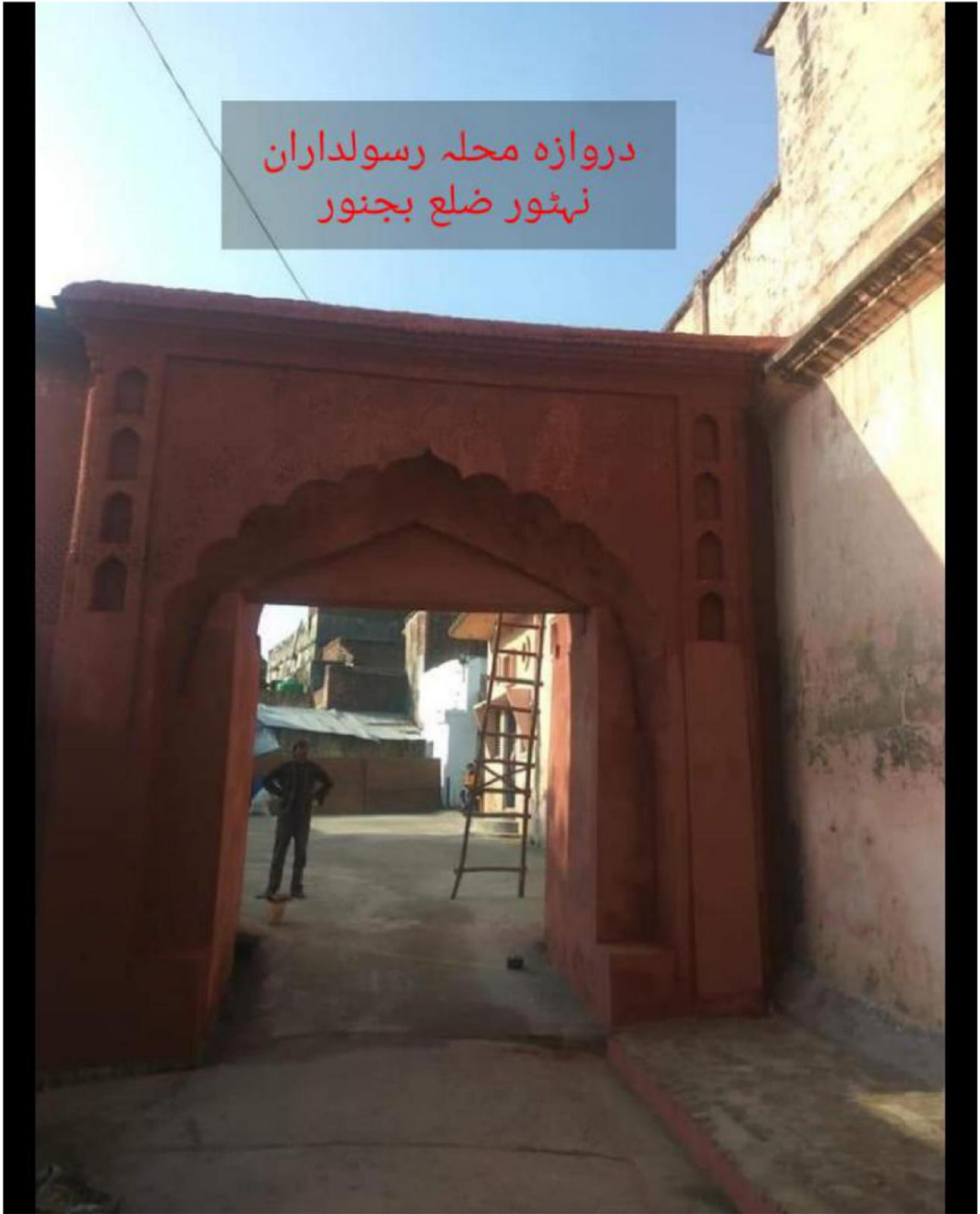


مرشد کامل قلندر دوراں

(سیّد مروت حسین زیدی الحسینی) پاکپتن شریف


آستانہ عالیہ
السید ریاست حسین
زیدی رسولدار


مرقد سید ریاست حسین
زیدی صاحب رسولدار


دروازہ محلہ رسولداران
نہٹور ضلع بجنور



مکتبہ سادات زیدی
رسولداران نہٹور



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر تعارف :۔ سادات زیدی رسولدار

سادات زیدیہ حسینیہ رسولدار کا تعلق سیدنا زید بن علی بن الحسین علیہ السلام کے فرزند سیدنا حسین ذی الدمعہ۔ذی العبرہ کی نسل سے ہے اس خانوادہ کے مورث اعلی امیر الامراء۔صاحب الجیش السید ابوالقاسم ضیاء الدین علی الزعیم زیدی الحسینی الواسطی المعروف السید ابوالقاسم الواسطی رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ حلہ عراق میں ایک ہزار سواروں کے امیر تھے آپ کا شجرہ نسب سترہ(17)واسطوں کے بعد سید الشہداء مولانا الامام حسین بن علی علیہ السلام سے مل جاتا ہے آپ کو سید الانبیاء سرور کائنات سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے ہند جانے کا حکم ملا چنانچہ آپ اپنے متعلقین اور ایک ہزار شہ سواروں کے ہمراہ وارد ہند ہوئے علاقہ لاڈو سرائے نزد مہرولی دہلی میں سکونت پذیر ہوئے اس ہی مقام پر آپ کا وصال ہوا اور مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند السید معزالدین محمد غازی رح تھے ان کا عقد آپ کے بڑے بھائی السید ابو الغنائم زید الشاعر رح مورث اعلی سادات زیدیہ گردیزیہ جاگرد کی صاحبزادی سیدہ زہرا خاتون رحمتہ اللہ علیہ سے ہوا۔ السید معزالدین محمد غازی کے فرزند سید السادات مخدوم السید ابوالحسن علاؤالدین علی رسولدار رح تھے سلطان محمد بن تغلق نے آپ کی خاندانی نجابت اور قابلیت کے پیش نظر آپ کو منصب رسولدار پر فائز کیا اور محمد بن تغلق کے بعد سلطان فیروز شاہ تغلق نے بھی آپ کو رسولدار کا منصب تفویض کیا اور آپ تاحیات اس منصب پر فائز رہے اور استحکام سلطنت کے لئے کئی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے رسولدار کا منصب دور حاضر کے مطابق وزیر خارجہ کا عہدہ ہے اس ہی وجہ سے السید علاؤالدین رسولدار رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد برصغیر میں سادات رسولدار کے لقب سے مشہور ہوئی آپ کا وصال مدینتہ السادات اوچ شریف صوبہ پنجاب میں ہوا اور آپ کا مرقد مبارک بھی دربار حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمتہ اللہ علیہ کے قریب مدینتہ السادات اوچ شریف میں موجود ہے آپ کے چار صاحبزادگان تھے جن سے آپ کی نسل چلی اور برصغیر کے مختلف مقامات دہلی۔ فرید آباد۔ ریواڑی۔ ترکیاواس۔ قنوج۔ شہاب الدین پور۔ پیہانی۔ کول (علی گڑھ)۔ نہٹور ضلع بجنور۔ برہانپور۔ احمد آباد گجرات۔ ملتان۔ لودھراں۔ بہاولپور سرگودہا۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ میں آباد ہوئی۔ تقسیم ہند کے آپ کی ہند والی اولاد کے خاندان پاکپتن شریف۔ جھنگ۔ نواب شاہ۔ حیدرآباد وغیرہ میں سکونت پذیر ہوئے اور ہندوستان میں آپ کی اولاد میں سے کچھ خاندان نہٹور ضلع بجنور۔ دہلی اور اورنگ آباد میں قیام پذیر ہیں۔ "تحقیق تاحال جاری ہے"۔

راقم الحروف کا تعلق بھی السید علاؤالدین رسولدار رح کے فرزند السید ابو محمد عزالدین حسن کے نبیرگان السید مسعود رسولدار رحمتہ اللہ علیہ والسید جلال رسولدار رحمتہ اللہ علیہ جو لاڈو سرائے دہلی سے محلہ سید سرائے ریواڑی میں آباد ہوئے کی نسل سے ہے اور ہمارے اسلاف عہد مغلیہ میں نہٹور ضلع بجنور میں سکونت پذیر ہوئے اور وہاں اپنی خاندانی لقب کی نسبت سے محلہ رسولداران آباد کیا جو آج بھی موجود ہے قیام پاکستان کے بعد میرے دادا حضور السید ریاست حسین زیدی الحسینی رح رسولدار قصبہ نہٹور ضلع بجنور سے ہجرت کے بعد پاکپتن شریف صوبہ پنجاب میں مقیم ہوئے اور دعوت ولاء عزائے امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ کو شروع کیا یہیں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی جائے مدفن محلہ علی پور پاکپتن شریف میں ہے جبکہ والد صاحب قبلہ السید مروت حسین زیدی الحسینی رسولدار نے اس دعوت ولاء عزائے امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ کو جاری وساری رکھا آخر میں سادات زیدی رسولدار کے تمام خانوادوں خاص طور پر خانوادہ سادات زیدی گردیزی رسولدار کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ جو بھی صاحبان اس تحریر کا مطالعہ فرمائیں تو ان کے پاس اپنے خانوادہ۔ بلخصوص مخدوم السید علاؤالدین علی رسولدار رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادگان کے حوالے سے جو معلومات موجود ہیں وہ عنایت فرمائیں تو نوازش ہوگی کیونکہ میں اس خانوادہ پر تحقیق کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔

تحقیق وسعادت

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار سجادہ نشین حضرت قبلہ سید ریاست حسین زیدی رسولدار رحمتہ اللہ علیہ محلہ علی پور پاکپتن شریف

وٹس اپ نمبر۔0300-7579114

اس مضمون کو تحریر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کتب سے حوالہ جات اخذ کئے گئے۔

1 ۔عمدۃ الطالب2 ۔نزہتہ الخواطر 3۔اخبار الجمال 4 ۔تاریخ فیروز شاہی 5 ۔ شجرہ طیبہ سید بختیار عباس6 ۔تاریخ سادات سید اصغر علی7 ۔حیات حکیم سید کرم حسین8 ۔علم وادب کے فروغ میں گردیزی مصنفین کردار کا علمی جائزہ 9 ۔رجسٹر شجرہ نسب خاندان سادات رسولداران نہٹور ضلع بجنور مرتبہ السید ریاست حسین رسولدار10 ۔مبارک نامہ 11 ۔مدرک الطالب

ہدایت طریقہ اسلام و اطاعت خداء نام سرگرمی کرنے لگے تو راجہ دہندر پال نے ان سے صف آرائی کی اور عرصہ تک ہر دو فرقوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی، حتیٰ کہ راجہ نے شکست کھائی، سید ابراہیم نے ریواڑی کو اپنے تصرف میں لیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ تھوڑے دن بعد راجہ انک اپنے بھائی کے انتقام میں اٹھ کھڑا ہوا اور مقام ریواڑی پر زبردست جنگ ہوئی سید ابراہیم شہید ہوئے اس مقام پر ان کا مزار بنا ہوا ہے۔ (ماخوذ از تاریخ گوڑ گانوہ)

سادات زیدی پنگوڑ

پنگوڑ

1947ء میں تحصیل پلول، ضلع گوڑگانوہ، گریٹ انڈین پینسلا ریلوے (جی پی آر) کے اسٹیشن شولا کا سے جانب شمال مشرق دو میل اور سڑک اعظم دھلی آگرہ بمقام اورنگ آباد عرف میترول جانب شرق 3 میل کے فاصلہ پر ہے اور رسولپور سے براستہ للواڑی نہر جمن غربی کے پار رادسکا 5 میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب، سرسبز اور شاداب علاقہ میں واقع تھا، مشرق میں موضع گھاسیڑہ، مغرب میں دیگھوٹ اور اورنگ آباد میترول، شمال میں رادسکا اور جنوب میں شولا کا اسٹیشن پالڑی و سیتا و کھانبی مواضعات واقع تھے، راجبہ ہوڈل سے سیراب ہوتا تھا تمام اراضی نہری تھی۔

قدیم آبادی

سادات سے قبل اسی جگہ قوم کائستھ آباد تھی اور اسی کا نام بنکور تھا جو کسی عورت کے نام پر تھا اور کسی وجہ سے ایک کھیڑا ویران پڑا تھا شاہان دھلی نے سید جلال کو جو مقرب شاہی تھے اور علاقہ کے نظم ونسق کے لئے علاقہ ''برج'' جس میں موجود مواضعات گلاود میر پور عرف کورالی راجے پور عرف، امروتی، محمد پور عرف سینہا، ولی گڑھ عرف بڑھوتا، حسین گڑھ عرف بامنی کھیڑہ، علی پور کھیڑہ، سلوٹھی و لال گڑھ عرف کانواکا، جلال آباد عرف دیگھوٹ اور کسی قدر رقبہ خاص پلول دیا تھا۔

جانب جنوب بیل کے سینگ کی طرح ایک تالاب تھا اور پجاوا (اونچا ٹیلا) تھا اسی کے ساتھ یہ آبادی پنگوڑ آباد تھی اور قدیم قلعہ نما مکانات بہ شکل کھنڈرات و مزارات موجود تھے۔

1857ء تک سادات پنگوڑ اس تمام علاقہ کی مالک تھی، بعد ازاں فتنہ جاٹ گردی اور تحریک آزادی کی وجہ سے اکثر سادات حیدر آباد دکھن اور لکھنو چلے گئے اور وہاں جا کر آباد ہو گئے اور انگریزوں نے دیہات مذکور ضبط کر کے دیگر اقوام کو نیلام کر دیئے، ابتدائی سیٹلمنٹ 1877ء میں 3500 بیگہ پختہ اراضی ملکیت سادات بچ گئی جو 1947ء تک قائم رہی۔

کیفیت شجرہ نسب دفعہ اول و دوئم
وسوئم مرتبہ سیٹلمنٹ 1877ء

وزارت حسین

یہ انتہائی غریب تھے، کھیتی کرکے گزارہ کرتے تھے وزارت حسین، اور منصب علی گھاس کھودنے گئے تھے، ہاشمی کمیٹروہیں "نیکم گڈھ" کی فوج نے پڑاؤ کیا ہوا تھا یہ بھی دیکھنے چلے گئے پھر فوج کے ساتھ ہی "نیکم گڈھ" (بدھیل کھنڈ) تجا چلے گئے۔ وہاں وزارت حسین ۔/2 روپے ماہوار پر کسی دفتر میں ملازم ہو گئے لیکن ترقی کرتے کرتے وزارت کے عہدہ جلیلہ تک پہنچے، اور منصب علی فوجدار بہادر ہو گئے انتقال نیکم گڈھ میں ہو گیا وہاں ہی ان کی قبر ہے اور صاحب کشف کرامات ہیں۔

دیگر شخصیات

میر ناصر علی مولوی تھے ہجرت کرکے لکھنو چلے گئے، عنایت علی ولد لطف علی فارسی اور عربی کے ماہر استاد تھے، پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ملازم تھے "بخشی" ان کا خطاب تھا، محمد ناصر حکیم ابن حسن کے والد تھے وہ مولوی آفتاب حسین (والد مولانا سید محمد دہلوی) کے علم دین میں اور حکیم عبدالمجید خاں (حکیم اجمل خاں کے بڑے بھائی) کے حکمت میں شاگرد تھے۔

عنایت حسین، فن شاعری میں ضغیم تخلص کرتے تھے، فارسی و عربی کے عالم تھے اقبال حسین، صاحب ثروت اور صاحب اقبال تھے، مساجد و عیدگاہ مکانات تعمیر کرائے، رحیم پور، سلطانپور، پنگوڑ، مصطفیٰ آباد مواضعات میں ارضیات خریدیں، ان کی ایک صاحبزادی قاسم علی رسولپور کی والدہ تھیں ایک لڑکی ٹیل ضلع بلندشہر میں بیاہی تھی، ان کی دوسری لڑکیوں کی شادیاں حیدر علی، سبط عباس، ظہور الحسن اور تجمل حسین کے ساتھ ہوئی تھی۔ اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے ان کی وفات کے بعد جائیداد پر تنازعہ ہوا۔

خاندان غلام نبی میں رحمت حسین سب انسپکٹر پولیس تھے، یوپی میں تعینات تھے۔ مراد آباد کے کوتوال شہر رہے۔ خاندان علی زمان میں طاہر حسین عرف محمد طاہر عالم بے بدل تھے اور مولوی تھے خاندان عماد الدین میں عنایت حسین شاعر اہلبیت اور عابد و زاہد شخصیت تھی اور مبارک حسین لکھنو میں رہتے تھے، کربلاء معلی میں بہت بڑے تجار ہیں اور جواہرات کی تجارت کرتے ہیں۔

میر وصی محمد

اسی خاندان میں کیا سادات میں بلند مقام رکھتے ہیں، عربک کالج دہلی سے بی اے کیا، کوآپریٹو سوسائٹی میں انسپکٹر تعینات ہوئے اور انڈیا ہی میں ترقی کرکے رجسٹرار بن گئے تھے، صوم و صلوۃ کے پابند اور متقی پرہیزگار شخصیت تھے سادہ لباس پانجامہ اور شیروانی ساری زندگی استعمال کی۔ ملتان 1947ء سے ہی تبادلہ ہو کر آ گئے تھے اور ترقی کرتے کرتے ویسٹ پاکستان کوآپریٹو سوسائٹی کے

نسب نامہ

سید مبارک ابن سید ابوالفضل عبداللہ بن شرف الدین بن سید محمد بن ابو محمد حسن الفارس بن ابا عمر یحییٰ بن ابو یحییٰ حسین نسابہ بن ابوالحسن احمد محدث بن سید ابو احمد مجتہد بن ابو عمر یحییٰ بن ابا عبداللہ حسین ذوالدمعہ بن امام زادہ زید الشہید بن امام حضرت زین العابدین علیہ السلام (مولانا علی نقی سلطانپوری، سید وزیر الدین حسین گنگاپور، سید جواد حسین محدث تاریخ شریف خاں)

1-سادات پنگوڑ

سید جلال الدین بن سید محمد غوری عدالت پناہ بن سید قمر الدین بن سید عز الدین بن امیر کبیر الدین بن سید منصور بن سید عزیز اللہ بن سید نور الدین مبارک غزنوی کی اولاد سے ہیں۔ (مولانا علی نقی سلطانپوری)

2-نسب نامہ دوئم (۳۱)

ایک شجرہ پنگوڑ کا امام بارگاہ حسین آباد لکھنو کے کتب خانہ میں بمعہ سادات، پیہانی خاندان صدر جہاں موجود ہے، اسکی نقل لاکر شجرہ ہذا میں درج کی گئی۔ "سید جلال بن سید محمد غوری عدالت پناہ بن سید منصور بن سید عزیز اللہ بن سید نور الدین مبارک بن سید ابوالفضل بن سید خان میر بن سید شرف الدین بن سید محمد قاری بن شاہزادہ ابی عبداللہ الحسین بن زید الشہید"۔ (شجرنسب ہندوستی 1877ء)

نسب نامہ دوئم میں سید نور الدین مبارک کی نسل اجداد میں فاصلتا بہ امام زادہ زید الشہید بہت کم دوسرے نسب اول کی صحت میں فاصلہ اجداد کے لحاظ سے اور راوی کی سند کے اعتبار سے کوئی شبہ نہیں۔

"قبر سید جلال مذکور در موضع پنگوڑ نیست، آرائے آبادی قریب پنگوڑ کہ بالفصل ویران است، جلال آباد میدانند" (مولانا علی نقی سلطانپور)۔

جلال آباد متصل سکول وہ شارع عام جو دیگھوٹ سے راداسکا کی جانب جاتی ہے جانب جنوب مغرب سید جلال کی پختہ قبر بنی ہوئی ہے۔ (حکیم سید ابن حسن پنگوڑ)

مشاہیر سادات پنگوڑ

نواب قطب الدین

نواب قطب الدین علی بن سید سلطان حسین بن سید قطب بن سید ابو محمد بن جلال محمد بن سید فضل محمد بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسی بن سید میکسے بن علاؤالدین بن سید جلال ۔

عہد اکبر ثانی میں سید قطب الدین علیخاں بہت جلیل القدر گزرے ہیں (ابن حسن پنگوڑی) سرکار شاہی سے ملک ہانسی (ضلع حصار مشرقی پنجاب) ان کو ملا تھا، ایک لاکھ فوج اپنے پاس رکھتے تھے، اس شخص نے "رانجہ رام" لاہور والے کو قتل کیا تھا مقام ستی مدفن رانجہ کو ویران کر کے اپنے گاؤں پنگوڑ کے نام پر پنگوڑ آباد کیا تھا جو اب تک موجود ہے۔ (تاریخ گوڑگانوہ)

سادات پنگوڑ سے ہیں سلطنت مغلیہ میں تین ہزاری منصب تھا، آبادی پنگوڑ سے جانب شمال مشرق ان کی بارہ دری بنی ہوئی ہے

حسین علی خان وعبداللہ خان کے زمانہ کے امراء سلطنت سے تھے (عہد اکبر ثانی 1806ء تا 1837ء) اور ان کے بھائی تھے چنانچہ سید حسین علیخان نے اشتیاق ملاقات ظاہر کر کیا تو فرمایا

"از میاں این سادات در عہد امیر الامرا سید حسین علی خان ملاقات برادرانہ از مردوزن طلب کردہ بودند، والیشاں قبول کردند گفتند کہ در قریہ ما تا حال بیرون جاتی (غربت) باقی است، و خاندان عالیشان شا امراء شدہ اند، پس درمیان ماغرباو آں امرا چہ مناسبت داری ۔ ء چنانکہ اہل آں دیار در "بارہ قریہ" ملاقات برادرانہ دارند، ماغرباء ونیز "تیرہ قریہ میوات" قرابت داریم، پس آں طرف بارہ باشد، دریں طرف تیرہ بودہ" (سرمایہ رضا)

سید مظفر حسین ضمیر لکھنوی

ابن سید قادر حسین بن سید حیدر حسین بن نواب قطب الدین علی زیدی، سادات پنگوڑے سے ہیں اور پنگوڑ کے رہنے والے ہیں (دبستان شاعری صفحہ 673) غالباً جب دلی اجڑی اور سلطنت مغلیہ کا زوال ہوا تو ان کے اجداد یا وہ خود ترک وطن کر کے نوابین اودھ کے دربار سے متعلق ہو گئے۔

پروفیسر ابواللیث صدیقی اپنی کتاب لکھنو کا دبستان شاعری میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سب سے پہلے جس شخص نے مرثیہ کو

موجودہ طرز کا خلعت پہنایا وہ میر ضمیر، مرزا دبیر کے استاد ہیں۔ میر ضمیر کی شخصیت اور شاعری کے محاسن مولانا شبلی کی کتاب موازنہ ''انیس و دبیر'' دیکھے جاسکتے ہیں'' میر ضمیر مرثیہ گو اور مرثیہ خواں تھے کہ طبع شعر کے ساتھ عربی فارسی علوم رسمی میں استعداد کامل رکھتے تھے اور نہایت متقی اور پرہیزگار شخص تھے تعجب یہ ہے کہ ساتھ اس کے طبعیت میں شوخی اور ظرافت بھی اتنی رکھتے تھے کہ گویا سودا کی روح نے حلول کیا، انہوں نے اپنی دنیا کو آخرت کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا، اور غزل وغیرہ سے دست بردار ہو گئے تھے،،۔ (آب حیات محمد حسین آزاد) ''مرثیہ کی فنی ترقی باقاعدہ لکھنو میں انہی کی ذات سے شروع ہوئی اور یہ مصحفی کا فیضان ہے، خلیق انہی کے شاگرد تھے اور ضمیر نے بھی مصحفی کے سامنے زانوئے ادب طے کیا، ان کا نام مظفر حسین اور ضمیر تخلص تھا، پنگوڑ ضلع گورگانوہ کے رہنے والے تھے ان کے والد کا نام میر قادر حسین تھا یا بروایت دیگر قادر علی تھا، نواب آصف الدولہ کے خواجہ سرا میاں الماس کے ملازم تھے، نواب آصف الدولہ نے جب فیض آباد کی حکومت ترک کر کے لکھنو کو دارالامارہ قرار دیا تو قادر حسین بھی اپنے صاحبزادے کے ساتھ لکھنو چلے آئے، خاندان میں شاعری کا پتہ نہیں چلتا، لیکن ان کی شہرت کچھ جوہر ذاتی اور ان کے شاگرد دبیر کی وجہ سے، بہت بڑھ گئی ہے۔

لسان قوم حضرت صفی لکھنوی

ان کے بزرگ جاٹ گردی کے زمانہ میں پنگوڑ سے ہجرت کر کے لکھنو میں آباد ہو گئے، 3 جنوری 1862ء مطابق یکم رجب 1278ھ پیدا ہوئے، 26 جون 1950ء کو رحلت فرمائی، مولوی نجم الدین کاکوری سے فارسی اور معقولات و منقولات مولوی احمد صاحب سے اور اپنے عم بزرگوار مولانا سید حسین سے جو شہزادہ سلیمان قدر کے اتالیق تھے حاصل کیا، امین آباد نائٹ سکول اور کنگ کالجیٹ سکول لکھنو سے انٹرنیس کیا۔ فن طب حکیم سید باقر حسین لکھنوی سے حاصل کیا لال سکول لکھنو میں بطور استاد انگریزی تعینات رہے، پھر محکمہ دیوانی میں مختلف عہدوں پر کام کیا اور 1921 میں ''ججی خفیفہ'' لکھنو کے سرشتہ دار رہے۔

ماہانہ انیس لاہور جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 3-4

جولائی۔ اگست 1950ء

بدیع الزماں

راجہ جواہر سنگھ والئی بھرت پور جب دہلی کو لوٹ کر واپس آ رہا تھا تو جاٹوں نے کہا کہ پنگوڑ میں ایک گاڑی بھر کہ'' سونے کی نتھوں'' کی مل سکتی ہے، راجہ لشکر لیکر پنگوڑ آ گیا بدیع الزماں نوجوان العمر تھے اکیلے آئے اور راجہ کے ہاتھی پر حملہ کیا مہابت مارا گیا، بدیع الزمان کو فوج نے گھیر کر مار دیا، راجہ ان کے حملہ سے متاثر ہوا اور واپس ہو گیا۔ (حکیم ابن حسن، حیدر علی)

خاندان سید مبارک غزنوی

سید نورالدین مبارک غزنوی

معز الدین سام معروف شہاب الدین غوری 599 تا 602ھ جس کو غیاث الدین نے بحیثیت سپہ سالار ہندوستان میں مقرر کیا تھا، قطب الدین (588 تا 602ھ) ایبک شمس الدین التمش (602 تا 607ھ) خاندان وحکومت اسلامیہ غورستان میں شیخ الاسلام تھے، ان کی ہمشیرہ "سارا" خواجہ قطب الدین کی خواہر رضاعی تھیں اور نظام الدین ابو المؤید غزنوی کی والدہ تھیں جنہوں نے التمش کو پرورش کیا۔

سید مسعود و سید ابو القاسم واسطی اور شہاب الدین غوری کے ہمراہ دہلی تشریف لائے تھے، مترجم تاریخ فیروز شاہی برنی کے مطابق شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے، صوفیہ، فقراء و سادات سے متعلق جملہ امور کی نگہداشت ان کے فرائض میں شامل تھی۔

(تاریخ فیروز شاہی۔ بحوالہ اخبار الاخیار)

درس و تدریس علوم خاندان سید مبارک میں جاری تھا التمش فرماتے تھے کہ میں دو مرتبہ معز الدین محمد بن بہاء الدین سام (شہاب الدین) کی مجلس میں سید مبارک سے سنتا کہ بادشاہوں کے اکثر افعال شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور اکثر کام سنت نبوی کے خلاف سرزد ہوتے ہیں۔ موصوف ہر پنجشنبہ کے روز تذکرہ فرماتے تھے، ایک روز مولانا علاء الدین کرمانی تذکرہ میں حاضر تھے، جب سید نورالدین نے تذکرہ آخیر کیا تو خلق اللہ کی طرف سے منہ فرما کر کہا "اے عزیزان میں آئندہ پنجشنبہ اس جہاں سے سفر کر رہا ہوں" چنانچہ 5 محرم 633ھ نقل سید کے مطابق واصل بحق ہوئے۔ (تاریخ فرشتہ، افضل الفوائد)

معاصران

ان کے معاصران میں سید مسعود واسطی، سید شمس الدین و شہاب الدین گردیزی، سید نجم الدین سبزواری، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ اسرارہم تھے۔

عہد حکومت رائے پتھورا میں تشریف لائے، ان کی دعاؤں سے اہل اسلام کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور شوکت کفار تباہ ہوئی۔

(افضل الفوائد)

ڈائریکٹرہ کر ریٹائرڈ ہوئے۔آفیسرز سوسائٹی ملتان کے صدر رہے اور خانیوال روڈ پر افسران کی آبادکاری کے لئے کالونی کی تجویز منظور کرائی اور اسی کا نظام وانصرام خود کرتے رہے،ایک ایکڑ پر محیط 2- آفیسرز کالونی میں کوٹھی تعمیر کی،اور یہاں ہی رہائش اختیار کی۔

عراق میں شیعہ قوم پر مظالم شروع ہوئے اور علماء کا قتل عام شروع ہوا تو آقائے محسن الحکیم مجتہد اور عالم زمانہ کے فرزند جلیل کی انہوں نے اسی کوٹھی میں ضیافت کی تھی جس میں اکابر ملتان نے شرکت کی، میں نے بھی ان فرزند جلیل سے گزارش کی تھی کہ ملتان کیا پاکستان میں علمائے جلیل کا فقدان ہے جناب یہاں رہائش اختیار کریں تو فرمایا میں لبنان جہاد پر جا رہا ہوں اور وہین جام شہادت نوش کروں گا،قلعہ کہنہ پر مہر وصی محمد نے جلسہ عام کا انعقاد کرایا جس میں شیعہ مجمع اکثریت میں تھا سنی حضرات نے شرکت نہ کی جس پر وہ غم زدہ ہوئے اور فرمایا کہ یہاں تعصب زیادہ ہے۔ (بختیار عباس)

قائم علی عابد زاہد شخصیت تھے حاجی تھے،وزیر علی بہت بڑے گھوڑوں کے سوداگر تھے،شریف علی،حیدر علی کی گفتگو یعنی عام بول چال میں نے سنی ہے،نہایت عمدہ دقیق اور شائستہ گفتگو کرتے تھے اور ان کی بول چال میں ایک حسن تھا۔ (حکیم ابن حسن وحیدر علی پنگوڑی)

پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار زیدی

سید تفضل حسین کے فرزند ڈاکٹر ذوالفقار زیدی نے انگلستان سے پی ایچ ڈی کی ہے اور آجکل گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہیں

تعلق سادات پنگوڑ و آل شمس الدین گردیزی

اجداد کے ابتدائی تعلقات اور رشتہ داری سے متعلق سید رضا حسین نے سرمائی رضا میں بہت ساری مثالوں سے واضح کیا ہے کہ سادات پنگوڑ،رسولپور،سلطانپور،موہنہ کے باہمی تعلقات کس قدر گہرے ورنزدیکی ہیں اور اسی قدر مضبوط ہو چکے ہیں کہ اب ان کو گنوانا عبث ہے۔

"دختر سید بہاء الدین گردیزی (مورث سادات بھونکر) بہ سید جلال غزنوی متزوج شدہ بودہ،سید حسن،سید علاؤالدین از فرزندان سید جلال آمدہ نواسگان سید بہاء الدین گردیزی قدس سرہٗ سید سعادت علی گردیزی (بھونکری) ہمراہ بی بی جمیعت النساء، بنت میر صلاح الدین ابن محمد صلاح ابن محمد خان ابن صدر جہاں پنگوڑی نکاح کردہ" (سرمائے رضا)

سید بدر الدین علی گردیزی معروف سید چھجو جگت جوت سید عبداللہ فرزند حضرت شیخ السلام سید نورالدین مبارک کی دختر سے منسوب ہوئے جن سے سید تاج الدین بھی خاندان سید مبارک میں شادی شدہ تھے،جن سے سید معین الدین وعزیز الدین وسید سلطان میراں متولد ہوئے"

سادات شاہ آباد

سید جلال کے برادر خورد، سید نظام الدین کی اولاد سے ہیں۔

سادات سامانہ

کے مورث اعلیٰ مخدوم سید برہان الدین کا نسب سید جلال الدین سے اسی طرح ملتا ہے، مخدوم برہان الدین ابن سید معز الدین ابن سید نظام الدین سادات پنگوڑ، سادات شاہ آباد اور سادات سامانہ کا نہایت قریب کا تعلق ہے یعنی ہم جد ہیں۔

(سرمائی رضا)

وقت احتضار 1947-05-31-30 / پنگوڑ سے ہجرت

اعلان پاکستان کے ساتھ ہی بھارت میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے، ضلع گوڑ گانوہ میں ان فسادات کی ابتداء مئی 1947 کے پہلے ہفتہ میں ہوگئی شروع میں مسلمانوں کا پلڑا بھاری رہا لیکن بعد میں ملحقہ ہندو ریاستوں الور، بھرت پور اور جے پور وغیرہ کے راجاؤں نے مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کردیں، مئی کے آخری ہفتہ میں یہ فسادات ہمارے علاقے تک پہنچ گئے سادات پہلے سے مقابلہ کے لئے تیار تھے اس وقت کے حالات کے مطابق اسلحہ اور گولہ بارود بھی جمع کر رکھا تھا مئی 1947 کے آخری دنوں میں صورتحال مزید خراب ہوگئی قصبہ پنگوڑ کے اردگرد کے چھوٹے چھوٹے مسلم آبادی والے تنگلات (چھوٹی بستیاں) کو ہندوں نے جلاڈالا یہاں مسلمان بھی پنگوڑ میں آگئے لیکن یہ لوگ بہت جلد میوات کی طرف چلے گئے بلکہ اپنے ساتھ قصبہ میں رہنے والے غیر سادات مسلمانوں کو بھی لے گئے اب قصبہ میں صرف سادات رہ گئے یا قریبی مواضعات نکھرولہ اور گھاسیڑا کے قاضی صاحبان یہ لوگ نہایت شریف باعزت زمیندار تھے لیکن شیعہ نہ تھے اور اپنے گاؤں تباہ ہوجانے کے بعد اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پنگوڑ آگئے تھے۔

حالات روز بروز خراب ہوتے جارہے تھے اور کسی بھی وقت قصبہ پر ہندوؤں کا حملہ متوقع تھا اس لئے تمام مسلمان سید حاتم علی صاحب کی حویلی میں جمع ہوگئے تاکہ موثر طریقہ سے دفاع کیا جاسکے۔ 29 مئی 1947 کو یہ فیصلہ کیا گیا کہ قصبہ چھوڑ دیں اور محفوظ مقام تک جانے کی کوشش کریں چنانچہ 30 مئی 1947 کو تمام لوگ گاڑیوں، اور گھوڑوں پر سوار ہوکر قصبہ سے روانہ ہوئے کچھ نوجوان گھوڑوں پر سوار آگے نکل گئے یہ قافلہ ابھی بمشکل چند فرلانگ ہی گیا ہوگا کہ گھڑ سوار نوجوان واپس آئے انہوں نے اطلاع دی کہ تھوڑی دور آگے ہندوؤں کا ہجوم ہے اور حملہ کے لئے تیار ہے اس اطلاع کے بعد آگے بڑھنا حماقت تھا۔ چنانچہ سب لوگ واپس آگئے اور سید

حاتم علی صاحب کی حویلی میں قلعہ بند ہو گئے دو پہر کے بعد ہندوؤں نے قصبہ پر حملہ کر دیا چونکہ بیشتر قصبہ خالی تھا ہندوؤں نے مال اسباب لوٹ کر گھروں میں آگ لگا دی لیکن یہ لوگ جیسے ہی حاتم علی صاحب کی حویلی کے نزدیک آئے سادات نے فائر کھول دیا ہندو مقابلہ نہ کر سکے اور دم دبا کر بھاگے ہاں اپنی چھ سات لاشیں چھوڑ گئے۔ ہندوؤں نے جو آگ لگائی تھی اس سے بھوسے کے بونگے اور اپلوں کے بٹورے جل رہے تھے ہندو حملہ آوروں کے جانے کے بعد یہ لاشیں ان بٹوروں اور بونگوں میں ڈال دیں جو وہاں جل کر خاک ہو گئیں اس حملہ میں پانچ چھ غیر سادات مسلمان بھی مارے گئے جو اپنی غفلت سے حویلی میں نہ آئے تھے ان کی لاشوں کو دفن کر دیا گیا۔ ہندوؤں کی اس پسپائی اور ہلاکت کے بعد ان کا دوبارہ زیادہ شدت اور طاقت سے حملہ کرنا یقینی تھا اس لئے تمام رات سادات بیدار رہے بلکہ وقتاً فوقتاً ہوائی فائر بھی کرتے رہے تا کہ دشمنوں کو معلوم ہو کہ بیدار ہیں اور تیار ہیں۔ دوسری طرف دو نوجوانوں کو ہندوؤں کے بھیس میں تحصیل ہیڈ کوارٹر یعنی پلول روانہ کر دیا گیا کہ وہ وہاں حکام کو اطلاع دیں اور مسلم لیگی رہنماؤں سے مل کر قصبہ سے مسلمانوں کے انخلاء کا بندوبست کریں دوسرے دن یعنی 31 مئی دو پہر تک ہندوؤں کو دوبارہ حملہ کی جرات نہ ہوئی دو پہر کے بعد مسلم لیگ کی کوششوں سے مسلح پولیس چند بسیں اور کچھ ٹرک لے کر قصبہ پہنچ گئے چونکہ بسوں اور ٹرکوں کی تعداد ضرورت سے کم تھی اس لئے طے ہوا کہ خواتین بچے اور بزرگ پہلے چلے جائیں اور نوجوان دوسرے چکر میں آئیں عین اس وقت شدید آندھی آ گئی اور اسی عالم میں تمام مال اسباب چھوڑ کر بادل نخواستہ اور بقلب سوختہ قصبہ کو خیر آباد کہنا پڑا یہ 31 مئی 1947 کی تاریخ تھی اس وقت خیال یہ تھا کہ کچھ عرصہ بعد یہ فتنہ وفساد ختم ہو جائے گا اور پھر واپس آ کر قصبہ کو دوبارہ آباد کریں گے لیکن ایسا نہ ہوا اور پھر کبھی واپس نہ جا سکے۔ قصبہ سے نکل کر سب لوگ مغرب کے وقت پلول پہنچے اور دوسرے دن وہاں سے سب لوگ اپنے اپنے محفوظ ٹھکانوں پر چلے گئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد سب سادات آہستہ آہستہ پاکستان پہنچ گئے خدا کا شکر ہے کہ تمام سادات کی عزت و آبرو اور جان محفوظ رہی اگرچہ مال واسباب سب لٹ گیا البتہ سید اظہار حسین صاحب کے خاندان کی کچھ خواتین اور بچے پاکستان آتے ہوئے راستہ میں شہید ہو گئے پاکستان آ کر اہلیان پنگوڑ پہلے مختلف مقامات پر رہے لیکن بالآخر تقریباً تمام ہی ملتان میں آ کر آباد ہو گئے۔ اس وقت قصبہ پنگوڑ کے بیشتر سادات چوک شاہ عباس اور ممتاز آباد میں آباد ہیں۔ (علی اختر)

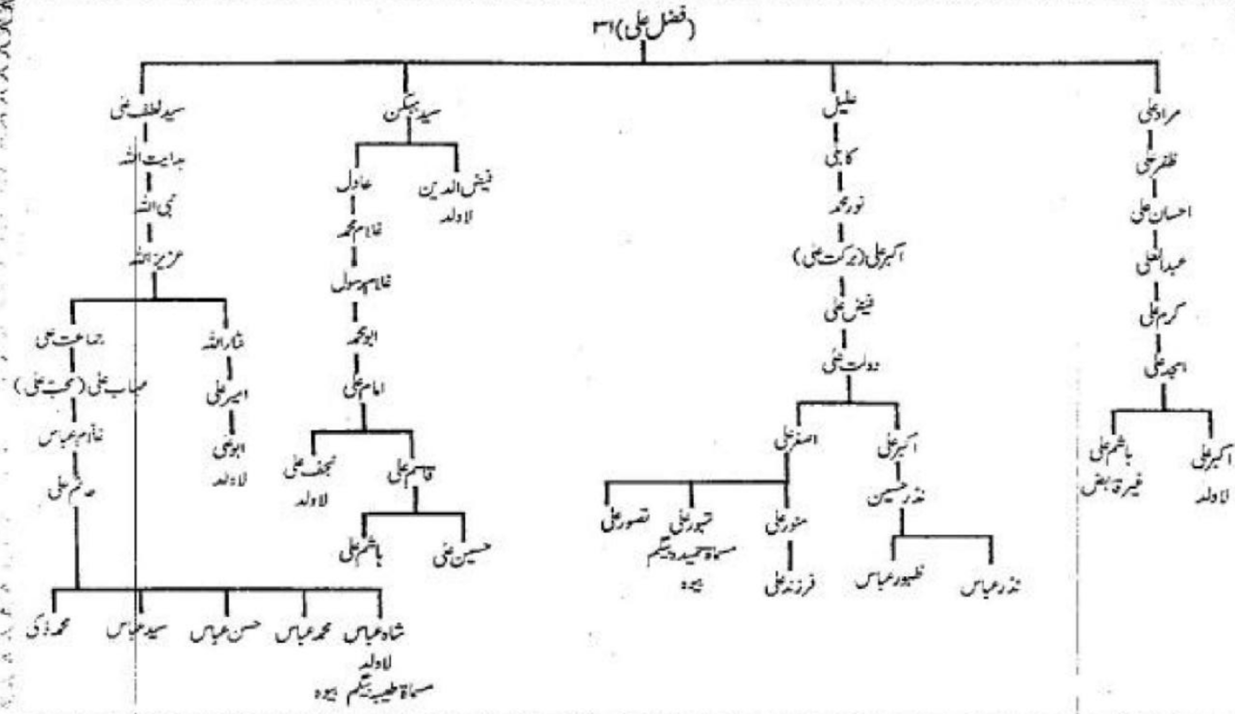
مکتبہ
سادات زیدی رسولداران
نہٹور

السید کاشان رضا زیدی
الحسینی رسولدار
سجادہ نشین
آستانہ عالیہ
حضرت قبلہ مخدوم
السید ریاست حسین
زیدی الحسینی رسولدار
محلہ علی پور
پاکپتن شریف
وٹس اپ نمبر
0300-7579114

سید جلال (۴۳)

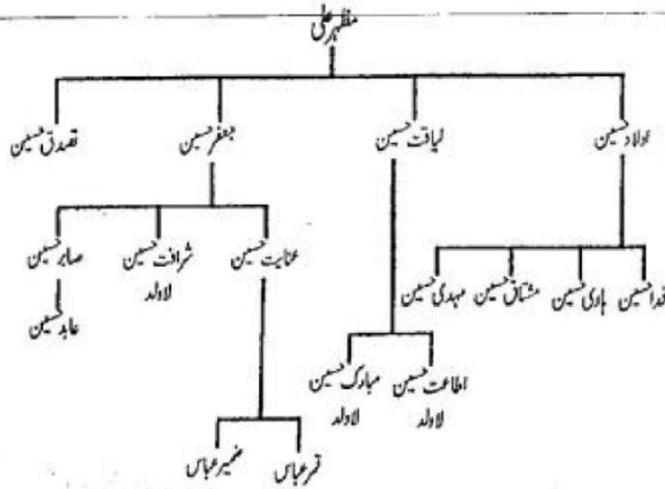
- علاءالدین
  - سید علی
    - ☆ تہور علی
    - ☆ نوازش علی
  - شاہ علی
    - رضا علی
      - ☆ محمد علی
  - فضل علی ☆۳۲
- معزالدین
  - نور محمد
    - محمد علی ☆
  - غلام رسول
    - کبیر محمد — لاولد
    - نذر محمد
      - افضل محمد ☆۳۳
      - فاضل ☆۳۳
    - محمد طالب
    - دوست محمد — لاولد
  - علی شاہ ☆۳۶
- حسام الدین
  - غلام نبی
    - سید نالے
      - غلام نبی ☆۳۷
      - غلام حسین ☆۳۹
  - عمادالدین ☆۴۳
  - سید جاما ☆۳۶
  - سید ماکہن ☆۳۸
- عیازالدین
  - سید علی ☆۳۹
  - سید موسیٰ ☆۵۱

☆ تہور علی کی اولاد لکھنو میں ہے
☆ نوازش علی و محمد علی کی اولاد حیدر آباد دکہن میں آباد ہے۔
☆ محمد علی کی اولاد حیدر آباد دکہن میں ہے



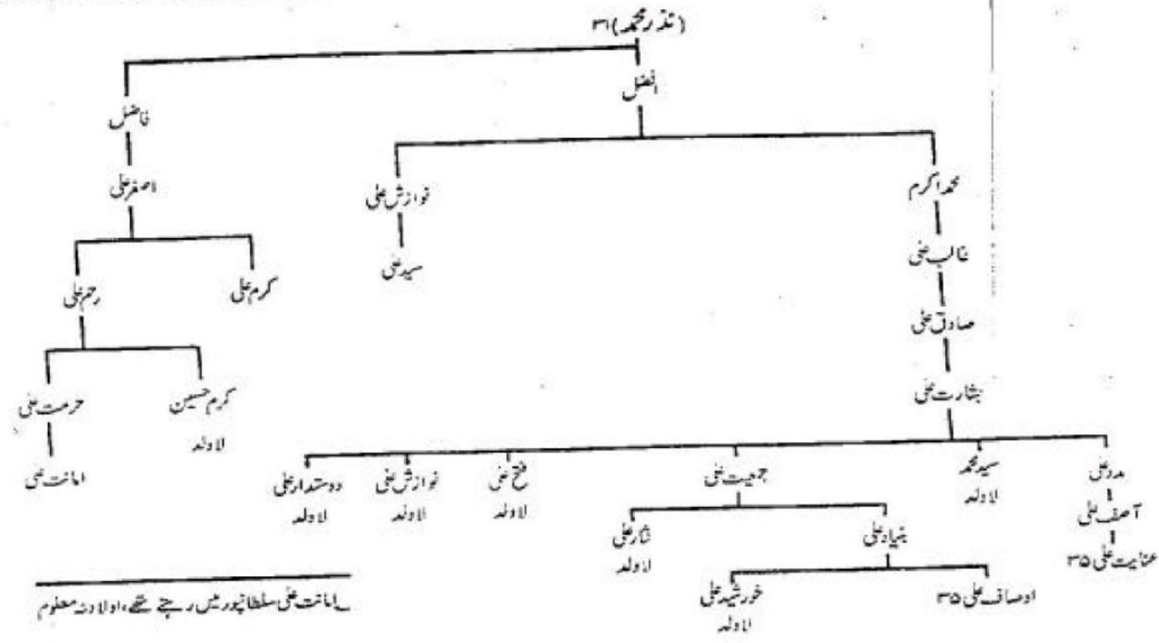
(فضل علی) ۳۱
مراد علی
ظفر علی
احسان علی
عبد العلی
کرم علی
امجد علی
اکبر علی
لاولد
ہاشم علی
غیر قابض
خلیل
نور محمد
اکبر علی (برکت علی)
فیض علی
دولت علی
اکبر علی
اصغر علی
نذر حسین
نذر عباس
ظہور عباس
منور علی
فرزند علی
تہور علی
مسماۃ حمیدہ بیگم
بیوہ
تصور علی
سید بکن
فیض الدین
لاولد
عادل
غلام محمد
غلام رسول
ابو محمد
امام علی
قاسم علی
نجف علی
لاولد
حسین علی
ہاشم علی
سید لطف علی
ہدایت اللہ
نبی اللہ
عزیز اللہ
ثناء اللہ
امیر علی
ابو علی
لاولد
جماعت علی
صاحب علی (محبت علی)
غلام عباس
شاہ عباس
لاولد
مسماۃ طیبہ بیگم بیوہ
محمد عباس
حسن عباس
سید عباس
محمد ذکی

٭٭بقیہ 32 بمطابق شجرہ محمد ذکی والد حاتم علی چکوڑی اکے قلم سے محب علی (مہاب علی) کی دختر آبادی بیگم کا نام لکھا ہے جو ان کے مطابق مظہر علی ساکن کڑہ مانک پور الہ آباد کی زوجہ ہیں، محمد ذکی نے از خود مجھے یہ نسب دیا۔



اور تحریر کیا ہے، یہ حضرات 1947ء میں چوک شاہ عباس سورج کنڈ روڈ پر رہتے ہیں بزرگوں نے خاص طور پر اہل چکوڑ کے بقیہ حضرات مثلاً حیدر علی، منظور حسین، اور میر وصی وغیرہ سے سنا تھا کہ یہ لوگ بادشاہ پور ضلع گوڑگانوہ نزد میہنہ کے رہنے والے تھے چکوڑ میں کس طرح آئے معلوم نہیں، ان کا مکان سید حاتم علی کی حویلی کا ہی ایک حصہ تھا فدا حسین حکمت کی دوکان کرتے تھے ہادی حسین سکول ماسٹر تھے دونوں بھائی لوگوں سے طنزیہ باتیں کر کے مذاق اڑاتے تھے، فدا حسین کے پاس کڑہ مانک پور کے ایک صاحب آن کر مقیم ہوئے تھے جن کے پاس چھپی ہوئی تاریخ کڑہ مانک پور تھی جو میں نے بھی فدا حسین کی معرفت مستعار لیکر اولاد سید شہاب الدین گردیزی جو اس کتاب میں نقل ہے لکھی تھی اس میں بھی ان حضرات کا نسب نہ تھا۔ واللہ اعلم

فدا حسین چکوڑی، حسن عباس سلطانپوری، اختر عباس میرے بھائی اور دروغہ محمد رضی عرف منگو رسولپوری اور عزیز الحسن موہنوی کی ایک پارٹی تھی جنہوں نے سلطانپور وغیرہ کے سرخیل اشخاص کو سرنگوں کیا حاتم علی کو ان کی حویلی اور مسجد اور کچہری کو میں نے بچپن میں دیکھا ہے، حاتم علی نمبردار تھے قد آور شخصیت تھے ان کی شخصیت میں ایک رعب اور وقار تھا یہ سارا خاندان چوک شاہ عباس اور ممتاز آباد ملتان میں آباد ہوا۔



ـــ امانت علی سلطانپور میں رہتے تھے، اولاد نہ معلوم

(عنایت علی) ۳۳

- سید علی
  - غضنفر علی
- احسن علی
  - ضمیر الحسن
    - رئیسہ خاتون
    - راضیہ خاتون
- برکت علی
  - اکبری بیگم
    - مصطفیٰ بیگم (لاولد)
    - سرفرازی بیگم (لاولد)
  - اختری بیگم (لاولد)

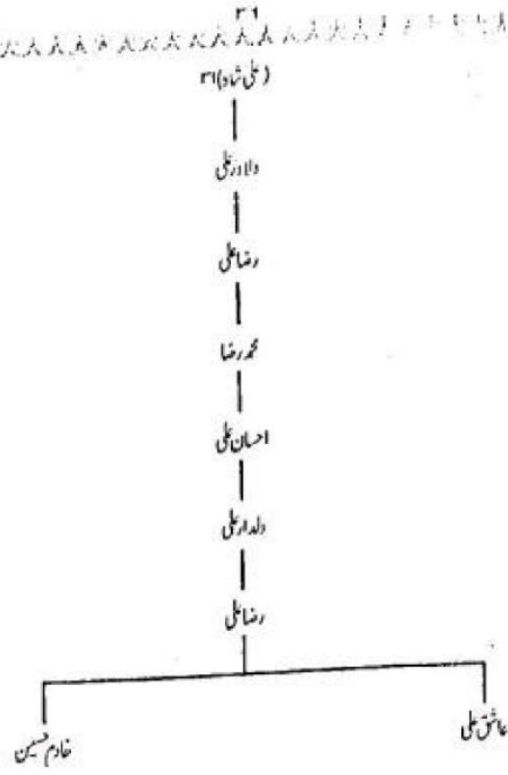
سید علی سنطاپور میں سکونت رکھتے تھے،
ترک سکونت کر کے علی گڑھ چلے گئے تھے۔
مذہباً سنی ہیں، حکیم ابن حسن

(اوصاف علی) ۳۳

- اقبال حسین ---------- تعریف النساء، بیوہ
  - نذیر فاطمہ
    - قاسم علی
- بسم اللہ بیگم، بیوہ
  - مریم فاطمہ
    - فاضل حسین
    - تفضل حسین
  - باجرہ بیگم
  - خدیجہ بیگم
  - طاہرہ بیگم
- کلثوم فاطمہ، بیوہ
  - محمدی بیگم
  - کنیز فاطمہ
  - پٹل ضلع بلند شہر
- اشرف علی
  - حیدر علی ☆
  - سبط عباس ☆
  - نہال عباس (لاولد ملتان)
- شریف علی

☆ حیدر علی چوک شاہ عباس

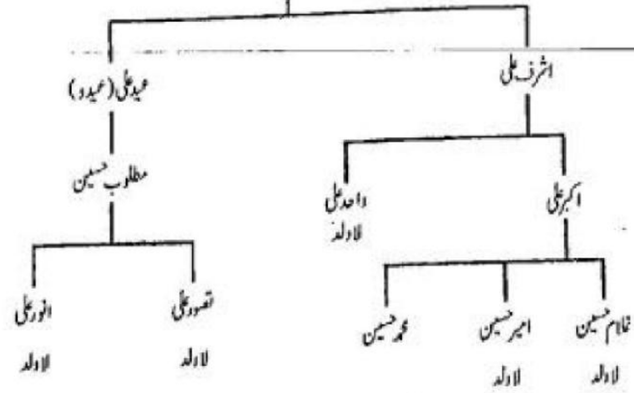
☆ سبط عباس ممتاز آباد ملتان میں ہیں



یہ ہر دو بھائی ترک سکونت کر کے موضع پیاسو ضلع بلند شہر (یوپی بھارت) میں آباد ہو گئے تھے، پھر چکوڑ آ گئے۔

- غلام نبی ۳۱
  - بشارت علی
    - فرزند علی
      - تفضل حسین، مسماۃ خانم، بیوہ
        - تعریف النساء، دختر
        - معروف النساء
          - رقیہ بیگم
            - عباس حسین
      - اصغر علی
        - اکبر علی، لاولد
        - عنایت علی عرف امتیاز علی
          - عباس حسین
          - سجاد حسین
        - یعقوب علی، لاولد
      - ناظر علی
        - مقبول حسین
          - تجمل حسین ☆
          - سبط علی
          - دولت علی
  - عظیم الدین
    - مومن علی، مسماۃ نجیب النساء بیوہ ساکن موہنی
  - علیم الدین
    - حشمت علی
      - بشارت علی
        - نیاز علی
          - احمد عباس، لاولد
        - محفوظ علی
          - منظور علی، لاولد
      - امانت علی
        - رحمت حسین
          - اکبری بیگم، دختر زوجہ علی اوسط موہنوی
        - ہادی علی، لاولد
      - صادق علی
        - کاظمی بیگم، لاولد
        - نیاز علی
          - احمد عباس، لاولد
    - صلاح الدین ☆ ۳۸

☆ سبط علی ہندوستان میں موجود


(صلاح الدین) ۳۷
اشرف علی
عید علی (عیدو)
اکبر علی
واحد علی
لاولد
مطلوب حسین
غلام حسین
لاولد
امیر حسین
لاولد
محمد حسین
تصور علی
لاولد
انور علی
لاولد

(غلام حسین) ۳۱

- میر حسین — ۳۰ ب
- علی حسین — لاولد
- سلطان علی — لاولد
- علی زماں — ۳۱
- مخلص حسین — ۳۲
- بہادر زماں — لاولد
- مظفر حسین
  - فضل حسین
    - حیدر حسین — لاولد
  - نصرت حسین — لاولد — امیر النساء بیوہ
  - فیاض حسین — لاولد — صاحب النساء بیوہ
- میر حسین — ۳۰

(میر حسین) ۳۹

- فتح حسین (فتح علی)
  - اعظم علی
    - کبیر النساء
    - احمد حسین
      - ضمیر حسین
        - لاولد
    - ہاشمی بیگم
      - ذاکر حسین
  - محمد علی
    - توکل علی
      - معصوم النساء
        - لاولد
      - امید علی
        - لاولد
      - کنیز زہرا
        - منظور حسین
          - بن اشفاق حسین
    - امید علی
  - نجابت علی
    - محمد تقی
      - لاولد
    - عنایت علی
      - کبیر النساء بیوہ
        - رضیہ بیگم
        - ایمن النساء
      - محمد تقی
        - باجرا بیگم
      - محمد عسکری
        - کنیز زہرا
    - ہدایت علی
      - ذاکر حسین
        - حسن عباس
    - ولایت علی
      - رضا حسین
        - لاولد
      - باجرہ بیگم
    - واجد علی
      - ابوالحسن
    - امجد علی
      - جعفر حسین
    - اظہر حسین
      - علی حسن

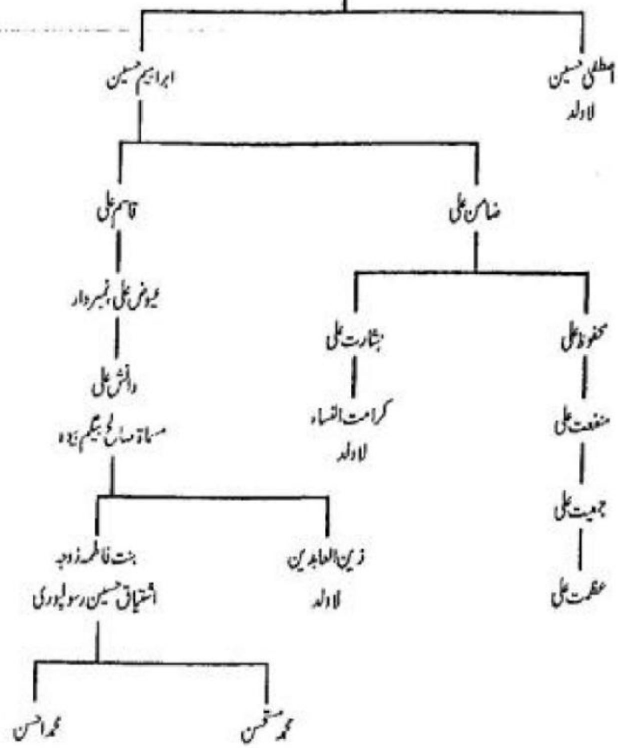
    جھنگ شہر میں
  - (ارشاد) ارشد علی
    - تصدق حسین
      - شمشاد حسین
      - نصیر حسین

جعفر حسین کی اولاد گوہر عباس، حسن عباس، قیصر حسین، شوکت علی پسران ہیں اولاد دختری کوئی نہیں ہے۔

علی زماں ۳۹

- علی رضا
  - اولاد ھی / لاولد / حسینی بیگم، بیوہ
  - غلام عباس
    - طاہر حسین عرف محمد طاہر
      - ابن حسن
  - عابد علی / ایمن النساء، بیوہ
    - کرامت النساء زوجہ قائم علی
- رستم علی
  - معصوم علی / مسماۃ مصطفیٰ بیگم، بیوہ
    - منصور علی / فاطمہ بیگم (زوجہ)
    - نورا
    - نیامنی
    - ایمن النساء
    - معصوم علی / لاولد
- حسن علی
  - سرفراز علی / مسماۃ آبادی بیگم بیوہ / لاولد
  - عارف علی / لاولد

شجرہ نسب بند وبستی میں معصوم علی کو لاولد لکھا گیا ہے،
جبکہ پیپر بک میں اولاد دختری درج ہے۔


(مخلص حسین ۳۹)
مصطفیٰ حسین
لاولد
ابراہیم حسین
ضامن علی
قاسم علی
محفوظ علی
بشارت علی
عیوض علی نمبردار
منفعت علی
کرامت النساء
لاولد
دانش علی
مسماۃ صالح بیگم زوجہ
جمعیت علی
عظمت علی
زین العابدین
لاولد
بنت فاطمہ زوجہ
اشتیاق حسین رسولپوری
محمد محسن
محمد احسن

(میر حسین)۳۹

امیر علی

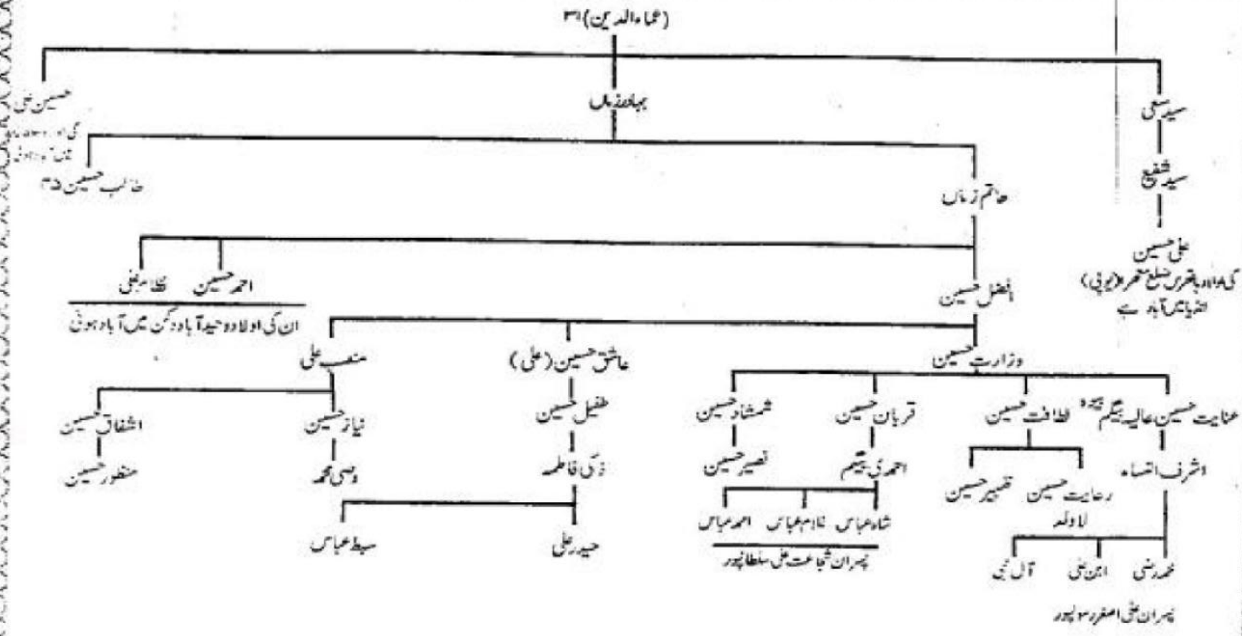
عیوض علی — مقصود علی

مقصود علی
لاولد

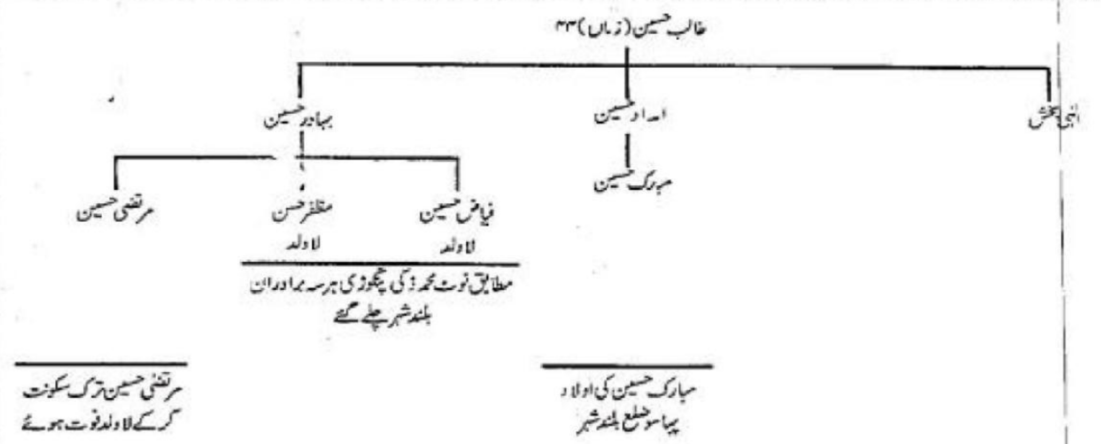
عیوض علی

پرورش علی

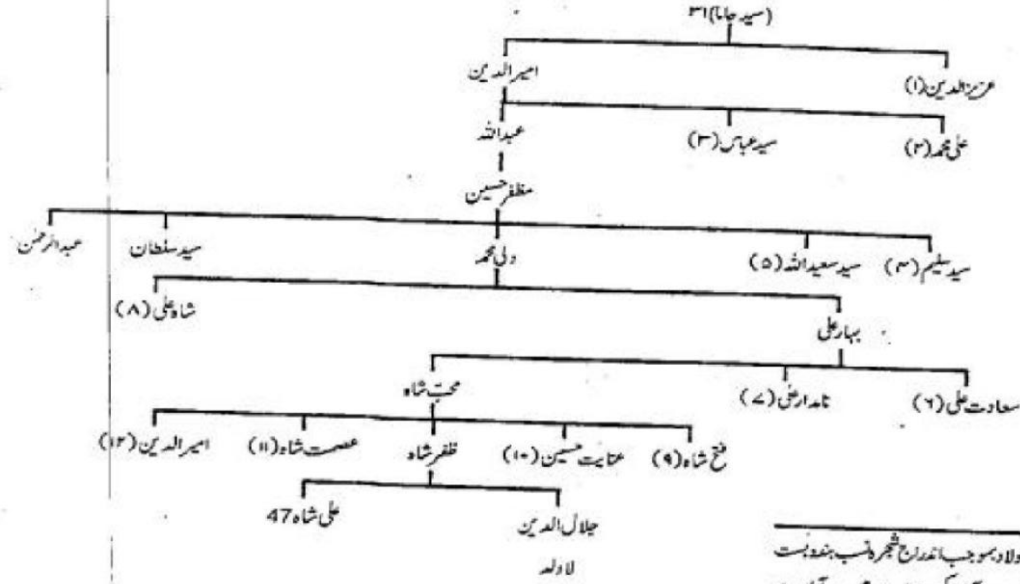
امیر حسن — امن علی — شبیر حسین — صغیر حسین — تقی حسین



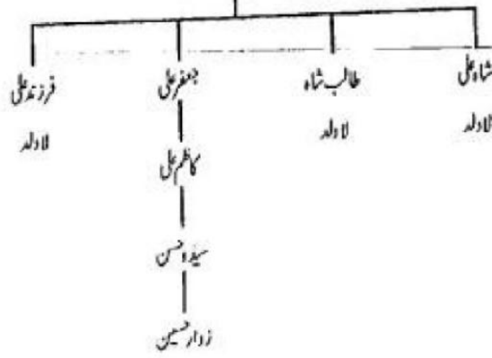
(عماد الدین) ۳۱
سید سخی
سید شفیع
علی حسین
کی اولاد باقرس ضلع مظفر(یوپی)
انڈیا میں آباد ہے
بہادر علی
حسین علی
خاتم زماں
طالب حسین
افضل حسین
احمد حسین
نظام علی
ان کی اولاد وحیدآباد دکن میں آباد ہوئی
وزارت حسین
عاشق حسین (علی)
منصب علی
عنایت حسین
عالیہ بیگم
لطافت حسین
قربان حسین
شمشاد حسین
طفیل حسین
نیاز حسین
اشفاق حسین
اشرف النساء
رعایت حسین
تصدیر حسین
لاولد
احمدی بیگم
نصیر حسین
ذکی فاطمہ
وصی محمد
منظور حسین
محمد رضی
ابن علی
آل نبی
پسران علی اصغر سہ پور
شاہ عباس
ناظم عباس
احمد عباس
پسران شجاعت علی سلطانپور
حیدر علی
سبط عباس



غالب حسین (زماں) ۴۳
بہادر حسین
امداد حسین
الٰہی بخش
مبارک حسین
فیاض حسین
لاولد
مظفر حسن
لاولد
مرتضیٰ حسین
مطابق نوٹ محمد ! کی پچھوڑی ہرسہ برادران
بلند شہر چلے گئے
مرتضیٰ حسین ترک سکونت
کر کے لاولد فوت ہوئے
مبارک حسین کی اولاد
پیاسو ضلع بلند شہر



نمبر شمار 1 تا 12 کی اولاد بموجب اندراج شجرہ نسب بندوبست قانونی مرتبہ محکمہ مال حیدرآباد دکن بھارت میں آباد ہے


علی شاہ
شاہ علی
لاولد
طالب شاہ
لاولد
جعفر علی
کاظم علی
سید حسن
زوار حسین
فرزند علی
لاولد

(سید ماکین) ۳۱

سید صلاح

سید حیدر

علی حسین

طالب حسین

شاہ خان

ہندو علی، مسماۃ حسینی بیگم

بے اولاد

پیر علی

باقر علی

کنیز زہرہ

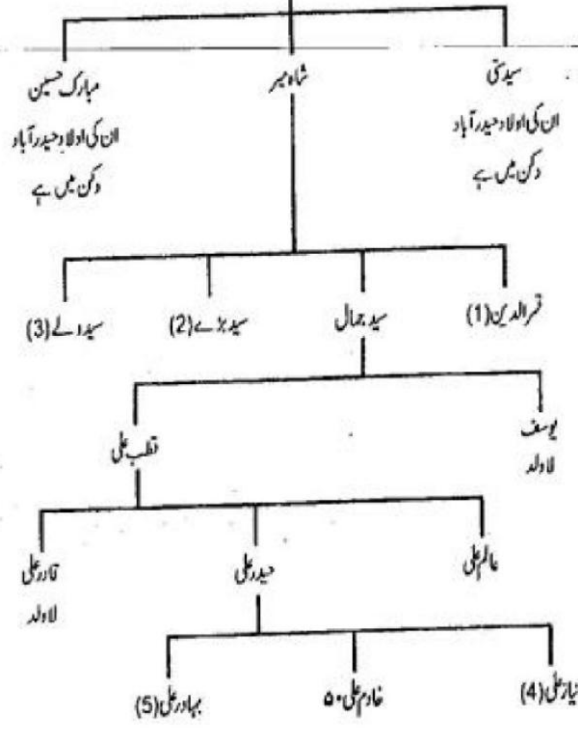
لا ولد

میر حسین

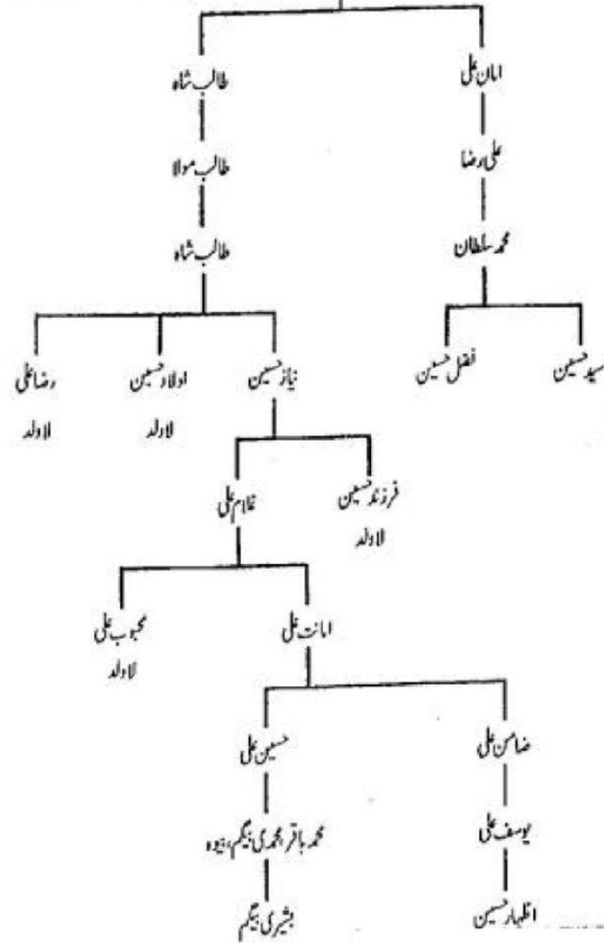
مہر حسین

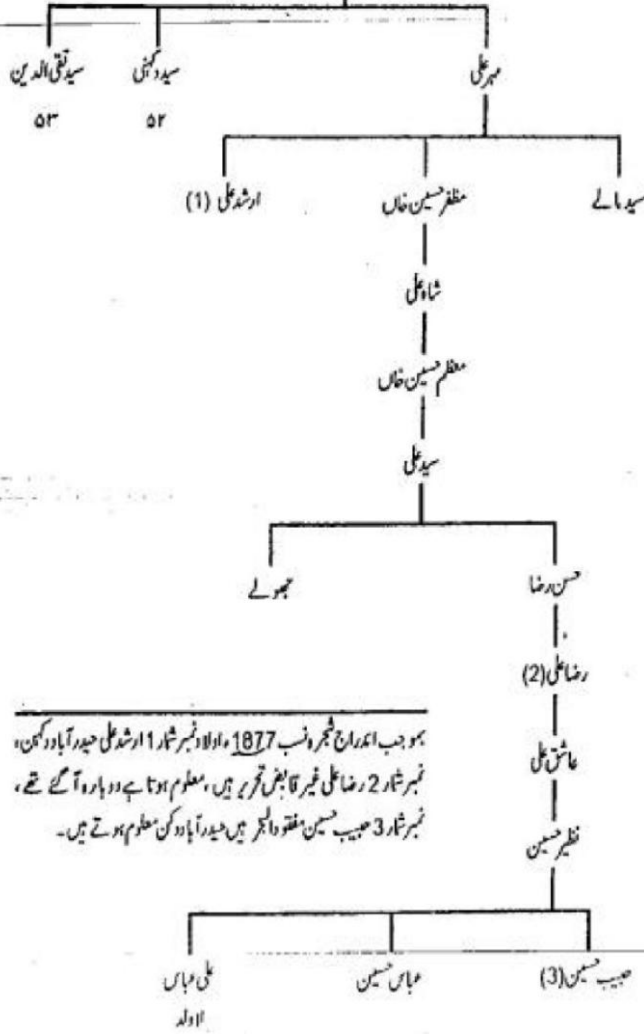
غلام علی

(گوالیار)



بموجب اندراج نسب قانونی 1877ء اولاد نمبر شمار 1 قمر الدین چاند پور ضلع بلند شہر، نمبر شمار 2، 3 سید بڑے اور سید دلے کی اولاد سلطان پور سراج لکھنو، نمبر شمار 4، 5 نیاز علی و بہادر علی کی اولاد حیدر آباد دکن میں آباد ہے۔

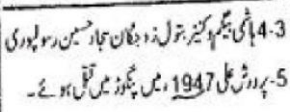

(خادم علی) ۴۹
قائم علی
امان علی
طالب شاہ
علی رضا
طالب مولا
محمد سلطان
طالب شاہ
سید حسین
افضل حسین
نیاز حسین
اولاد حسین
لاولد
رضا علی
لاولد
فرزند حسین
لاولد
غلام علی
امانت علی
محبوب علی
لاولد
ضامن علی
حسین علی
یوسف علی
محمد باقر، مہری بیگم، بیوہ
اظہار حسین
بشریٰ بیگم



بموجب اندراج شجرہ نسب 1877ء، اولاد نمبر شمار 1 ارشد علی حیدرآباد دکن، نمبر شمار 2 رضا علی غیر قابض تحریر ہیں، معلوم ہوتا ہے دوبارہ آ گئے تھے، نمبر شمار 3 حبیب حسین مفقود الخبر ہیں حیدرآباد دکن معلوم ہوتے ہیں۔

(سید دھمن) اللہ

- شاہ علی — لاولد
- واجد علی — لاولد
- عیوض علی (1)
- امیر اللہ
  - لطف علی
    - علی پناہ
      - ہیر علی
        - کریم الدین
          - نجیب علی
            - نجف علی
              - اکبری بیگم (2)
                - فتح النساء
                  - کنیز بتول (4)
                - ہاشمی بیگم (3)
                  - محمد الیاس
          - وزیر علی
            - قائم علی
              - پرورش علی (5)
                - نسیم فاطمہ
              - شریف علی
              - اشرف علی
              - علی پناہ
              - علی حسین

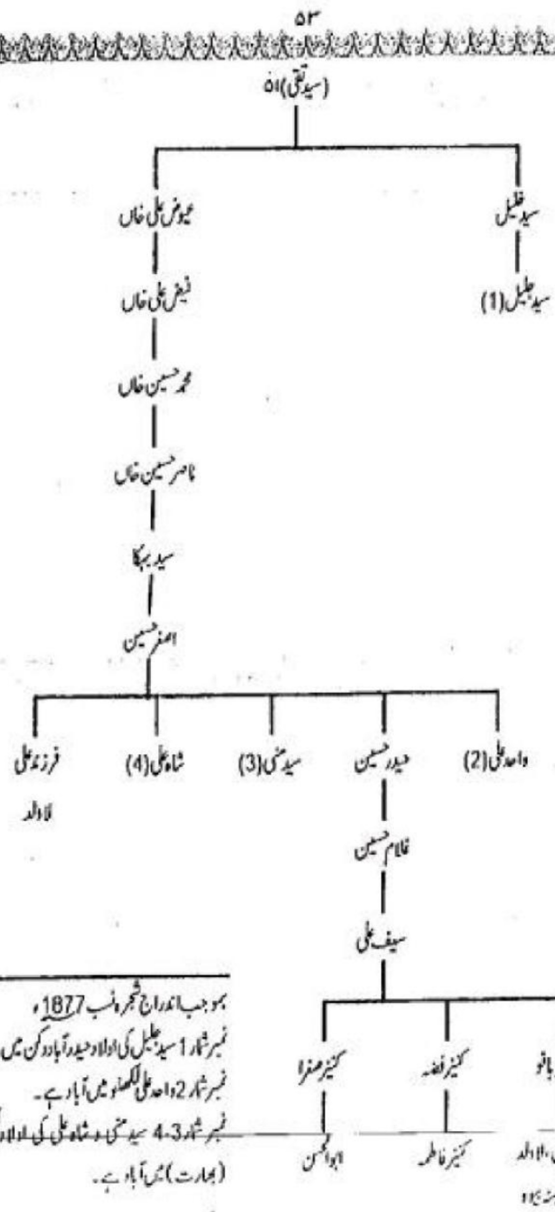


4-3 ہاشمی بیگم و کنیز بتول زوجگان سجاد حسین رسولپوری

5- پرورش علی 1947ء میں پنجوڑ میں قتل ہوئے۔

1- بموجب اندراج شجرہ نسب 1877ء اولاد عیوض علی لکھنؤ (بھارت) میں ہے۔

2- اولاد اکبری بیگم زوجہ رسولپور



بموجب اندراج شجرہ نسب 1877ء
نمبر شمار 1 سید جلیل کی اولاد حیدرآباد دکن میں ہے۔
نمبر شمار 2 واحد علی لکھنؤ میں آباد ہے۔
نمبر شمار 3-4 سید منی و شاہ علی کی اولاد لکھنؤ (بھارت) میں آباد ہے۔

اجداد کے نام معلوم نہ ہو سکے

ہاشم علی
- ہدایت علی — 1
- صمد علی — لاولد
- ہاشم علی — لاولد

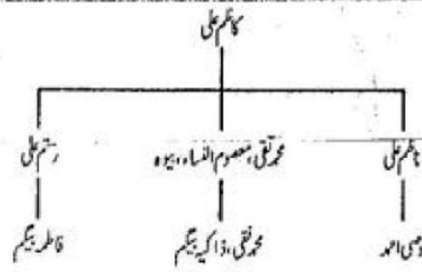
رضا علی
- مشرف علی
  - انور علی — 2

فضل علی
- ہادی حسین — 3

نور علی
- سید علی — 4

1- ہدایت علی سلطانپور میں رہتے تھے، روشن علی ولد امداد علی کے نواسے تھے۔ نسل چھوڑی ہے۔

نمبر شمار 4-3-2 بھی چھوڑی نسل ہے۔
نمبر شمار 3 ہادی حسین حیدرآباد دکن چلے گئے۔



اجداد نامعلوم

یہ شجرہ وسیم بیگ بمقدمہ اختر عباس بنام نذر عباس، مطبوعہ لاہور ہائی کورٹ سے لیا گیا۔



مقالہ دوئم

از

مولانا سید علی نقی شاہ صاحب سلطانپوری

یہ مقالہ اولاً سید محمد عباس سلطانپوری سے تقریباً 1960 میں ملتان سے ملا پھر جب بھائی عبدالوہاب صاحب سے ''سرمایۂ دوضا'' ہاتھ آیا تو یہ مقالہ بعینہ موجود تھا اس لئے اس کی سند میں شک نہیں۔

اس کا ترجمہ میرے مقالہ سوئم میں درج ہے

بختیار عباس

السید کاشان رضا زیدکا الحسینی سولدار

داد سادات گردیز

بسم الله الرحمن الرحیم - باید دانست کہ حضرت ابو الحسن الثالث امام دہم جناب علی نقی علیہ السلام من اللہ تعالی را پنج اولاد
بود چہار تن امام حسن عسکری علیہ السلام حسین و محمد و جعفر و علیہ دختری، و بنا بعضے پنج پسر و یک دختر، حسن ابو زید، حسین، محمد، جعفر پسر
ن ابراہیم نام بود و نام دختر عائشہ مذکور ساختہ۔

اما جد اعلی ما شاہزادہ حضرت جعفر ثانی الکنیتی بابی عبد اللہ المشہور بالتواب عم جناب صاحب الامر علیہ وعلی آبائہ الالف التحیۃ و
ولادتش در سامرہ در سال 226ھ لقبش ذکی و مرتضی الاعلم و خلیل اللہ در کتب صوفیہ کاملہ القابش بسیار در بسیار نوشتہ اند۔

وئی امامت

بہ سبب ادعا امامت لقب کذاب گردیدہ زیرا کہ آنجناب بعد وفات پدر بزرگوار خود کہ بست و نہ سال عمر داشت با برادر خود
امام حسن عسکری چند مدت دعوی امامت کردہ اکثرے انکار کردند و بعضے امامتش قائل شدند، آخر از دعوی خود رجوع کردہ ا
امت دعوی آنجناب توقیع بجز امام زمان بابی جعفر محمد بن عثمان بن سعید العمری رضی اللہ عنہ رسیدہ آں اینست:۔

"وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ أَرْشَدَكَ اللَّهُ وَثَبَّتَكَ وَقَالَ مِنْ أَمْرِ الْمُنْكِرِينَ لِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِنَا وَ بَنِي
نَا فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ بَيْنَ أَحَدٍ قَرَابَةٌ وَ مَنْ أَنْكَرَنِي فَلَيْسَ مِنِّي وَ سَبِيلُهُ سَبِيلُ ابْنِ نُوحٍ
يْهِ السَّلَامُ أَمَّا سَبِيلُ عَمِّي جَعْفَرٍ سَبِيلُ إِخْوَةِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ"

برگاہ بعضے سائلین از فضلا مجتہدین عراق بہ بد گفتن این بزرگوار بسبب خصومت او با امام عصر علیہ
لام سوال کردند در جواب بعضے از اہل العلمی و بعض امر بسکوت کردند، علامہ ابی عمدۃ المحققین جناب شیخ زین العابدین مازندرانی
احب قبلہ مد ظلہ در جواب زیر قلم فرمودہ این است کہ :

"اولاد ائمہ چہ بد باشند چہ خوب مناسب ما نیست کہ قدحی در ایشان بکنم و قاعدہ نیست کہ رعیت با شاہزادہ بگوید"

علاوہ آنکہ نصوص نہی از بد گفتن وارد شدہ، بلکہ امام علیہ السلام تشبیہ جعفر نمودہ بہ برادران یوسف، کہ خداوند گناہان ایشان
شید و یوسف نیز بخشید و قال لا تثریب علیکم الیوم و بعضے علماء و براں آیہ "ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا" الخ استفادہ کردہ

اند کہ مطلق اولاد علی و فاطمہ امر شان ختم بخیر است خواہد بود و جعفر ہم داخل ایشان است و در حدیث است ۔

در حصول" قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ
هٰذَا خَاصَّةً فِيْنَا اِنَّهٗ لَيْسَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ يَمُوْتُ وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَنصُرَ الْاِمَامَ
كَمَا نَصَرَ وُلْدُ يَعْقُوْبَ لِيُوْسُفَ حِيْنَ قَالُوْا لَقَدْ تَشَرَّبَ اللّٰهُ عَلَيْنَا"

اولاد جعفر

و جعفر بذا صد و بست فرزند سید داشت ماز ین جہت او را "ابوالکرین" میگویند و بعضے یکصد و بست فرزند بودہ و نیز الی
ملحق ساختہ اند بعضے شان از دو پسر گفتہ اند کہ از صلب او بوجود آمدہ اند ۔

رحلت جعفر

در پنجم صفر سال دو صد و ہفتاد و یک از ہجرت در حالیکہ عمر شریف اش بہ چہل و پنج سال رسیدہ بود رحلت فرمود مدفون
سر من رائے (عراق) است و لے از پدر بزرگوار خود امام علی الہادی ارشاد و تربیت یافتہ است ۔

پسران جعفر

انچہ بعد از ملاحظہ وقائع معتبرہ و اتفاق اقوال نسابہ بوضوح می پیوندد این است کہ منجملین پسرانش شش تن اند
اسماعیل الطریف و طاہر ابو القاسم الاول و علی ابوالحسن سید النقبا و محمد ادو ادریس و یحیی الصوفی و ہارون ۔

1- پسران اسماعیل

واما عقب اسماعیل از دو پسر او است ناصر و ابو القاسم محمد و ابناء اسماعیل و نسب سادات بھکر کہ در ملک سندھ
از اولاد

سادات بھکر

سید محمد مکی ابن سید امیر محمد شجاع بن سید ابراہیم بن سید قاسم بن سید زید بن سید جعفر حسین بن سید حمزہ بن سید ہارون بن سید محمد عقیل بن سید ابی عقیل بن سید ناصر بن سید اسماعیل بن جعفر ثانی و اکثرے ازینہا در روڑی و اوچ و ملتان و لاہور و نواح سندھ و ٹھٹھہ ساکن اند و سادات رضوی مشہور اند۔

2- پسران یحیٰ الصوفی

واز اولاد یحیٰ الصوفی بن جعفر ثانی، ابوالفتح محمد بن محمد بن الحسن بن یحیٰ صوفی، واو نسابہ بود معروف بہ ابن الحسن الرضوی واو را برادرے بود اسمش علی و کنیتش ابوالقاسم کہ فاضل و حافظ قرآن بود و عقبش در ملک مصر است۔

3- اولاد ہارون

واز اولاد ہارون بن جعفر تواب، سید علی بن ہارون است او را دو پسران باسم حسن و حسین بودند، و اولاد و عقاب این دو تن در صیداز بلاد شام اند واز اولاد علی بن ہارون اند۔

سادات امروہہ

سادات امروہہ اولاد سید شرف الدین شاہ ولایت او پسر سید علی بزرگ است و او پسر سید مرتضیٰ و او پسر سید ابوالمعالی و او پسر سید ابوالفرح صیدادی واسطی است و او پسر سید داؤد و او پسر سید حسن و او پسر سید علی بن ہارون بن جعفر تواب است۔

پسران علی

واز اولاد علی بن جعفر تواب، سید علی محمد تازوک است، او است پسر عبداللہ بن علی ابن جعفر و عقب او جماعتی است از ایشان ابوالغنائم عبداللہ و یحیٰ و علی عیسیٰ و محمد و ہر یکے از اعقاب ایشان در مقابر قریش بہ بنی تازوک مشتہر اند۔ و نسب سید جلال

الدین حسین البخاری بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن علی بن جعفر تواب است۔

5- پسران ادریس

واز اولاد ادریس بن جعفر تواب "قاسم" است واولاد کثیره دارد، همه ایشان "قواسم" گویند، و سادات جو[illegible] قلعات، والوالبعد ورو سادات مواجد که بسیار اند ورحله اند بوکعیب در مشهد شریف غزوی هم از قاسم اند۔

6- پسران طاهر ابوالقاسم الاول

واز جمله معقبین مذکورین شش فرزند انش جد اعلی من نامه نگار (مولانا علی نقی) شاهزاده جناب سید طاهر ابوال[illegible] الاول بن امام زاده جعفر است والو پدر دو پسر است ۱ سید محمد المشهور به محمد الدانقی و سید جعفر واز جد ۲ الامجد سید محمد موصوف پسر ۳ ستند یکے جد ۱ سید ابوطالب حمزه و دیگر برادرش طاهر ابوالقاسم الثانی است۔ و پسر سید طاهر ثانی سید محمد ۳ آفاق ا[illegible] پسرش سید ابوالغنائم است۔

اما سید ابوطالب حمزه او پدر دو پسر است سید ابوالعلی محمد ولال الفقار ابنه سید ابوعلی ابنه سید علی ابنه سید نجم ال[illegible] سبزواری۔

سید نجم الدین سبزواری

سید موصوف امیرے بود از امرائی دولت سلطان غزنویه، با چند هزار سوار جرار و سه پسر حمید و میر جوم ترک [illegible] نصرت سالار مسعود غازی که در عهد خسرو ملک بن خسرو شاه بن بهرام غوری (1182ء) در 557 ہجری مقتول جنگ کفار [illegible] بود، در بلاد شرقی هندوستان آمده و شجاعت رستمانه، حمله های تهورانه قلعه "اوجانگر" که سالار مسعود را جائے عیش هم نهاده [illegible] مختلف آن جا ... است مخر نمود، ... کار خویش ... خود سید شرف الدین داود، پسر کوچک خود سید شمس الله ... قلعه [illegible] کفار ... قبل از سالار مسعود ... سالار ... در قصبه سنبل ... شجاعت ...

[illegible]

شیخ او سادات آنجا بیت نورو ابو طالب میر ... اند و بنام بزرگ تر سید نجم الدین بود و سید ابراہیم و محمد پسر سمت دہلی ماندہ بود۔

در تذکرات سادات آوردہ کہ سید السادات عالیہ درجات سید نصیر الدین و سید شرف الدین پسران سید نجم الدین

سبزواری کہ از اتقیائی زمانہ بودند و زیارت گاہ سید نجم الدین او جد و بنارس است سلسلہ نسب پدری ایشان بہ جعفر الثانی بن امام

علی نقی منتہی می شود۔ سید نجیب اند و اولاد و احفادش در نصیر آباد بر یلی سکونت دارند و در نواح بنارس والہ آباد و بسیار اند و اللہ اعلم

بالصواب

سید نظام الدین ہجرت از سبزوار

و سید الاعظم سید نظام الدین حسن ابن سید ابو طالب حمزہ مذکور کہ از سبزوار بگردیز آمدہ، و سادات گردیزی از احفاد

او اند و مرقد انور ش ہمہ (گردیز) زیارت گاہ خلائق مشہور است و بہ خانقاہ سید حسن معروف و نسب سادات گردیزی کہ در آں

دیار اند بہ سید نظام الدین حسن ابن ابو طالب حمزہ می رسد بر رائے ارباب آراء مستند نماید کہ بیشتر ایں لقب "گردیزی" دریں

سلسلہ کہ در قرایائی ہندوستان ریاست سکونت دارند و بسادات نقوی و بسادات رضوی ہم مشہور اند، از ہمیں بزرگوار شہرت

گرفتہ۔

صحت نسب گردیزیان

و سادات موصوفین گردیزی از اولاد سید نظام الدین کہ در صحت و طیب نسب و حسب از قدوۃ خاندانیان والا شان ہند

اند و از اجلہ مشاہیر عالی درجات و از جملہ آنتیان اند کہ بقدوم میمنت لزوم خود ولایت ہندوستان را مشرف فرمودہ اند و

بسیار ے از تحریرات قدیمہ و تذکرجات پارینہ در مدح و ثنا و توثیق ایں دودمان والا ملو مشحون آمدہ بر چہ بنظر نامہ نگار (سید علی

نقی شاہ) در آمدہ و یادداشتی آں است کہ دریں مختصر گنجد۔

در لطائف اشرفی از میر سید اشرف جہانگیر سمنانی آوردہ کہ "چوں از امیر صدر جہاں از نسب بعضے سادات استفسار

کردہ شد اکثر سادات ہند را نجیب النسب میگفتہ اند و بعضے سادات را بسیار در صحت نسب ایشاں مبالغہ می کردہ اند از اں جملہ سادات

گردیز کہ در بعضے قرایائی ہند سکونت دارند و خط گرد ماثیو راز ایں دودمان اند۔"

عقب سید نظام الدین حسن

اما عقب سید نظام الدین، سید عیسیٰ الملقب "بالباقر" است ابن سید زین الدین مشہدی الگردیزی سبزواری ا
سلطان شاہ زین در بعضے زین العابدین آمش نوشتہ اند، سید شمس الدین سبزواری الگردیزی ثم الدھلوی کہ نقش اظہر من الشمس
است و شہاب الدین فرزندان حضرت شاہ زین الدین گردیزی سہروردی قدس اللہ اسرارہم۔

ورود ملتان از گردیز

از گردیز کہ مابین غزنی و کابل آباد است، بوقت چنگیز خان و بعد شہادت پدر بزرگوار خویش وارد ملتان شدند
بزرگوار خود یوسف بن خواجہ حسین جعفری دیباجی گردیزی معروف شاہ گردیز در ملتان بر حجرہ او شاں اقامت کردند۔

حال شاہ یوسف گردیز

وحال سید الاجل الکرم الاعظم ابو الفضل جمال الدین مخدوم محمد یوسف شاہ گردیز (یے امیر یکہ از خندہ گل ریز
برادر القب شاہ گردیز بود) پی، مخدوم شاہ ابوبکر علی بن مخدوم شاہ قسور کہ در عہد سلطان محمود غزنوی (997 تا 1630ء) کہ
گردیز منظور نمود، سلطان ممدوح کمال تعظیم و توقیرش کرد و قبورش در گردیز از مضافات غزنی است، او پسر سید محمد عبداللہ غزنوی
سید حسین الملقب سکان بن-----؟

ولادت شاہ یوسف در 450 ہجری در عہد سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود بن سلطان محمود (1058 تا 1098ء) در گردیز
ما آں جد امجد خود شاہ علی قسور در 499 ہجری بعہد سلطان علاؤ الدین بہرام شاہ ولد سلطان مسعود ثانی بن سلطان بہرام غزنوی
بر شیر سوار و مار در دست وارد ملتان شد 1117 تا 1182ء (یے والی سوار شیر کہ در دست مار کرد۔ مخدوم شاہ یوسف اینجا قرار
بر کنار دریا و در یاد حق مشغول شد، گویند کہ آبادی ملتان از ہماں عالم ست و پیش ازاں ویران بودہ۔

در دواز دہم ربیع الاول 531 ہجری روز چہار شنبہ یک بالشت روز بر آمدہ داعی اجل را لبیک گفتہ و الحال در
خانقاہ کار کاشی تراشی در محلہ شاہ گردیز است۔

خانقاہ کی عقبی دیوار میں جو کتبہ پیوست ہے اس میں یہ شعر درج ہے

یے شاہ یوسف تولدش میداں ۴۶۲ شاہ گردیز را وصال بخواں ۵۴۷ء۔ اس طرح موصوف کا سال ولادت
462 اور سال وفات 547 بنتا ہے لیکن خانقاہ کے اندر جو تختی ہے اس پر سن ولادت 450 تحریر ہے (مؤلف)

...وورد ہلی سادات گردیز

وبعد از رحلت حضرت شاہ گردیز ہردو برادر سید شمس الدین و شہاب الدین در عہد سلطان شمس الدین التمش غوری ...121 تا 1236ء) واز غلامان غوریہ وترک عالی نژاد واز بزرگ زادگان فراغنہ است، واہل سیر سرگشت سلطان را با قصہ، ...ضرت یوسف تشبیہ دادہ اند (شاید بچھڑے بھائی ہوں)۔

...امادی و وزارت

سید شمس الدین را خویش یعنی داماد خود ساختہ بر پائی وزارت رسانید راقم (مولانا علی نقی) بحوالہ معتبری گوش زد کردہ ...م کہ کاغذات واسناد میان عہد وزارت سید شمس الدین موصوف نزد سادات "اہل کالپی" موجود است و بہ مہر وزارت سید شمس ...الدین حزین و مسطور و ہم بعد ہم بگوش رسیدہ کہ در اولاد و احفاد آں مرحوم عہدہ وزارت باقی ماندہ است و پسرش سید چھجو جگ ...رت در عہد محمد عادل شاہ بادشاہ دہلی، بہ عہدہ وزارت ممتاز بود و من بعد ترک وزارت فرمودہ در کاغذات شجرات مندرج ...ست۔ واللہ اعلم حقیقت الحال

از ملاحظہ بعضے تحریرات لائح میشود کہ شمس الدین و شہاب الدین ہردو برادران ہمراہ علاؤ الدین غوری وارد ہند شدند، از جملہ مستورین اقوال دریں باب "قول جگا" (جگا نسبی کتب بھاٹ الحال در موضع کیونہ "راج الور" سکونت دارد) قابل قدر، ...ست کہ مورخ ونسابہ محاسن سادات دیار ہندوستان است و بذریعہ پوتھی قدیم (ڈائری) خود ہندی آوردہ کہ در 1152 بکرمی ...و بکرمی مطابق سن پانصد و چہاردہ ہجری از شہر گردیز کلاں سید شہاب الدین و سید شمس الدین و سید عظیم الدین و سید زین العابدین ہمراہ سلطان علاؤ الدین غوری از غزنی بہ ہندوستان حملہ آور شدند وایں ہرسہ برادران در فوج خود سردار دہ (10) ہزار ...بودند و دریں ہنگام علاؤ الدین غوری در قلعہ قیام نمودہ، سادات مندرجہ بالا در "مہرولی" جائیکہ الحال لاٹھہ (مینار) سنگ ما کردہ، ...راؤ مشہور اولاٹھہ بھات ساختہ راجہ اننگ پال است، اقامت کردند و حویلی و مسجد قلندری زرنگاری در آں جا بنا کردند۔

فتوحات

من بعد بحکم بادشاه موصوف بہمراہی خود برائے قلعہ جات و سرکوبی اقوام راجپوت مامور شدند، اول قلعہ "رن
فتح نمودند از "راجہ ہمیر" قلعہ مذکور را فرا گرفتند، بعدہ قلعہ "چتوڑ" را کہ محکم ترین قلعہ است از راجہ "چتر بھیج" بعد
جدال خالی کنانیدند و دخل خود ساختند۔

قیام ووفات

بعد از انفراغ تسخیر قلعہ جات مذکور در 1173 بکری مطابق پانصد وسی چہار (534) نبوی در دہلی تشریف
سید شمس الدین در دہلی ماندند و ہم در بخارحلت کرد۔

مرقد منور

مرقد منور در دہلی میرولی، خانقاہ خواجہ قطب الدین بالائے حوض شمسی نزد قبر بادشاہ شمس الدین غوری است
تذکرہ خودۃ و ردو اجنی است کہ "در وقت سلطان التمش دو برادر حالیقد از گردیز بہ دہلی آمدند میر شمس الدین کہ در میوات
اختیار کرد صاحب کمالات صوری و معنوی بود و زیارت گاہ ایشاں در خاص پلول است واولاد وا مجاد در موضع بہادر پور
موئنہ سکونت دارند، سادات باصفات است در اں صاحب اعتبار و اہل اقتدار اند۔ دیگر سید شہاب الدین کہ در مانک
مضافات الہ آباد اقامت گرفت، کامل و قابل و عظیم القدر و اہل باطن صاحب تصرف بود۔

راقم (مولانا علی نقی) میگوید کہ نیچ فیخ مرحوم والد سید لعل صاحب محمد قطبی ملفوظ نطیہ در باب مدفن و زیارت
سید شمس الدین در قصبہ پلول نقل کرد و پیش مضمون این قول بہ نقل داد ۔ بائی ثبوت نہ رسید پس بنابر اشتہر ہمیں است
مذکور شد کہ سید شمس الدین [illegible] سلطان شمس الدین التمش بادشاہ [illegible]
دہلی بہ حوض شمسی است [illegible]

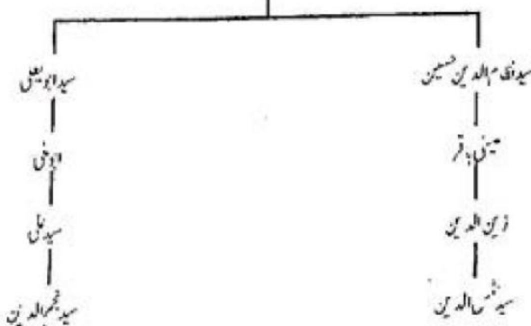
تحقیق برادر سوئی

نقل کردن "دیگا" در پوتھی خود نسبت برادر سوئی سید عظیم الدین نام خیر دین نقل شش نامہ نگار تحقیق نہ شدہ و نیز او اوچ مشہور است و بنا بر بعضے تحریرات کہ دیدہ شدہ آنکہ سید شمس الدین و شباب الدین برادر عینی سوئی ہم بودہ و سید نجم الدین نام کہ اولادش در نصیر آباد است، اما این شہرت کلی ندارد و محض بے اعتبار است۔

تحقیق شجرہ

زیرا کہ او نچو از کتب متعددہ مسلسل نسب نامہ جناب غفران مآب وغیرہ ثابت میشود انیست کہ سلسلہ سید نجم الدین موصوف سبزواری بہ چہار واسطہ بہ ابوطالب حمزہ منتہی میشود و ہم چنین سلسلہ انساب پدری سید شمس الدین گردیزی بہ چہار پشت علیحدہ بہ سید ممدوح ابوطالب حمزہ واصل میشود چنانچہ مذکور شد ہٰذا :

ابوطالب حمزہ



از تذکرہ [illegible] شیخ [illegible] مذکور گردیدہ و از مراۃ آفتاب نما و غیر مرقوم بودن برادران موصوفین سید شمس الدین و شباب الدین و آمدن ایشان از ولایت گردیز بہ ہندوستان لائق شہرت وہ نیست؛ دختر سلطان استادہ "راضیہ" کہ مادرش دختر سلطان قطب الدین ایبک بودہ فرزندان نامدار سید اعز الدین و سید عماد الدین از صلب جدی الامجد سید شمس الدین گردیزی در دہلی پیدا

شدند نظر کرامت خواجہ قطب الدین ہمیکی برایشاں دعا برکات فرمود "بی بی سارہ" خواہر شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک
چشتی خواہر رضائی خواجہ قطب الدین والہ کاملہ بودو مادر نظام الدین ابو المؤید غزنوی از اتحاد شمس العارفین غزنوی ا
شمس الدین بنظر شفقت ورحمت پرورش کردہ بمنزلہ فرزندان خود میداشت۔

حصول زمینداری

حصول زمینداری آوردہ اند کہ در 1266ء مطابق 627ہجری از سرکار بادشاہی موضع گوتپی، در جاگی
الدین و موضع "رام پور" کہ الحال آنرا "رسولپور" نام اند و "رتن پور" کہ نامش الحال "سلطان پور" بجاگیر سید علا
درآمدہ۔

مقالہ سوئم

تذکرہ ونسب اجداد سادات نقوی گردیزی

یہ مقالہ مولانا علی نقی سلطانپوری کے مقالہ دوئم سے ترجمہ ماخوذ ہے

مرتبہ بختیار عباس

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد میں چار صاحبزادے، امام حسن عسکری علیہ السلام، حسین، محمد، جعفر اور ایک صاحبزادی "علیہ"
بعض کے نزدیک پانچ صاحبزادے، حسن ابو زید، حسین، محمد، جعفر، ابراہیم، اور صاحبزادی کا نام عائشہ ہے۔

جعفر مرتضیٰ

امام زادہ حضرت جعفر مرتضیٰ، کنیت کے لحاظ سے ابی عبد اللہ ابوالکرین، ابوالحسین اور القاب کے اعتبار سے ذکی مرتضیٰ
خلیل اللہ، دعویٰ امامت کی بناء پر کذاب اور توبہ و عفو و تقصیر کی بناء پر تواب کہلاتے ہیں۔

والدہ گرامی جناب "حدف" خاندان عباسیہ سے تھیں اور انہی کے بطن سے امام زادہ حضرت محمد ہیں۔

دعویٰ امامت

دعویٰ امامت کے متعلق پوری بحث کتب میں مذکور ہے یہاں اسکے بیان کا محل نہیں آپ اسی کتاب میں مقالہ مولانا
شاہ سلطانپوری پڑھ چکے ہیں، میرے نزدیک اہلبیت اطہار میں کسی فرد پر معاذ اللہ اثنا عشر بہتان دشمنان اہلبیت کی اختراع ہے
نہیں سمجھتا کہ ایسا دعویٰ ان نفوس قدسیہ میں سے کوئی کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو یہ ایک "دلیل امامت" ہے کہ امام عصر علیہ السلام
حفاظت کے لئے ایک حقیقی چچا کی لاعلمی اور نرس وغیرہ کی وصولی ڈھال بن گئی۔

آپ 226 ہجری میں بمقام "سامرہ" پیدا ہوئے کتب صوفیہ میں آپ کے فضائل بے شمار مذکور ہیں آپ کے ایک
فرزند گرامی ہوئے جن کی بناء پر ابوالکرین کہلاتے ہیں اور بعض کے نزدیک ایک سو تیس فرزند جس کی وجہ سے ابوالبنین کنیت
بعض کی تحقیق کی بناء پر سولہ فرزند ہیں پانچ صفر 271ھ میں صرف پینتالیس سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔

مرقد منور "سر من رائے" میں ہے

پسران جعفر

کتب معتبرہ اور یکساں اقوال کے مطابق آپ کی نسل جو چلی ان سے ہے۔۔۔!

1-اسماعیل الطریف، 2-طاہر ابوالقاسم الاول، 3-علی ابوالحسن اشعر

4-ادریس 5-یحییٰ الصوفی 6-ہارون

والدہ ماجدہ سید طاہر ابوالقاسم اور علی ابوالحسن سادات عریضہ از اولاد حسین ابن علی عریضی ابن امام جعفر صادق علیہ السلام تھیں۔

1- نسل اسماعیل

اسماعیل کی نسل دو صاحبزادوں سے ہے 1-ناصر ابوالقعاد 2-محمد

سادات بھکر

اولاد سید محمد مکی ابن سید امیر محمد شجاع ابن سید ابراہیم بن سید قاسم بن سید زید بن سید جعفر حسین بن سید حمزہ بن سید ہارون بن سید محمد عقیل بن ابی عقیل بن سید ناصر بن سید اسماعیل بن جعفر مرتضیٰ۔

ان میں سے اکثر رابڑی، بالا دیہ، ملتان، لاہور و نواح سندھ و ٹھٹھہ میں ہیں اور سادات رضوی مشہور ہیں۔

2- نسل ہارون

ہارون کی اولاد سے سید علی بن ہارون ہیں ان کے دو بیٹے حسن و حسین ہیں ان کی اولاد "صیدا" ملک شام میں ہے۔

سادات امروہہ

اولاد سید شرف الدین شاہ ولایت بن سید علی بزرگ بن سید مرتضیٰ بن سید ابوالمعالی بن سید ابوالفرح صیداوی واسطی بن سید داؤد بن سید حسن بن سید علی بن ہارون سے ہیں۔

3- نسل یحییٰ الصوفی

ان کی اولاد سے سید ابوالفتح احمد بن محمد بن الحسن بن یحییٰ الصوفی ہیں، یہ نسابہ فاضل یگانہ، حافظ قرآن تھے اور ابن الحسن الرضوی کے نام سے مشہور تھے ان کی نسل ملک مصر میں ہے۔

4- نسل ادریس

ادریس بن جعفر مرتضیٰ کے صاحبزادے "قاسم" ہیں جو اولاد کثیر در کھتے ہیں، ان کی نسل "قواسم" کہلاتی ہے سادات جواسۃ الکتیبات، ابو بعدور اور سادات موجد بڑی تعداد میں ہیں گروہ در گروہ "حلہ" میں ہیں "بنی کعیب" "مشہد مقدس میں ہیں اور اولاد قاسم سے ہیں۔

5- نسل علی ابوالحسن

اولاد علی بن جعفر مرتضیٰ میں "بنی تازوک" ہیں جو محمد تازوک بہ لقب اشقر بن عبداللہ بن علی کی اولاد سے ہیں ابوالغنائم عبداللہ، یحییٰ وعلی وعیسیٰ پسران علی ابوالحسن ہیں، یہ نسل مقابر قریش میں بنی تازوک مشہور ہے۔

نسب سید جلال سرخ بخاری ومخدوم جہانیاں جہانگشت

سید جلال الدین حسین البخاری بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبداللہ بن علی ابوالحسن بن جعفر مرتضیٰ

آنجناب بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ تھے اور "اوچ" میں سکونت اختیار کی ان سے۔۔۔۔!

1- سید احمد کبیر 2- بہاء الدین، 3- سید محمد تین فرزند پیدا ہوئے سید احمد کبیر سے دو فرزند نامور پیدا ہوئے
1- سید جلال معروف مخدوم جہانیاں جہانگشت 2- سید صدر الدین معروف بہ راجو قتال

مخدوم جہانیاں نے اول شیخ رکن الدین نبیرہ شیخ بہاء الدین زکریا سے تربیت پائی اور "خرقہ" پیراں حاصل کیا بعد ازاں مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور اکثر مشائخ کی صحبت اختیار کی وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی

غرض سے متوجہ ہوئے تو وہ زیارت کا وقت نہ تھا وہاں کے خدام مانع ہوئے تو سید کو جلال آیا تو کہا "اسلام علیک یا جدی" میرا آنا پسند نہیں ؟ روضہ مبارک سے جواب آیا "علیک السلام یا ولدی" اے لوگوں خیال کرو میرا فرزند آیا ہے اور تم زیارت کو منع کرتے ہو خدام یہ سن کر تعظیم سے پیش آئے بعض بزرگان مدینہ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے مدینہ سے فارغ ہو کر آپ بخدمت حضرت علاء الحق علیہ الرحمۃ بنگال تشریف لے گئے اور وہاں برائے خاطر شیخ نور قطب عالم چند روز توقف فرمایا اور بعض نعمتیں حاصل کیں اور عمل "حی و قیوم" حاصل کیا آپ نے اوچ میں رحلت فرمائی آپ کا مقبرہ یہاں ہے۔

آپ کی اولاد بہت ہے، سید شمس و سید ماہ و سید صدر الدین و سید بدر الدین "سکھر و بھکر" میں مقبور میں و حضرت مخدوم شعبان الملۃ والدین سید شعبان کی قبر "بہونی" متصل اللہ آباد ہے۔

سادات بخاری غزنی، غور، کابل، لاہور، بنگال و دکھن (حیدر آباد) قنوج اوچ، میان دو آب (یو پی، سی پی انڈیا) پنجاب، دہلی، آگرہ آباد ہیں۔ سید لعل محمد قطبی نے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ملک در ملک صوبہ در صوبہ باقلیم ہندوستان میں سادات بخاری سے کوئی جگہ خالی نہیں اور مثل آفتاب یہ نسل روشن ہے۔ (فارسی مقالہ نقل رضا)

سادات شکار پور

سادات شکار پور، از نسل سید لطف اللہ الدین بن سید ابراہیم بن سید راجو بن سید عبداللہ بن سید قطب بن سید کبیر بن سید اسماعیل قطب بن سید محمود ناصر الدین بن سید جلال مخدوم جہانیاں سے ہیں۔

سادات بلوت

از اولاد سید محمد بن سید جلال الدین سرخ بخاری ہیں سید رضا نے اپنی تحقیق کی بناء پر لکھا ہے کہ سید مصطفیٰ بن سید بہاء الدین بن سید علی بن سید جلال الدین بخاری اوچ سے بلوت آئے

سادات اولانی

سید قلندر بن سید جمال بن سید بہاء الدین بن سید عبدالقادر کہ جو "سید اول" کے نام سے مشہور ہیں ان کی اولاد "سید اولانی" کہلاتی ہے۔

نسب سید وزیر الدین حسن نسابہ

مشہور نسابہ سید وزیر حسن کا نسب یہ ہے۔۔۔۔!

بن سید نثار علی بن سید محمد اسماعیل بن شاہ علم الدین بن علی کبیر بن فتح محمد بن علم الدین بن سید عمر بن سید مبارک بن سید حامد بن سید جیون بن سید بڑے، بن سید حامد بن سید عمر نو بہار بن قطب شہاب الدین بن سید محمود ناصر الدین حاجی بن مخدوم سید جلال جہانیاں۔

سادات اوچہ

سید علاؤ الدین بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال خورد مخدوم جہانیاں۔

سادات سیتاپور

سید شہاب الدین برادر سید علاؤ الدین، سادات قنوج شاہ حامد، سادات گجرات قطب برہان، سادات سہنہ قطب شیخ الاسلام، برادران سید علاؤ الدین کی اولاد سے ہیں قطب شاہ فضل اللہ اور ان کے پسران سید داؤد و سید محمود، سید علی و سید حسن اور سید نجم الدین کی اولاد سادات کھیتری متصل اور تجارہ میں آباد ہیں۔

سادات سرسادہ

سید ابراہیم بن سید محسن بن سید جلال بن سید محمود کی اولاد سے ہیں۔

سادات سہارن پور

سید شاہ عطاء اللہ برادر سید ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔

سادات شکوہ آباد

سید رکن الدین بن سید ابوالفتاح بن سید احمد بخاری بن سید جلال بن سید احمد بن سید احمد کبیر بن سید جلال سرخ بخاری کی

اولاد سے ہیں ۔ (تاریخ کرہ سید جواد حسین دہلوی ، مولانا علی نقی ، بحوالہ سرمائی مورضا)

سادات بخاری سلطانپور

اولاد سید مسعود بن سید عزالدین احمد بخاری بن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ان کا علم نہیں ☆)

(☆ سید مسعود کے اجداد کا علم نہ ہو سکا۔ سید شجاعت علی رسولپوری راولپنڈی
یا سید آل حسن یا ان کی اولاد سے میانوالی میں علم ہو سکتا ہے)

سید جلال الدین حسین بن سید علی بن سید جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبداللہ بن علی ابوالحسن بن جعفر مرتضیٰ بن امام علی نقی ۔

6-سید طاہر ابوالقاسم اول

غالباً سر من رائے یا عسکر میں قیام پذیر تھے سادات دیباجی اولاد ابوالقاسم دیباج ابن امام جعفر صادق علیہ السلام میں شادی ہوئی ، بغداد میں مدفون ہے آپ کے دو فرزند تھے 1-سید محمد المشہور بدالحقی 2-سید جعفر

سید محمد بغداد میں قیام پذیر تھے ، آپ بھی خاندان دیباجی میں شادی تھے

آپ کے دو پسر 1-سید ابو طالب حمزہ 2-طاہر ابوالقاسم الثانی تھے

سید ابو طالب حمزہ سادات زیدیہ اجداد سادات بہادر پور میں متزوج تھے سید طاہر ثانی کے پسر سید محمد الافاق اور ان کے فرزند سید ابوالقاسم ہیں سید ابو طالب حمزہ کے دو پسر 1-سید ابوالعلی محمد دلال الغفار 2-سید الاعظم نظام الدین حسن

سید ابو طالب حمزہ سبزوار میں امیر سبزوار تھے اور یہاں پر ہی دفن ہوئے۔

1-نسل سید ابوالعلی

غزنی میں کوتوال اور دیوان مملکت غزنی تھے ان کے پسر سید علی اور ان کے پسر سید نجم الدین سبزواری تھے۔

ہجرت

سید طاہر ابوالقاسم اور ان کے دونوں فرزند بغداد میں ہی قیام پذیر تھے سید ابو طالب حمزہ کو حکومت عباسیہ نے سبزوار کا امیر

مقرر کیا تھا چنانچہ یہ پورا خاندان سبزوار میں ہی آ بسا، ادھر دولت غزنویہ کو ہندوستان کو سرنگوں کرنے کے لئے بہادر اور اسلام کے فدائین کی ضرورت تھی دوسری طرف عباسی حکومت اہلبیت اطہار اور اس نسل کی بدترین دشمن تھی اس نے یا اجداد "عفنسی قبیلہ" کے حدود میں جو محب اہلبیت تھا ہجرت کر آئے بغداد سے سلطان محمود کی درخواست پر شاہ بھی قسور نے ہجرت کی سب نے گرد یز کی رہائش اختیار کی۔ ادھر سادات زیدیہ کے اجداد نے بھی سلطنت غزنی کو اپنا مستقر بنایا۔

سید نجم الدین سبزواری

ابن سید علی بن ابواعلی بن ابویعلیٰ محمد سبزوار سے محمود غزنوی کی درخواست پر غزنی میں 1004 میں امیر لشکر کا عہدہ حاصل کر کے وسط ہند پر سالار مسعود غازی کی مدد کے لئے حملہ آور ہوئے، شجاعت دشمنانہ اور حملہ ہائے تہورانہ سے "قلعہ او جانگر" فتح کیا جہاں سالار مسعود غازی عیش و عشرت میں مصروف تھا اور قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ آپ نے اس جگہ کو پسند فرما کر "جائے عیش" نام رکھا جو آج "جائس" کے نام سے مشہور ہے آپ کے تین فرزند بھی تھے اپنا نجی کام سید شرف الدین کے سپرد کیا اور سید نصر اللہ پسر کو چک کو لے کر قوم کفار سے جہاد میں مصروف ہو گئے دلاوری و شجاعت کے ساتھ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ بنارس میں آپ کا روضہ ہے۔

سادات بدایوں

سید نصر اللہ بن سید نجم الدین کی اولاد سے ہیں، چنانچہ میر غلام علی اولیا، بدایونی اور کثیر سادات بدایون یہاں آباد ہیں جو آپ تک اپنا نسب پہنچاتے ہیں۔ اور پسر بزرگ تر سید ابراہیم بحکم پدر سمت دہلی روانہ ہوئے۔ تذکرات سادات میں ہے کہ سید السادات کہ سید نصیر الدین و سید شرف الدین اتقیا زمانہ سے تھے ان کی نسل سادات نجیب ہے اور نصیر آباد، بریلی اور نواح بنارس والہ آباد میں کثیر تعداد میں ہیں۔

نسب غفران مآب مولانا دلدار علی علیہ الرحمۃ نسب سید العلماء سید محمد

بن معین الدین بن عبد الہادی بن سید ابراہیم سید طالب بن سید مصطفیٰ بن سید محمود بن سید ابراہیم بن سید جلال الدین بن سید زکریا بن سید خضر بن سید تاج الدین بن سید نصیر الدین بن سید علیم الدین بن سید علم الدین بن سید شرف الدین اشرف الملک بن سید نجم الدین سبزواری بن سید علی بن ابوعلی بن ابواعلی دلال الفقارین سید ابو طالب حمزہ بن سید محمد بداکحی بن سید طاہر ابو القاسم الاول۔

آپ کے والد محترم سید معین الدین بہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ کے فرزند سید العلماء سید محمد قبلہ علیہ الرحمۃ ہیں پیدائش سے قبل مجسمہ علم وکمال باپ (جناب غفران مآب) نے خواب میں حضرت حجت عجل اللہ ظہورہ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ "اس مولود کی تربیت مجھ سے متعلق ہے" قبلہ وکعبہ فرمایا کرتے تھے "انا الفخر واقول ان صاحب زمانی والحجۃ المنتظر ربانی قد تکفل لحفائی ودریاتی" (احسن القصص) سید العلماء کا وطن نصیرآباد ضلع رائے بریلی ہے بقول سادات کی یہ بستی پورے ضلع میں پھیلی ہوئی ہے اس نسل میں علوم شرقیہ کے ماہر بڑی تعداد میں گزرے ہیں رائے بریلی نصیرآباد، جائس، سیلون، مصطفیٰ آباد، سولپورہ، مانک پور، میں اس نسل نے اقتدار حاصل کیا شاہان مغلیہ کے زمانے میں تین سو سال اہل علم تحصیل سلون کے قریب "سانڈا سیدان" میں آباد میں تھے۔

علامہ محمد حسن نجفی مجتہد اعظم عراق متوفی 1262، صاحب جواہر الکلام مفتی محمد عباس شوستری، سید العلماء کے مداحوں سے تھے فنون جنگ کے ماہر اور شجاع تھے۔ علم کلام، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، حرف، نحو، بیان، بدیع عروض وقافیہ، منطق، ادب، ریاضی، ہندسہ، ہیئت کے ماہر تھے ایک مرتبہ جناب غفرآن مآب کے ولیمہ کی مجلس میں مرزا دبیر نے ایک مرثیہ مثل خطبہ پڑھا اس پر تمام عمر فخر کرتے تھے کہ میں نے اپنا کلام علماء العلام کے روبرو پڑھا (غلام حسین کنتوری) ابوالمظفر ثریا جاہ امجد علی شاہ تخت پر متمکن ہوئے ہوئے تو ان کے دماغ نے سوچا کہ تخت سلطنت (آگرہ واودھ) سلطان العلماء کے سپرد کر دیا جائے خدمت میں آکر عرض کیا کہ سزاوار حکومت مجتہد ہے ہم اس منصب سے ہٹتے ہیں قبلہ وکعبہ نے اپنے دست مبارک سے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور عہد و پیمان لیا کہ حکومت فقہ جعفریہ کے نظام الٰہی پر ہو اب بادشاہ ان کے مقرر کردہ نائب کی حیثیت میں فرائض سرانجام دینے لگے خطوط غالب میں بار بار مجتہد العصر والزمان کا تذکرہ ہے اس سے مراد سید العلماء ہیں۔

بہادر شاہ ظفر نے شاہزادہ مرزا احمد حیدر شکوہ اور مرزا نور الدین بہادر کے ذریعے ایک عریضہ اور علم مبارک بھیجا، جس میں اظہار تبدیلی مذہب اور علم درگاہ حضرت عباس علیہ السلام میں نصب کرنے کی استدعا کی !

خط بہادر شاہ ظفر

"افضل العلماء فقیہ الفقہاء سید السادات مومنین ومومنات مجتہد العصر والزمان دام برکاۃ"

بحمد اللہ والمنہ کہ محبت وولایت اہل بیت بدل اختیار کردم وکل اعدائے علی بن ابی طالب علیہ السلام را قطعی تبرا نمودم وتعمیر امام بازہ شروع کردیدہ واست بعد تمامش مجالس تعزیت امام سید الشہداء علیہ التحیۃ وثنا مذہب مزین خواہد پذیرفت اصلی منتظمی والا تمام من اللہ مفصل مدارج دینیہ واقع ام بزبان برخوردار والا نسب سعادت اطوار مرزا احمد حیدر شکوہ بہادر کہ در یں خصوصی رازدار است، دریافت خواہد

بہادر شاہ ظفر

قبلہ و کعبہ نے خدا پڑھ کر بیت انشاء سلطانی میں مصاحب الدولہ کو روبکار بھیجا مصاحب الدولہ نے اہتمام جلوس کیا جس میں قبلہ و کعبہ بہ نفس نفیس اعلا شہر اور مرزا حیدر شکوہ اور مرزا انور الدین بہادر درگاہ حضرت عباسؑ تشریف لے گئے اور خود علم نصب فرما کر بہادر شاہ ظفر کی نظم پڑھی، 1857ء میں سلطان العلماء اگرچہ نصیر آباد چلے گئے تھے مگر کشت و خوں کے دن شریعت کدہ پر موجود رہے جس وقت انگریزی فوج سنگین لئے ہوئے داخل ہوئی تو شہدی سکھوں کا حصہ کسی غیبی طاقت سے بھڑک اٹھا اور گورے اس عذاب الٰہی کا مقابلہ نہ کر سکے اور راہ فرار اختیار کی۔

عہد سلطان عالم میں ارض پاک نینوا سے "خاک تربت" کی ضریح آئی تو وہ دور تھا جب غالب لکھنؤ آئے ہوئے تھے انہوں نے ایک مثنوی لکھی جو "کلیات غالب" مطبع نولکشور لکھنؤ 1297ھ صفحہ 322 پر موجود ہے۔

بعد غدر 1857ء جب یہ مسئلہ مشہور ہوا کہ مذہب امامیہ میں غیبت امام میں جہاد جائز نہیں تو ایک پادری رضوان صاحب کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ مسلمانوں میں جہاد کا بڑا رواج ہے جناب نے فرمایا "غیبت امام میں جہاد کہاں" اس نے کہا اچھا بعد ظہور تو آپ ہم پر جہاد کریں گے جناب نے فرمایا "ظہور امام کے ساتھ ظہور حضرت عیسیٰ بھی ہوگا" آپ کو کیا فکر ہے ہمیں مطیع سمجھئے اور خاطر جمع رکھئے جو ہمیں فرمائیں گے اسی پر عمل ہوگا۔

1284ھ میں لکھنؤ میں ہیضہ پھوٹ پڑا سید العلماء بائیس ربیع الاول 1284ھ مطابق پچیس جولائی 1867 دس بجے رات آفتاب اجتہاد ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

مولانا سید حامد حسین صاحب قبلہ سید العلماء کے شاگرد تھے غفران مآب نے سہم امام سے کچھ رقم مفتی سید محمد علی کو دی تھی جس سے خرید کردہ کتب آگے چل کر خزانہ عامرہ کی شکل اختیار کر گیا اور در حقیقت کتب خانہ اور "طبقات الانوار" کی تکمیل مولانا سید ناصر حسین (ناصر الملۃ) کے ہاتھ سے ہوئی یہ کتب خانہ "ناصریہ" کے نام سے مشہور ہوا مولانا حامد حسین 18 صفر 1306ھ کو فوت ہوئے امام بارگاہ غفران مآب میں دفن ہوئے۔

حجۃ الاسلام سید ابو القاسم قمی نے سلطان العلماء سے اجازت حاصل کر کے لاہور میں اقامت اختیار کی اور پنجاب میں وہ اہم خدمات سرانجام دیں جس سے بچہ بچہ واقف ہے تفسیر لوامع التنزیل اہم تصنیف ہے جو ان کے چشم و چراغ مولانا سید علی حائری

(استاد علامہ اقبال) نے مکمل کی سید ابو القاسم قمی کے شاگردوں میں مولانا حشمت علی، مولانا مومن علی، مولوی چراغ شاہ، مولوی محمد علی، مولوی سید محمد شاہ سلطانپوری، مولانا علی نقی شاہ سلطانپوری، منشی عبد الصمد، حافظ عبد الوہاب، مشہور ہیں، سلطان العلماء کا فوٹو ملکہ وکٹوریہ کی فرمائش پر لندن میوزیم میں رکھا گیا۔ چالیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ (تاریخ سلطان العلماء، سرمائی، رضا، مولانا علی نقی شاہ)

قبلہ ناصر الملۃ ناصر حسین مجتہد اعظم، مولانا امانت حسین رسولپوری کے خالہ زاد بھائی تھے، رسولپور میں مولانا امانت حسین کی دختران کی شادی میں آپ کو مدعو کیا گیا قبلہ بذریعہ ریل بلول سٹیشن پر اترے جہاں سادات عظام اور قانیاں بلول اور سرکردہ اہل اسلام نے آپ کا استقبال کیا۔ اور پالکی میں خود کندھا دیکر رسولپور لے آئے جہاں قبلہ نے سید عبد الوہاب کی حویلی میں قیام فرمایا قبلہ کی شہرت اور علو مرتبت کی خاطر پنہ بلوچ کی انگریز زمیندار ملاقات کے لئے آئی اور قبلہ سے وہی سوال کیا جو ایک پادری نے سید العلماء قبلہ سید محمد سے کیا تھا موصوف نے بھی وہی جواب دیا۔ (تاریخ سید العلماء)

2- نسل سید نظام الدین

سید نظام الدین حسن سبزوار سے گردیز تشریف لائے آپ سلطان محمود (997ء تا 1030ء) کے اصحاب اور دولت غزنویہ کے امرائے سلطنت سے تھے اور سالار مسعود سالار اور سید نجم الدین کے ہمراہ قلعہ او جانگر اور کفار سے جہاد میں مصروف رہے تمام حملوں میں جو ہندوستان پر کئے گئے آپ کی نگرانی اور معیت میں اختتام پذیر ہوئے۔ "سومنات" پر حملے کی کمان آپ ہی کے ہاتھ میں تھی اور مندر کی تباہی سید موصوف کے سپرد کردی، موصوف خواجہ حسینی چشتی ابن سید احمد ابدال متوفی 411ھ کی مصاحبت رکھتے تھے مرقد منور "خانقاہ سید حسن" کے نام سے گردیز میں زیارت گاہ خلائق ہے موصوف کی زوجہ محترمہ والدہ سید عیسیٰ باقر قبیلہ دیادہ گردیز سے تھیں اور قبیلہ گردیز کے ساتھ ہی آپ کی رہائش تھی۔

صحت نسب

سادات گردیزی کہ از اولاد سید نظام الدین، که در صحت وطیب حسب ونسب از قدرۃ خاندانہائی سادات والا شان ہند اند از اجلہ مشاہیر عالی درجات اولو العزمہ ہستاں اند که بشرف قدوم میمنت لزوم خود ولایت ہند را مشرف فرمودند و بسیاری از تحریرات قدیمہ و تذکرہ جات پارینہ اوصاف و آثار و توثیق ایں دودمان والا مملوء و مشحون اند۔ بر چہ نظر نامہ نگار رسیدہ ومزید دانی است که درین مختصر گنجا

در لطائف اشرفی از میر سید اشرف جہانگیر سمنانی آوردہ کہ چون از امیر صدر جہاں از نسب بعضے سادات استفسار کردہ باشد اکثر سادات ہندرا مجہول النسب میگفتہ اند، از اں جملہ سادات گردیز کہ در بعضے قرابای، ہند سکونت دارند در خط کرد ماظہار از یں دو مان اند۔

(مولانا علی نقی شاہ)

موصوف کے صاحبزادے سید عیسیٰ الملقب بالباقر تھے جو اپنے علم وفضل کے سبب عالم ربانی مشہور ہیں ان کے فرزند ارجمند سید زین الدین عرف سلطان شاہ زین ہیں بعض نے آپ کا اسم گرامی زین العابدین لکھا ہے

ہجرت از گردیز

تمام اقوال اور تحقیق کے مطابق جو میری نظر سے گزرے ہیں چنگیز خان کے حملہ غزنی 615ھ مطابق 1221ء میں سید زین الدین نے جام شہادت نوش فرمایا اس ہنگام میں آپ کے فرزندان سید شمس الدین و شہاب الدین نے گردیز سے ہجرت فرمائی اور ملتان میں اپنے ماموں شاہ گردیز یوسف کے پاس قیام فرمایا۔ (مولانا علی نقی)

تمام محققین اس پر متفق ہیں کہ حضرت شاہ یوسف گردیز آپ کے ماموں ہیں لیکن جیسا کہ آپ نے فارسی مقالوں میں پڑھا حضرت شاہ یوسف کا زمانہ ملتان 499ھ تا 531ھ ہے اور ایک قول کے مطابق آپ قطب الدین ایبک کے زمانہ 588 تا 607ھ میں گردیز سے ملتان تشریف لائے، پہلے قول کے مطابق زیادہ صحیح یہ ہے کہ آپ کا وجود شہاب الدین غوری کے زمانہ میں معلوم ہوتا ہے اور ان ہر دو بزرگان کے ماموں "شاہ یوسف ثانی" ہیں۔

ہجرت از ملتان

بعد وفات حضرت شاہ گردیز یوسف علیہ الرحمۃ ملتان سے ہجرت کی اور دہلی وارد ہوئے یہ زمان سلطان شمس الدین التمش (607 تا 633ھ بمطابق 1211ء تا 1236ء) کا ہے مطابق محبوب علی دہلوی دونوں بھائی 586ھ مطابق 1191ء دہلی آئے اس قول کو سید پرورش علی وہنوی نے نقل کیا ہے۔

علاؤ الدین و شہاب الدین، قطب الدین ایبک، شمس الدین التمش خاندان غوران کے مانوس نہ تھے سید نور الدین مبارک غوری، سید مسعود واسطی، سید ابو القاسم واسطی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے ہمدردان و مونس و یار کا جو دہلی میں تھا اور یہ

تمام اجداد ایک ہی جگہ پر قیام پذیر تھے۔

''میں نے کہ تاریخ فیروز شاہی کا ہوں ثقہ اور معمر لوگوں سے سنا ہے کہ بلبن کے زمانہ (1266 تا 1286ء) میں کچھ لوگ عہد شمسی (التمش) کے بزرگوں میں سے زندہ تھے۔ چنانچہ بلبن کا عہد ان بزرگوں کی بدولت آراستہ اور کلی طور پر قابل افتخار تھا۔ سادات میں جو اس امت کے بزرگوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں بدایون کے قاضیوں کے جد اعلیٰ و قطب الدین شیخ الاسلام شہر و سید مبارک کے بیٹے سید منتخب الدین اور سید جلال، سید عزیز اور سید معین الدین سامانہ۔ سادات گردیز جو سید مجھو (بدرالدین علی) کے اجداد ہیں سادات بیانہ و سادات بدایوں اور اسی طرح کے دوسرے سادات کے خاندان جو چنگیز خان ملعون کے حملوں کے باعث یہاں آ گئے تھے ان میں سے ہر ایک صحیح النسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے بے مثل، انتہائی دیندار اور متقی تھا۔ اور وہ عہد جس میں ایسے بزرگ زندہ موجود ہوں ''خیر الاثار'' کیوں نہ ہوگا''۔ (تاریخ فرشتہ)

سید شمس الدین گردیزی

سلطان شمس الدین التمش نے اپنی صاحبزادی ''راضیہ بیگم'' کا عقد سید شمس الدین گردیزی سے کر دیا، راضیہ بیگم کی والدہ قطب الدین ایبک کی دختر تھیں اور تاج الدین یلدوز کی نواسی تھیں خواجہ قطب الدین کعکی رحمۃ اللہ علیہ اور سید نور الدین مبارک شیخ الاسلام نے عقد پڑھایا، عین حیات خواجہ میں صاحب اولاد ہوئے حوض شمسی اور مسجد اولیاء کی بناء میں شامل رہے دوسری روایت ہے کہ ''راضیہ بیگم'' سلطان رکن الدین فیروز (1236ء) کی دختر تھیں (مولانا علی تقی تاریخ کڑہ، تاریخ سادات میوات، پرورش علی موہنوی)

یہ روایت بھی ہے کہ پہلا عقد دختر التمش سے ہوا جو لاولد فوت ہوئیں اور دوسرا سلطان رکن الدین فیروز کی دختر سے جو صاحب اولاد ہوئیں۔ (فرشتہ نے لکھا ہے کہ حاجی مولا نے ''سید سلطان'' کو جو ماں کی طرف سے التمش کی اولاد تھا 699ھ میں علاؤ الدین خلجی کی جگہ تخت پر بٹھایا)

فتوحات

مولانا علی تقی قول ''بکا'' نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سید شمس الدین، شہاب الدین، سید الاعظم عظیم الدین تینوں بھائی تین دس دس ہزار فوج کے سردار تھے۔ اس وقت ان حضرات نے ''میوات'' جہاں [illegible]

قیام کیا اور حویلی و مسجد قلندری تیار کی۔ التمش نے راجپوتوں کی سرکوبی کے لئے انہیں معمور کیا اول قلعہ رنتھمبور ولیہ نمبر سے 623 مطابق 1226 فتح کیا 631 میں قلعہ "چتوڑ" کہ مضبوط ترین قلعہ تھا بعد چرمورچ سے بعد جنگ عظیم فتح کیا اور مالوہ واجین پر قبضہ کرلیا۔

وزارت

مولانا علی نقی شاہ فرماتے ہیں کہ التمش نے اپنی دختر دی اور وزارت تک پہنچایا اور کاغذات و اسناد وزارت سید شمس الدین اہل "کالپی" کے پاس موجود ہیں۔

وفات

سید احمد شمس الدین دہلی کبیر فیاث پور میں رہے اور وفات بمقام مہرولی ہوئی قریب حوض شمسی مزار قطب الدین کعکی مدفون ہیں "شیخ احمد" تذکرہ مبالغہ خود آوردہ است کہ در وقت سلطان التمش دو برادر عالیقدر راہ گردیز بہ دہلی آمدند، میر شمس الدین در میوات سکونت اختیار کرد صاحب کمالات صوری و معنوی بودہ زیارت گاہ ایشاں در خاص پلول است و اولاد امجاد در موضع بہادر پور بھوکر و موضع سکونت دارد و سادات با صفات است در آں صاحب اقتدار اند، و دیگر سید شہاب الدین کہ در مانکپور من مضافات الہ آباد اقامت گرفت کامل و قابل و عظیم القدر و اہل باطن صاحب تصرف بود۔ راقم (مولانا علی نقی) میگوئم" کہ آنچہ شیخ مرحوم بحوالہ سند سید لعل صاحب محمد قطبی در بابر مدفن و زیارت گاہ جد نا سید شمس الدین در خاص پلول نقل کردہ پس و ضوع ایں قول در یں نقل واحد بہ پائی ثبوت نہ رسید"

اولاد

پس از دختر سلطان (التمش) استادہ "رافیہ" کہ مادرش دختر سلطان قطب الدین ایبک بود، دو فرزندان نامدار:

1- سید اعزاز الدین 2- سید عماد الدین، از صلب جدی الامجد سید شمس الدین در دہلی پیدا شدند، و نظر کرامت خواجہ قطب الدین کعکی بر ایشاں افتاد و در حق ایشاں دعا برکات فرمود، و بی بی "سارہ" خواہر شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک زیدی غزنوی کہ خواہر رضائی خواجہ قطب الدین دولہ کاملہ بود و مادر نظام الدین ابو المعید غزنوی از احفاد شمس العارفین غزنوی است پسران سید شمس الدین را

بنظر شفقت ورحمت پرورش کردہ بہ منزلہ فرزندان خود میداشت۔ (مولانا علی نقی)

حصول جاگیر

(637ھ) مطابق 1220ء میں التمش نے سید اعزاز الدین کو "موچی" اور سید عماد الدین کو "رام پور اور رتن پور" جنہیں اب رسولپور اور سلطانپور کہا جاتا ہے اس وقت ان کی حدود میں سڑک اعظم بمقام پلول سے جانب جنوب دریائے جمنا تک کا علاقہ اور "برن" کا علاقہ جو دریائے جمنا کے پار ضلع بلند شہر اور کچھ علی گڑھ کا علاقہ تھا، دیا تھا۔ دونوں بھائی امرائے سلطنت غوری تھے اور دونوں سید نور الدین مبارک غزنوی کے داماد تھے۔

1- سید اعزاز الدین

سید اعزاز الدین کو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد میں بدایوں کا حاکم مقرر کیا گیا۔ رضیہ سلطانہ کے عہد میں لاہور کا حاکم بنایا گیا 637ھ میں لاہور کے ساتھ ملتان کی بھی حکومت ان کے سپرد کردی گئی ناصر الدین محمود بن التمش کے عہد حکومت میں صوبہ ناگور اور اوچھ کے امیر مقرر کئے گئے 667ھ میں فوت ہوئے تھے۔

2- سید عماد الدین

ناصر الدین محمود کے عہد حکومت میں سپہ سالار اعظم کے خطاب سے سرفراز ہوئے 658ھ میں جب ہلاکو خاں کا ایلچی دربار دہلی میں پہنچا تو انہوں نے پچاس ہزار گھوڑے اور دو لاکھ سپاہی اور دو ہزار ہاتھی ایلچی کے استقبال کے لئے بھیجے ایلچی نے یہ شان و شوکت دیکھ کر ہلاکو خان کو ہندوستان پر حملہ کرنے سے روکا۔

دونوں بھائیوں کی قبریں احاطہ مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں ہیں۔

عقب اول/سادات بھونکر

سید اعزاز الدین کے صاحبزادے سید معز الدین بختر سید عماد الدین سے شروع ہوئے ان کے پسر سید نصیر الدین کی

شادی بی بی نیدہ (؟) دختر سید شیخو تیف ہوت سے ہوئی ان کے بطن سے سید بہاء الدین مدنی الحرمین الشریفین پیدا ہوئے جو تقویٰ کے اعتبار سے فخر خاندان گردیزیاں ہیں اولیا۔ کبار سے ہیں دختر سید علی مسعود ملتانپور سے شادی ہوئی جن کے بطن سے سات لڑکے پیدا ہوئے دو صاحبزادے لاولد فوت ہوئے، پانچ سے اولاد ہے

1- سید قطب الدین جنکی نسل سے محلّہ قطب واڑہ ہے۔

2- سید یوسف جنکی اولاد سے محلّہ یوسف واڑہ ہے۔

3- سید محمد عرف سید باقر 4- سید تاج الدین 5- سید علاؤ الدین جنکی اولاد محلّہ علاؤ الدین میں آباد ہے۔

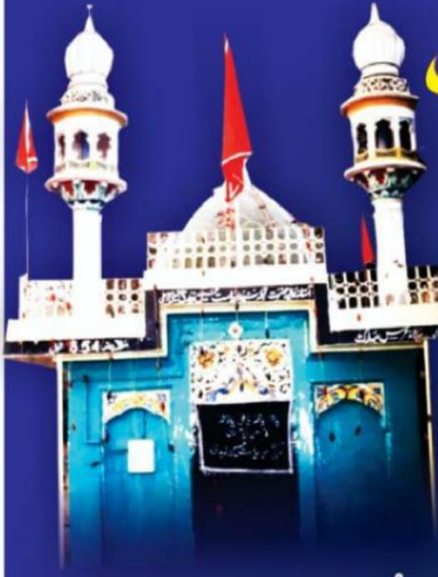
ایک صاحبزادی تھیں جو سید جلال الدین زیدی چنگوزی کی زوجہ محترمہ تھیں ان کے بطن سے سید حسن اور سید علاؤ الدین دو فرزند پیدا ہوئے۔

سید بہاء الدین کا قیام "اندور" میں تھا سید معین الدین کے انتقال 800ھ کے بعد جب یہ خاندان رو بہ زوال ہوا تو سرزمین میوات سے ہجرت کی خانزادہ بابی کوٹ قاسم نے اولاد سید بہاء الدین گردیزی کو "بھوکر" میں جگہ دی۔

قبر سید بہاء الدین موضع سرہٹہ قریب تیجارہ میں واقع ہے۔ سید رضا حسین نے سادات بھوکر کا پورا شجرہ نسب اپنے "سرمایۂ رضا" میں نقل کیا تھا لیکن وہ دستبرد زمانہ سے اوراق پریشاں بن گیا اسلئے میں اس کے لکھنے سے معذور ہوں سید رضا حسین نے لکھا تھا کہ سادات بھوکر انقلابات زمانہ اور تلاش معاش میں کافی منتشر ہو گئے تھے منجملہ سات گھر خاص نوح (ضلع گوڑگانوہ) میں آباد ہو گئے تھے ڈیرہ غازی خان شہر میں اتفاقاً ڈاکٹر سید ارشاد نوحی ایم بی بی ایس اور ان کے والد بزرگوار سے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنا شجرہ نسب مجھے دکھایا اور فرمایا کہ 1947ء میں وسولپور میں مدرس تھا۔ اور یہ شجرہ میں نے منشی میر علی سے نقل کیا یہ گھرانہ سادات بھوکر سے ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے والد نے مجھے فرمایا کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی شیعہ گھرانے میں کی ہے اور آپ گواہ رہیں میں مذہباً شیعہ ہوں میری تجہیز و تکفین شیعہ طریقے سے کی جائے یہ بات میں نے ان کے صاحبزادے ڈاکٹر ارشاد کو بتادی۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب کے خیالات دوسرے مسلک سے معلوم ہوئے۔ خیرپور میں سادات بھوکر کافی تعداد میں آباد ہیں ان حضرات کے پاس بھی میں نے شجرہ نسب دیکھا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ یہ خدمت سرانجام دیں سید رضا حسین نے بھی سرمایۂ رضا میں سادات بھوکر کا شجرہ لکھا تھا مگر وہ نامکمل تھا۔ اس لئے میں نے چھوڑ دیا۔ اب سید مرتضیٰ حسین نے سادات بھوکر کا شجرہ طبع کرایا ہے جس میں میرا مقالہ سوم شامل ہے۔

یا حجتہ القائم علیہ السلام ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات
السید علاؤ الدین رسولدار رحمتہ اللہ
زیدی الحُسینی مدینہ السادات اوچ شریف





نظرِ کرم
سخی السید مروت حُسین زیدی صاحب الحُسینی رسولدار

مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان
خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

منجانب
السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حُسین زیدی رحمتہ اللہ الحسینی رسولدار

محلہ علی پور پاکپتن شریف
وٹس ایپ نمبر 03007579114

عقب دوم سید عماد الدین

سید شمس الدین کے صلب سے اور دختر سید نور الدین مبارک غزنوی سادات پنگوڑ کے بطن سے سید بدر الدین علی تولد ہوئے یہ جگ جوت، شمع عالم کے لقب سے مشہور ہیں، بوقت پیدائش سید عماد الدین نے یہ شعر موزوں کئے۔

پدر بدر دین گفت سید عماد — کہ مادر و ولد پاک در جگ نہاد
گفت اہل دانش کہ دنیا و دیں — رسد مردماں را بہ وا افرازیں
چوں بیروں نمودند در جہاج تن — نفری، بگفت آفریں یا انجمن

ان کے نام کے ساتھ ہر جگہ قدس سرہ اور ولی کامل لکھا ہے چنانچہ ایک مداح نے ان کی شان میں لکھا ہے "ولی پت کو بھا تیو سید جمو جگ جوت"

سید عبداللہ فرزند شیخ الاسلام نور الدین مبارک چونکہ سید جمو کے ماموں تھے اس نسبت سے کہنے والے نے یہ مصرعہ موزوں کیا اور جہاج کی مناسبت سے سید عماد کے اشعار ہیں "جگت بھاٹ"

میر جولا

بزرگوں سے سنا گیا ہے کہ سید عماد کے اولاد نہ ہوتی تھی جولا میراثی کی دعا سے سید جمو تولد ہوئے اس روز میر جولا کو سید عماد الدین نے اعزاز و اکرام سے نوازا میر جولا کا جب انتقال ہوا تو سید جمو کو وصیت کی کہ جس وقت اپنے بزرگوں کی فاتحہ خوانی کرو میری بھی فاتحہ ہو چنانچہ اس وقت سے تا ایندم میر جولا کی فاتحہ ہمراہ بزرگان ہوتی ہے۔ غالباً سید جمو کی عرفیت میر جولا کے اس لفظ "جہاج" استعمال کرنے پر مشہور ہوئی۔ تاریخ برنی میں آپ اور آپ کے اجداد کا معمولی سا تذکرہ ہے جس سے آپ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

سید جمو گردیزی کی شادی خواجہ احمد تمامی ابن خواجہ قطب الدین کعکی کی صاحبزادی سے ہوئی اس کا اسم گرامی "تقیہ" تھا ان کے بطن سے:

سید بڑے تاج الدین و سید قطب الدین و بی بی جیوند النساء پیدا ہوئے بی بی جیوند النساء والدہ سید بہاء الدین در سادات بھوکر تھیں۔ (تاریخ سادات میوات مولوی محبوب علی میں سید بڑے تاج الدین کا نام کبیر محمد لکھا ہے جب کہ رضا حسین، مولانا علی تقی، پرورش علی، رضوی سید احسان حسین بھوکری اور دیگر انساب میں سید بڑے تاج الدین لکھا ہے)

سید تاج الدین گردیزی علاؤ الدین خلجی (1317ء تا1319ء) کے عہد حکومت میں مدتوں اودھ اور بدایوں کے قاضی رہے، سخاوت، علم و فضل، حلم و بردباری، اور دیگر کمالات انسانی میں بے نظیر نزدیک و دور مشہور تھے "حجت پانسہار" زباں زد خلائق و فتح کرنے والے کوٹھی مار واڑ مشہور ہیں۔

سید تاج الدین کی شادی خاندان سید مبارک غزنوی میں ہی ہوئی ان کے بطن سے 1۔ سید معین الدین، 2۔ سید عز الدین، 3۔ سید سلطان متولد ہوئے۔

سید معین الدین گردیزی

سلطنت دہلی میں سپہ سالار تھے۔ جلال خان خانزادہ ابن احمد خان ابن ملک فیروز ابن نابر خان (نابر سنگھ) شاہ دہلی کی طرف سے صوبہ میوات کا حاکم تھا رانا ایندور جو ہندو تھا اور جلال خان کا بھائی تھا۔ دونوں بھائیوں میں دشمنی پیدا ہوئی اور نوبت جنگ تک پہنچی۔ جلال خان نے دربار دہلی میں شاہ کو صورتحال سے آگاہ کیا شاہ نے سید معین الدین سپہ سالار کو رانا ایندور کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ سید موصوف نے رانا ایندور کو شکست دے کر بادشاہ کے حکم سے چند پرگنہ (تحصیل) جات علیحدہ کر کے جلال خان کو ان کا حاکم بنا دیا اور باقی پرگنہ جات صوبہ میوات میں شامل کر لئے شاہ نے سید موصوف کو صوبہ میوات کا امیر مقرر کر دیا اور "سالار غازی" کے خطاب سے سرفراز کیا۔ (بمطابق تاریخ سادات میوات)

سمت 1374 بکرمی میں قلعہ آنیر جے پور فتح کیا۔

"سید معین الدین سرسوز کہ مرد فوج کش بود، قلعہ انبیر فتح کرد و دروازۂ آنرا در ایندور چسپانید و مقبرہ او در میوات واقع است، او است باعتبار ثروت و وجاہت فخر خاندان گردیزیان است، باعتبار دینداری سید بہاء الدین حاجی حرمین فخر خاندان بودہ"

سید معین الدین نے تا حیات ایندور میں ہی قیام کیا "قوم میو" جو ضلع گوڑگانواں میں تحصیل نوح، فیروز پور، ریاست الور، و بھرت پور میں پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے قیام ایندور کی بدولت مسلمان ہوئی اور قوم خانزادہ بھی ان ہی کی بدولت مسلمان ہوئی۔ سید سالار مسعود غازی، سید نجم الدین، سید ابوالقاسم داشمی نے جب "بیانہ" پر حملہ کیا تو یہ ضرور ہوا کہ صوبہ میوات کے ہندوؤں پر ہیبت اسلامی چھا گئی لیکن وقتی طور پر سید سالار معین الدین غازی کے تسلط و اقتدار سے اس قوم نے پوری طرح اسلام قبول کیا 1941ء کی مردم شماری کی رو سے اس قوم کی آبادی چالیس لاکھ سے اوپر تھی۔

قوم میو کا کوئی فرد "سید سالار" اور سید میراں کی قسم اول تو کھاتا ہی نہیں اور جب کھاتا ہے تو سچ ہوتی ہے اس قوم پر سید موصوف کا یہ عظیم احسان ہے کہ اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ سید معین الدین کی قبر ایندور ہی میں ہے اور مقبرہ سنگین عمارت کا ہے۔ زوجہ محترمہ خاندان زیدیہ فخر الدین رسولدار کی بنات سے تھیں ان کے بطن سے "

1۔ سید رضی 2۔ سید احمد متولد ہوئے۔

ہجرت از ایندور

تاریخ سادات میوات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید معین الدین کے انتقال کے بعد ان کے فرزندان سید رضی و سید احمد اپنی جاگیر رام پور میں ہجرت کر آئے تھے اور بمقام "کھیڑلہ" جو رسولپور سے تقریباً 2 میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے سکونت اختیار کر لی تھی اس آبادی کے نشانات ہم نے دیکھے ہیں۔ اس کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ رسولپور میں معین الدین کے پوتے "سید محمود اور سید شہدن شہید" کے مقبرے ہیں اوپر کے اجداد کا کوئی مقبرہ نہیں ہے۔

سید سلطان اپنی جاگیر رتن پور میں ہجرت کر آئے تھے ان کی قبر بھی سلطان پور میں سڑک پلول حسن پور کے ساتھ شمال میں واقع ہے ان سے پہلے کسی جد کی قبر سلطانپور میں نہیں۔

اولاد سید عز الدین

بعد وفات سید معین الدین، سید عز الدین نے مالوہ کیطرف ہجرت کی ان کی اولاد "مندسور" میں معلوم ہوئی ہے رضا حسین نے مولوی محبوب علی دہلوی کی تاریخ میوات سے اور نسلیں بھی، اجداد سادات گردیزی لکھی ہیں، میں دیگر نسلوں کا تذکرہ نہیں کروں گا۔ البتہ سید جمال پہاڑی والہ کے متعلق مولوی محبوب علی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ سید بدرالدین علی سید مجو مجت جوت نقوی گردیزی کے فرزند ہیں فیرپور میں ان کی نسل آباد ہوئی ہے یا وہ بھی نسب سید جمال میں متردد ہیں، جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں سادات گردیز کا اقتدار وعمل دخل میوات میں ہے اور سکونت اجداد بھی یہاں ہی ہوئی اس لئے ہوسکتا ہے کہ سید جمال یا سید بدرالدین علی کے فرزند ہوں؟

سید جمال پہاڑی والہ

''امیر تیمور کے زمانہ میں ہندوستان کا سفر کیا۔ اس وقت خضر خان حاکم ملتان تھا۔ 822ھ میں وارد ہوئے۔

☆(خیر پور سے نقل کیا)۔ ''سال ہجرت در اں زمان غیب فہم کن عاشق رسول مجیب'' اس شعر کے اعداد سے سن وردد 822 ظاہر ہوتا ہے ان کی اولاد امروہہ میں پیدا ہوئی اور تینتیس سال وہاں قیام کیا۔ 856ھ میں پہاڑی میں تشریف لائے 869ھ میں بہلول خان سکندر کے زمان میں انتقال کیا۔ دوسری روایت 833ھ امروہہ میں تولد ہوئے اور 856ھ میں پہاڑی میں تشریف لائے اور 902ھ پہاڑی میں انتقال فرمایا۔ (شرف الدین نسب نامہ سادات امروہہ مطبوعہ کراچی)

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ سید معین الدین نبیرہ سید بدرالدین گردیزی نے 800ھ میں انتقال فرمایا ہو سکتا ہے کہ سید جمال الدین اپنے بھتیجے کے ساتھ ابتداء میں دہلی اور پہاڑی منتقل ہو گئے ہوں۔

مخدوم شرف الدین شاہ ولایت جد سادات امروہہ جن کی اولاد سید جمال الدین پہاڑی والا بیان ہوئی ہے 743ھ میں فوت ہوئے اتنی دور دراز منزل سے سید جمال کو کیا ضرورت تھی کہ وہ پہاڑی میں تشریف لاویں قرائن یہی ہیں کہ ان کے اجداد سادات گردیزی ہیں۔ (سید رضا حسین نے سید جمال پہاڑی والا کے پدر بزرگوار کا نام سید تاج الدین لکھا ہے یعنی معین الدین وعز الدین کے برادر سوئی سید بدرالدین علی حجت جوت)

مولوی محبوب علی دھلوی

موافق تاریخ سادات میوات ہیں اور ہم نسب ہیں:

ابن مصاحب علی ابن نواب سید حسن علی خان جاگیردار علاقہ ریواڑی بن سید محمد روشن علی بن سید رحیم الدین بن سید نعیم الدین بن سید عبداللہ بن مولانا عبدالحکیم بن سید عبدالاعلیٰ مقدم بن سید شریف بن مولانا عبداللطیف بن سید ریاض الدین محمود بن سید عزیز الدین بن سید بدرالدین علی بن سید عماد الدین بن سید شمس الدین گردیزی ۔ مولوی محبوب علی کے برادر اکبر حافظ محفوظ علی کے دو فرزند تھے ایک سید محمد جن کے پسر عبدالغنی دوسرے سید احمد جن کے پسر سید محمد یوسف بھوپال میں متمکن ہیں۔

سید امان علی

ساکن نانگلوی متصل دہلی بن سید امان اللہ بن مبارک علی بن مکارم علی بن شہاب الدین بن علی اکبر بن قطب الدین بن

صادق حسین بن جعفر حسین بن حمید الدین بن حامد علی بن سعید الدین بن جمال الدین بن سید علی بن جان الدین بن علاؤ الدین بن بہاء الدین بن نصیر الدین بن معز الدین بن عزیز الدین (اعزاز الدین) بن شمس الدین گردیزی۔

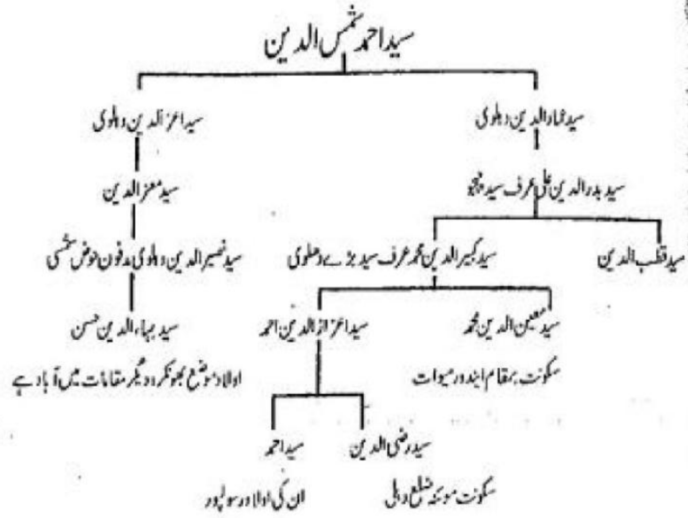
سید ولی حقانی

گردیزی موجنوی چند سال در قصبہ الور سکونت داشت از صلب او شاں مسماۃ بی بی مراد بودند ، از بطن بی بی مذکور و تمام اولاد سید اسد اللہ عرف سید کابلی چنانچہ ایشاں چار پسر داشتند سید روشن علی سید حسن علی سید محمد علی سید نور علی۔

سید شہاب الدین گردیزی

جب سید زین الدین حسن فتنہ چنگیز خان میں بمقام قصبہ گردیز قریب 598ھ شہید ہو گئے تب محمد شہاب الدین و سید احمد شمس الدین پسران سید زین الدین حسن قصبہ گردیز سے ہجرت کر کے شہر ملتان میں اپنے خال (ماموں) سید جمال الدین یوسف کے پاس چلے آئے اور ایک مدت تک اپنے خال سے تربیت و تعلیم پائی اور بعد وفات شاہ گردیز رحمۃ اللہ علیہ دونوں بھائی وارد شہر دہلی ہوئے اس وقت دور سلطنت شمس الدین التمش کا تھا بادشاہ نے شرافت و نجابت خاندانی دیکھ کر اپنی دختر کا عقد نکاح سید احمد شمس الدین کے ساتھ کر دیا۔ اور جب یہ بیگم لا ولد فوت ہو گئیں تو دوسرا عقد مسماۃ ''راضیہ بیگم'' دختر سلطان رکن الدین فیروز (1236ء) ابن التمش کے ساتھ ہوا اس بیگم کے بطن سے دو پسر سید عماد الدین محمد و سید اعزاز الدین متولد ہوئے سید احمد شمس الدین کی بود و باش تا زمان حیات شہر دہلی کہنہ ''غیاث پورہ'' میں رہی بعد وفات مہرولی قریب حوض شمسی مدفون ہوئے۔

شجرہ خاندان اضلاع دہلی و گوڑگانوہ وغیرہ



(تاریخ گڑا مانک پور صفحہ 208)

ہجرت از دہلی در مانکپور

سید شہاب الدین گردیزی برادر بزرگ سید شمس الدین کہ اتقیا و روزگار اور سادات والا تبار تھے قوی امتیاز سے سلطان شمس الدین نے خاص قصبہ مانکپور کی جاگیر کا فرمان ان کے نام عطا کیا سید شہاب الدین جاگیر کا قبضہ حاصل کرنے وارد مانکپور ہوئے راجہ سے مقابلہ ہوا، پہلی دفعہ ناکام ہوئے دوسری دفعہ پھر دو ہزار گٹھلوں میں فی محمل دو دو سپاہی سوار ہو کر اونٹوں کو مانکپور روانہ کیا اور یہ خبر مشتہر کردی کہ دہلی سے ایک سوداگر جلیل القدر آ رہا ہے کہ دو ہزار اشتران مال سوداگری سے بار کئے ہوئے اس کے ساتھ ہیں راجہ اس واقعہ سے بے خبر رہا اور چار ہزار سپاہی بے خطر قلعہ پہنچ گئے لڑائی کے بعد قلعہ مانکپور فتح ہو گیا، اس وقت سے سید شہاب الدین اور ان کی اولاد کی بود و باش مانکپور میں ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ راجہ مانکپور سے سلطان رکن الدین فیروز کا نہایت اتحاد تھا، جب سلطان نے اپنی دختر سے سید شمس الدین کا نکاح کردیا تو راجہ مانکپور نے اپنی دختر کا نکاح سید شہاب الدین سے کردیا چنانچہ اس راجہ کی دختر سے سید جلال الدین ایک پسر پیدا ہوئے، جنکی نسل مانکپور اور دیگر مقامات میں ہے۔

سادات گردیزی خاص قصبہ مانکپور اور موضع بازید پور وانمیہ اسپھوں عرف اونچا گاؤں تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڑھ وقصبہ رسولپور مصطفیٰ آباد تحصیل سلون ضلع رائے بریلی میں آباد ہیں، ان کے بیانات ہیں کہ مورث سید شہاب الدین باز ماں سید شمس الدین التمش بوسیلہ جہاد مانکپور آئے اور راجہ مانکپور کو قلع قمع کر کے یہاں کے جاگیردار ہوئے اور سکونت اختیار کی۔ زبانی شہادت کے ثبوت میں سید شہاب الدین کے ساتھ جو شریک جہاد تھے، ان کا پتہ صرف ایک خاندان شیوخ مانکپور دیتا ہے کہ ہمارے مورث شیخ برہان الدین ہمراہ سید شہاب الدین گردیزی وارد مانکپور ہوئے اور اس وقت کے شہداء کے مزارات موجود ہیں" شاہ جمال الدین اولیا وزندہ سوختہ" میر طوفان ہیں یہ نام اور ان کے مقابر معمولی طور کے نہیں بلکہ حیثیت و ساخت عمارات سے کسی سردار کے مقابر معلوم ہوتے ہیں۔

نسب سید شہاب الدین

ابن سید زین الدین حسن ابن سید حسینی باقر ابن سید نظام الدین حسن (یہ قصبہ گردیز مضافات غزنی میں اقامت گزین ہوئے) لکھا ہے کہ سید نظام الدین حسن از اصحاب سلطان محمود غزنوی و یاران" سالار ساہو" از لشکران سلطان در غزوات ہند ابن سید امیر حمزہ سبزواری ابن سید محمد عسکری ابن ابوطالب حمزہ ابن سید محمد ابوموسیٰ ابن سید طاہر ابوالقاسم ابن جعفر مرتضیٰ۔ (اس نسب میں" سید امیر حمزہ" زیادہ ہے)

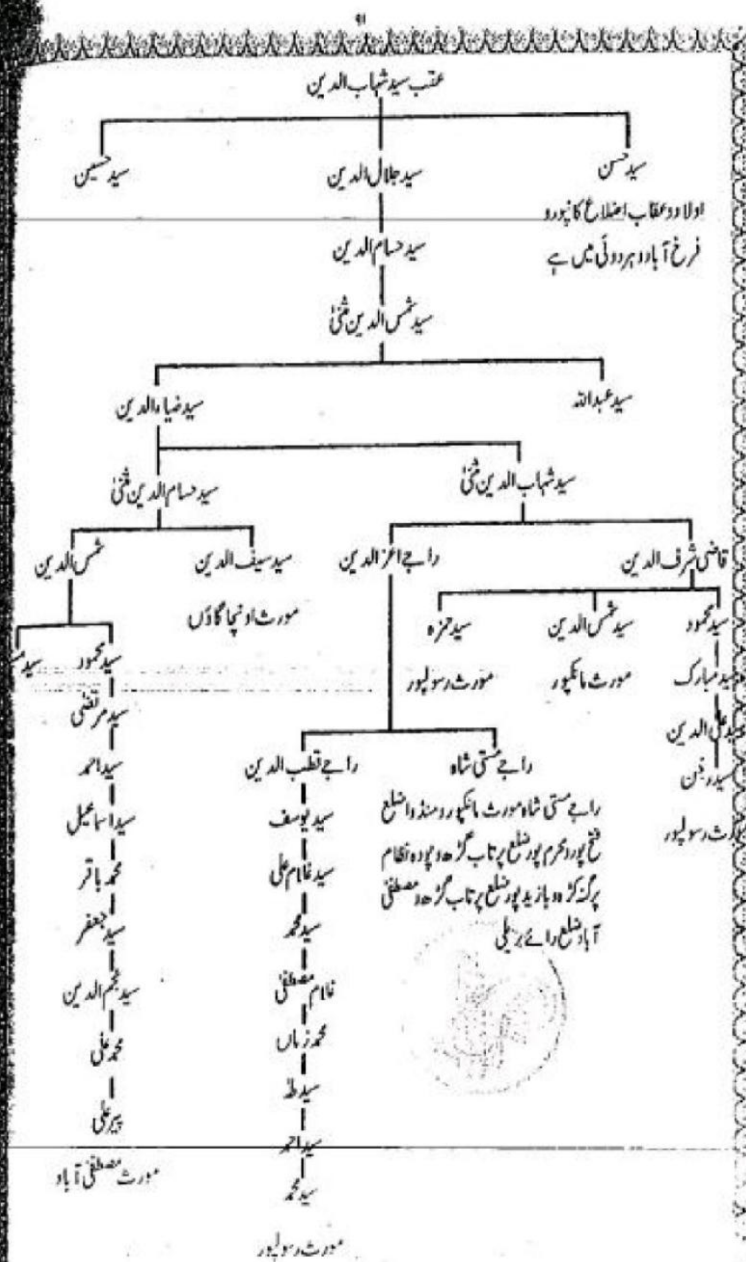
وفات

سید شہاب الدین گردیزی 629ھ میں فوت ہوئے اور تاریخ وفات لفظ" قدس سرہ" مادہ ہے۔

دریائے گنگا کے کنارے مانکپور میں دفن ہوئے جب وہ مقام دریا برد ہونے لگا تو بہت عرصہ کے بعد دوسرا مقبرہ محلہ شاہ آباد اندرون آبادی تکمین تیار کیا گیا جو اب تک موجود ہے۔

اولاد شہاب الدین مانک پور میں بکثرت آباد تھی اور اب بھی ہے مگر اس خاندان کا کوئی گورستان یہاں نہیں ہے، روضہ پر مشتمل مسجد جامع و چہل ستون محلہ شاہ آباد میں واقع ہے چہل ستون مقبرہ ہے جس میں تین تین درجے ہیں چہار طرف میں سنگین عمارت کے تھے اس کے وسط میں ایک گنبد کلاں سنگین تھا زیر گنبد تین قبریں ایک سنگ مرمری اور دو سنگ سرخ کی، یہ عمارت عمدہ تیار کرائی گئی تھی اور اس میں چالیس ستون اس ترتیب سے تعمیر کئے گئے تھے کہ باہر سے کوئی شخص اس کو نقصان نہ پہنچا سکے بلکہ اگر بندوق یا تیر چلائے تو گولی یا تیر کسی ستون میں رہ جائے گا۔ اس کی تعمیر پر بادشاہ دہلی کو مطلع کیا گیا کہ راجے سید عبدالقادر نے شاہی مکان کی نقل تعمیر کرائی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ قبریں دفینہ ہیں اس خیال سے راجے سید تفضل حسین نے ایک تعویز سنگ مرمر کھودا جب تختہ مزار جدا کیا گیا تو اس میں سے ایک خوشبو برآمد ہوئی اور دیکھا کہ ایک مردہ شخص سو رہا ہے مگر اس کی ہڈیاں سرخ ہیں یہ دیکھ کر فوراً سنگ مزار بند کرو دیا گیا یہ سنگین محل ایک درباری مکان معلوم ہوتا ہے خانقہ چہل ستون کے وسط میں دالان کشادہ ہیں اور دو منزلہ کمرے ایسے ہیں کہ وہاں کی نشست سے وسطی دالان کے لوگ دیکھے جا سکتے ہیں علیہ عام کی غرض سے یہ مکان ضرور تعمیر ہوا ہے عرصہ دراز سے اس محل میں تعزیہ داری اور مجالس سید الشہدا برپا ہوتی ہیں اس محل کے صحن میں اس کے معماروں نے عجیب صنعت رکھی ہے کہ صحن گہرا ہے اور پانی کے نکاس کوئی انتظام یا بدرو معلوم نہیں۔ عملداری انگریزی میں حکام ضلع موسم برسات میں آئے اور صحن میں پھول گلاب ڈالے کہ دیکھیں یہ پھول کس طرف جاتے ہیں لیکن وہ پھول جہاں ڈالے گئے تھے وہیں رہے اور صحن کا پانی جلد خشک ہوگیا۔ اس محل کی پشت پر سنگین محل و پائیں باغ تھا مگر و نیست و نابود ہوگیا صرف سنگین دالان موجود ہے۔ (تاریخ کڑہ مانکپور 34-38،39)

کڑہ مانکپور دریائے گنگا کے دونوں کنارے ضلع الہ آباد کے جانب جنوب اور ضلع پرتاب گڑھ کے جانب شمال واقع ہے پہلے دونوں قصبوں کے درمیان دریائے گنگا حد فاصل تھا اب پانچ میل کا فاصلہ ہے۔ دور اسلامی میں صوبہ کا درجہ تھا۔



عقب سید شہاب الدین
سید حسن
سید جلال الدین
سید حسین
اولاد و عقاب اضلاع کانپور و
فرخ آباد و ہردوئی میں ہے
سید حسام الدین
سید شمس الدین ثانیؒ
سید عبداللہ
سید ضیاء الدین
سید شہاب الدین ثانیؒ
سید حسام الدین ثانیؒ
قاضی شرف الدین
راجہ اعز الدین
سید سیف الدین
شمس الدین
مورث اونچا گاؤں
سید محمود
سید شمس الدین
سید حمزہ
سید مبارک
مورث مانکپور
مورث رسولپور
سید محمود
سید مرتضی
سید احمد
سید اسماعیل
محمد باقر
سید جعفر
سید نجم الدین
محمد علی
پیر علی
مورث مصطفیٰ آباد
راجہ مستی شاہ
راجہ قطب الدین
راجہ مستی شاہ مورث مانکپور و منڈوا ضلع
فتح پور و محرم پور ضلع پرتاب گڑھ و پودہ نظام
پرگنہ کڑہ و بازید پور ضلع پرتاب گڑھ و مصطفیٰ
آباد ضلع رائے بریلی
سید یوسف
سید غلام علی
سید محمد
غلام مصطفیٰ
محمد زماں
سید طٰہٰ
سید احمد
سید محمد
مورث رسولپور

ہجرت نسل سید شہاب الدین

جب "رائے دگی" نے قلعہ کالنجر سے سر اٹھایا اور کڑہ مانکپور پر قبضہ کر لیا تو گردیزی خاندان کی نسل مختلف مقامات پر جلاوطن ہوگئی مانکپور کے قریب موضع ہنچا ہنچا سیو میں کچھ لوگ آباد بھی ہوئے تو وہ صاحب اقتدار نہ تھے ایک عرصہ تک قوم گردیزی معمولی حالت پر رہی اگرچہ ناصر الدین محمود شاہ دہلی نے 645ھ میں رائے دگی کو کڑہ مانکپور سے نکال دیا تھا اس عرصہ میں اقوام شیوخ و افغان کو عروج حاصل ہوا، خاندان تغلق کے زمانہ میں جب ان اقوام کا زوال ہوا تو گردیزی خاندان کو ترقی ہوئی سید شہاب الدین ثانی کی نسل مانکپور اور قرب و جوار میں زیادہ ہے اس وقت سے ان کی اولاد میں ترقیات اور اقتدار ظاہر ہوئے ہیں۔

جنگجو قوم

اقوام ہندو گہروار و بنیات پرتاب گڑھ سے گردیزی خاندان کی لڑائیاں رہیں اسی لئے وہ اپنی زندگی سپاہیانہ و بہادرانہ بسر کرتے تھے۔ بزمان سلطان محمد تغلق قریب 758ھ مخدوم جہانیاں جہانگشت وارد مانکپور ہوئے شیوخ و افغان کو بد عادی کہ یہ قوم تباہ ہوگئی، مخدوم خاندان گردیزی میں تشریف لے گئے سید شرف الدین و اعز الدین دونوں بھائیوں کے سراپے پر نظر فرمائی جو لباس درویشانہ اور اسلحہ سپاہیانہ بدن پر آراستہ کئے ہوئے تھے فرمایا "درویشی با اسلحہ کار نیست" دونوں بھائیوں نے عرض کیا "سوم بنیان برتاب گڑھ کے ساتھ برسر مقابلہ و جدال رہتے ہیں مخدوم صاحب نے فرمایا "مرحبا اے شرف الدین غازی بہ کفار غالب خواہد شد"۔

قاضی و راجے

سید شرف الدین کو سرکار دہلی سے عہدہ قاضی عطا ہوا اور سید اعز الدین کو "راجے" کا خطاب ملا ابوالفضل نے بھی سید اعز الدین کو قاضی کے خطاب سے مخاطب کیا ہے۔

گروہ گردیزیان

تمام تر تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت مانکپور اور اس کے اطراف میں اسی قوم کے دو گروہ زیادہ ہیں" قاضی زادے

اور راجہ "تیسرا گروہ" "نبجہ مولی کہنہ" کا ہے جو رسولپور، مصطفی آباد میں آباد ہیں ان کا تعلق اولاد سید شہاب الدین ثانی سے نہیں بلکہ لاہوری شاخ سے ان کا سلسلہ نسب ہے قاضی زادگان اولاد قاضی شرف الدین، اور راجے زادگان اولاد راجہ اعز الدین کہلاتے ہیں۔

سادات گردیزی عہد مغلیہ میں

راجے سید عبدالصمد اولاد اعز الدین اپنے وقت کے "علاقہ دار کلاں" تھے 973 میں خان زمان اور بہادر زمان صوبہ دار کرہ مانکپور نے علم بغاوت بلند کیا، جلال الدین اکبر ان کی سرکوبی کے لئے وارد مانکپور ہوا اسوقت موسم برسات تھا اور رات ہو چکی تھی اس حالت میں دریائے گنگا عبور کرنا آسان نہ تھا لیکن راجے سید عبدالصمد نے پورا پورا انتظام کر کے استقبال شاہی کیا اور ایسی خدمات سرانجام دیں کہ شہنشاہ نے مقرب سلطانی اور منصب پانچصدی عطا کیا، شہنشاہ اکبر کا ایسے وقت آنا سادات گردیزی کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا، کیونکہ اس وقت سے دربار مغلیہ میں ان کی پرستش ہونے لگی۔ 973ء میں نواب محمد سعادت خان کو بعہد جہانگیر تقرب سلطانی اور منصب پانچصدی حاصل ہوا راجے عبدالقادر خان بزمان شاہجہاں میر عدل دہلی اور منصب ہشت ہزاری تھا راجے محمد حیات کو موضع "آئمہ" عطا ہوا سید محمد رحیم گردیزی بعہد شاہجہاں میر عدل مانکپور تھے ان کی قبر پر یہ "سجا" منقوش تھی۔ "شاہجہاں ز لطف بخش عمیم ہوا عدالت بمحمد رحیم"۔ سید لطافت حسین بعد سید محمد رحیم میر عدل مانکپور مقرر ہوئے انہوں نے مانکپور میں ایک گنج آباد کیا تھا جس کا نام لطافت گنج تھا، قاضی سید عبداللہ کو عالمگیر نے مانکپور کا عہدہ قضا عطا کیا تھا اور جاگیر موضع بجھیانیت و چوادری دی تھی۔ عہدہ قضا اس خاندان میں سلطنت اودھ تک قائم رہا۔

سید محمد اکبر نبیرہ قاضی سید اسد اللہ کو عالمگیر بادشاہ نے مانکپور کا محتسب مقرر کیا تھا، سید عبدالخالد بعہد اورنگزیب منصب دار سلطانی تھے راجہ سید محمد عرف دیوان سید راجے بعہد محمد شاہ گورنر صوبہ بہار تھے اور منصب ہشت صدی تھا انہوں نے قصبہ سہرام اور بنارس میں "کرم ساختی" کے مقام پر مسافروں کے لئے سرائے تعمیر کرائیں سید عبدالغفار گردیزی، معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی کا معتمد تھا۔ اور صوبہ الہ آباد کا صوبہ دار تھا۔ اور سید عبداللہ خان سادات بارہ کے مقابلہ میں مستعد کیا وہ بار ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آئے اور ایک سخت لڑائی کے بعد سید عبدالغفار معہ برادران قتل ہوئے۔ سیف الدولہ نواب عبدالصمد خان وزیر جنگ بہادر بعہد فرخ سیر صوبہ دار لاہور و کشمیر تھے فرخ سیر نے سیف الدولہ کو ہمراہ سرداران بارہ معز الدین جہاندار کے خلاف لڑائی کے لئے متعین کیا۔ جہاندار شاہ کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا محمد شاہ کے عہد میں سیف الدولہ نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ کے دیہات سابان اشتران سکونت اختیار رکھتے تھے۔ اس مقام کا نام سار بانی پور تھا، مانکپور میں نواب موصوف نے متعدد سنگین مکانات زمین رہتاس گڑھ میں تعمیر کرائے مشہور ہے کہ نواب کے محل سے دہلی کا چراغ دکھائی دیتا تھا۔ جو بوجہ رفعت مکانات لوگوں کا مغالطہ ہے۔ لیکن نواب آصف الدولہ والی اودھ نے ان مکانات کے پتھر منگوائے تھے جو امام باڑہ لکھنو کی زیب و زینت ہیں۔

عروج سادات گردیز

سادات گردیزی مانکپور کے دوبارہ عروج کے باعث دو برادران قاضی شرف الدین اور راجے سید اعزاز الدین تھے۔ شاہان جونپور کے عہد میں راجے سید حامد قفر میں صاحب ولایت تھے۔

بادشاہ جونپوران کا معتقد تھا۔ سادات گردیزی اعزاز کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے اگرچہ زمیندار پہلے سے تھے مگر اس وقت سے اور ترقی ہوئی اور سلطنت مغلیہ میں ان کی ریاست جو ان کی خاندان میں صد ہا فرامین سلطنت مغلیہ اور خصوصاً عہد شاہجہاں موجود ہیں ایک فہرست مشاہیر سادات گردیزی درج کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام عہدیدار	نام عہدہ	نام بادشاہ وقت	کیفیت
1	سید شرف الدین	قاضی	سلطان محمد تغلق	
2	سید اعزاز الدین	راجے	سلطان محمد تغلق	منصب یک صدی کے سالانہ
3	راجے عبدالصمد	پانچصدی	اکبر اول	دو لاکھ دام سلطنت دہلی میں
4	محمد عارف خان	پانچصدی	جہانگیر	تھے اور چالیس دام ایک روپیہ
5	راجے عبدالقادر خان	میر عدل	شاہجہاں	انگریزی کے برابر
6	سید محمد رحیم	میر عدل	شاہجہاں	
7	سید لطافت حسین	میر عدل	شاہجہاں	
8	سید اسد اللہ	قاضی	اورنگزیب	
9	سید محمد اکبر	محتسب	اورنگزیب	
10	سید عبدالحامد	منصب دار	اورنگزیب	
11	راجے سید محمد	دیوان صوبہ بہار	فرخ سیر	
12	سید حفیظ اللہ	صوبہ دار لاہور	محمد شاہ	
13	سید عبدالغفار بہادر	سپہ سالار صوبہ الہ آباد	عادل شاہ	
14	سید محمد ماہ	منصب دار	عادل شاہ	
15	سید مخدوم علی خان	میر منشی	گورنر جنرل برطانیہ	

آبادی سادات گردیز مانکپور

اونچا گاؤں: یہ قصبہ موضع مانکپور سے جانب جنوب مشرق میں دو میل کے فاصلہ پر آباد تھا کاغذات میں اس کا نام "اتمہ اسہوں" لکھا جاتا ہے اس موضع کے مورثان محلہ منہاری ٹولہ قصبہ مانکپور میں سکونت رکھتے تھے۔

قصبہ رسولپور ضلع رائے بریلی

یہ قصبہ مانکپور سے جانب شمال بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اولاد قاضی شرف الدین گردیزی مانکپور سے یہاں آباد ہوئی قاضی عبدالرسول بن سید شمس الدین بن قاضی سید شرف الدین گردیزی کے نام سے اس کا نام معروف ہوا کیونکہ اول خاندان قاضی ہجرت کر کے رسولپور میں آباد ہوا اور بعد میں گروہ راجے زادگان اور پھر تیسرا سادات گردیزی "چپا چپا" آباد ہوئے ان تینوں گروہوں کی اولاد اب تک اس قصبہ میں موجود ہے اس موضع میں نواب راجے، خان اور نواب محمد عارف خان اور سید عبدالحامد خان اور عبدالغفار خان مشاہیر روزگار سے گزرے ہیں۔

موضع بازیدپور

یہ موضع مانکپور سے چھ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال مغرب میں بالائے سڑک خام جو مانکپور سے رائے بریلی کو جاتی ہے واقع ہے اس موضع کو سید بازید عرف راجے سید بڑے مانکپوری نے آباد کیا اور ایک مسجد "راجے نور" اپنے مورث کے نام سے تعمیر کرائی پہلے سادات زیادہ آباد تھے۔ جب یہ علاقہ رام پور میں شامل ہو گیا تو یہاں کے سادات منتشر ہو کر مصطفیٰ آباد و قصبہ دلمورو مانکپور وکڑہ وغیرہ میں آباد ہو گئے صرف چند اشخاص اولاد سید بازید سے اس موضع میں آباد رہ گئے۔

موضع مصطفیٰ آباد

یہ موضع قصبہ مانکپور سے شمال مغرب بفاصلہ بارہ میل بالائی سڑک خام مانکپور تا بریلی واقع ہے اس کا پہلا نام "اونچا بار" ہے اور مصطفیٰ آباد معروف ہے، راجے سید مصطفیٰ نے بزمان جلال الدین اکبر راجے سید نور صاحب کا مقبرہ مانکپور میں تعمیر کرایا تھا اور انہوں

نے راجے نور کی یادگار ایک مسجد یہاں جوانی تھی یہاں شاہ نور کے نام سے ایک میلہ بھی ہوتا ہے۔

اس موضع میں تین گروہ گردیزی آباد ہیں گروہ اول قاضی زادگان جو دو برادران سید عبدالخالق و سید عبدالجبار کی اولاد ہیں، سید عبدالجبار کی اولاد "خاندان جباری" کہلاتا ہے یہ خاندان بعد شاہجہاں رسولپور سے منتقل ہو کر یہاں آباد ہوا سید عبدالخالق کے دو بیٹے سید نجم الدین و سید معین الدین تھے سید نجم الدین تحصیل علوم کی غرض سے شہر دہلی تشریف لے گئے بعد اکتساب علم واپس آئے تو ان کے عشق میں ایک بیگم شاہی مسماۃ "ماہ پرور" بھی وارد مصطفیٰ آباد ہوئیں آپ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا کہتے ہیں یہ بیگم اپنے ساتھ بہت سامال و دولت لائیں، یہاں ان کا مقبرہ موجود ہے۔ سید نجم الدین نے عالیشان عمارات اور امام باڑہ تعمیر کیں جو اب تک موجود ہے مگر خود صاحب اولاد نہ ہوئے۔

سید معین الدین برادر حقیقی منصب وارث ہی تھے ان کی اولاد موجود ہے جن میں نامی گرامی اشخاص گزرے ہیں حسن صورت و ذکاوت اس خاندان کی بہت مشہور ہے عہد شاہ اودھ میں بھی یہ خاندان مشاہیر روزگار سے تھا۔

دوسرا خاندان اولاد "امنی" زادگان جن کا مورث اعلیٰ امیر محمد ماہ منصب دار شاہی تھا۔ یہ خاندان مانکپور سے منتقل ہو کر جاگیر ملنے کی وجہ سے یہاں آباد ہوا اس خاندان کے لوگ اولوالعزم اور بہادر تھے۔

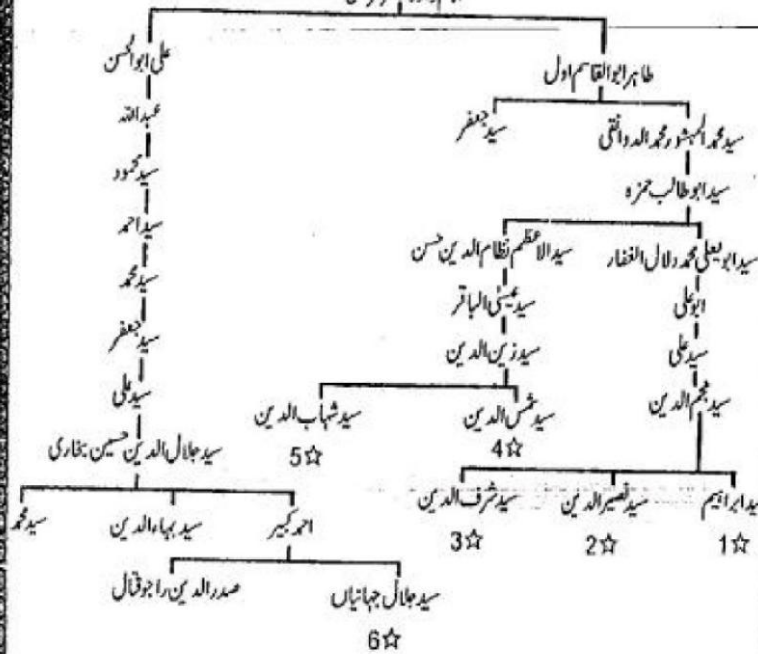
تیسرا خاندان سادات "چپا چپامئو" سے ہے جو "منجھ موئے" کہلاتے ہیں اس خاندان کے لوگ یہاں کم آباد ہیں اس موضع میں رلیہ درشن سنگھ حاکم شاہ اودھ نے ایسی لوٹ مار کی کہ یہاں کی جاگیرات میں زوال ہو گیا۔ ماخوذ از تاریخ کڑہ منشی عبداللہ خان علوی قیس رئیس مانکپور صفحہ نمبر 205 تا 247

مصنف تاریخ کڑہ منشی عبدالرحمن صاحب علوی قیس رئیس مانکپور نے صفحہ 212 پر سادات گردیز کے متعلق مخدوم شاہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے "پنبہ نہ شود گوشت۔ گردیزی نہ شود دوست" شاہ حسام الحق کا کوئی ذاتی تجربہ ہوگا ورنہ عام طور پر دوستی نبھانا سادات کا طرہ امتیاز ہے اس کے ساتھ ہی تذکرہ سید شہاب الدین کو ختم کرتا ہوں طبیعت تو مانتی ہے کہ ان کی نسل کا پورا تذکرہ ہو مگر افسوس میرے پاس لے دے کے سید رضا حسین رسولپور کا نقل کردہ یہی مواد موجود تھا۔ پھر خیر پور سے کڑہ مانکپور کے ایک سید صاحب فدا حسین پگوڑی کے گھر چوک شاہ عباس تشریف لائے تو ان کے پاس تاریخ کڑہ مطبوعہ تھی دونوں کے مقابلہ سے یہ مقالہ صفحہ نمبر ۸۸ تا ۹۶ لکھا۔

بختیار عباس

شجرہ طیبہ

امام علی نقی علیہ السلام



☆1 سید ابراہیم بحکم پدر بزرگوار دہلی تشریف لے گئے۔

☆2 سید نصیر الدین و سید شرف الدین کی اولاد بدایوں، نصیر آباد میں

☆3 سید شرف الدین جد جناب غفران مآب سید دلدار علی لکھنوی

☆4 سید شمس الدین جد سادات میوات

☆5 سید شہاب الدین جد سادات کڑہ مانکپور

☆6 سید جلال جہانیاں جہانگشت جد سادات بخاری سلطانپور وغیرہ

(ان کے اجداد بخو و مشہد مقدس سے بخارہ آئے اور اوچ آباد ہوئے)

سید شمس الدین گردیزی ۹۷

سید اعزاز الدین
سید معز الدین
سید نصیر الدین
سید بہاء الدین
☆1

سید کمال الدین
سید بدر الدین علی جگت جوت

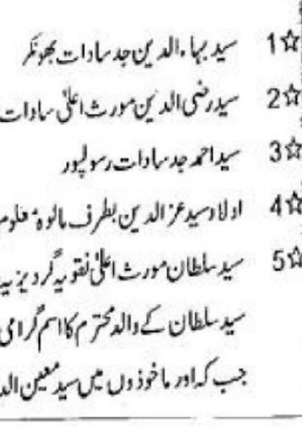
سید قطب الدین
لاولد

سید تاج الدین سید بڑے

سید معین الدین
سید رضی ☆2 ۱۰۳
سید احمد ☆3

سید عز الدین ☆4

سید سلطان میراں ☆5 ۲۲۹



☆1 سید بہاء الدین جد سادات بھونگر

☆2 سید رضی الدین مورث اعلیٰ سادات موئنہ

☆3 سید احمد جد سادات رسولپور

☆4 اولاد سید عز الدین بطرف مالوہ معلوم ہوتی ہے خصوصاً درمندسور میں، بحوالہ تاریخ میوات

☆5 سید سلطان مورث اعلیٰ نقویہ گردیزیہ سلطانپور، شجرہ نسب خاندان میر امیر علی میں
سید سلطان کے والد محترم کا اسم گرامی سید تاج الدین عرف سید بڑے درج ہے
جب کہ اور ماخوذوں میں سید معین الدین کے فرزند ہیں۔

اجداد سادات بھونکر

حضرت امام نقی علیہ السلام، سید جعفر ثانی، سید طاہر، سید شاہ حمزہ، سید نظام الدین حسن کہ مسکن خود گردیز مقرر نمودند، چنانچہ مرقد انور ہمانجا است، سید عیسیٰ باقر، سید شاہ زین الدین، از ایشاں سہ فرزند نجم الدین بعضے می گویند کہ برادر بود، بعض می گویند کہ برادر زادہ بود، اولادش در قصبہ "چاکس" عرف ادسوتر شہر و قصبہ نصیر آباد۔

و سید شمس الدین اولادش در حوالی شاجہاں آباد (دہلی) مثل رسولپور و موئنہ و مصطفیٰ آباد عرف کھیڑلہ و موضع بھونکر وغیرہ و سید شہاب الدین، اولادش در مصطفیٰ آباد مانکپور وغیرہ و مزار آنجناب در قصبہ مانکپور، و ایں ہر سہ بزرگ در عہد سلطنت شاہ شمس الدین از ملک گردیز ہندوستان مشرف شدند، و نسب سیادت ایں بزرگواران از کلمات مخدوم جہانیاں جہانگشت ملفوظ شاہ اشرف جہانگیر کہ لطائف اشرفی "موسوم است و یکے از کتب معتبر تواریخ ظہوری رسد و مرقد انور سید شمس الدین در مہرولی بر حوض شمسی، از ایشاں دو فرزند سید عماد الدین و سید عزیز الدین، و از سید عماد الدین یک فرزند سید جگجو جگت جوت (شمع عالم) و از سید عزیز الدین ابنہ سید معز الدین ابنہ سید نصیر الدین ابنہ سید بہاء الدین نور اللہ مرقدہ و مزار آنجناب در موضع "مرہٹہ" علاقہ تجارہ در ملک میوات زیر دامن کوہ، و اولادش در موضع بھونکر یعنی بہاء الدین نگر آباد گرفت، از ایشاں ہفت پسران کاں سید یوسف علی، سید تاج الدین، سید سنام الدین، سید حیدر الدین، سید علاؤ الدین، سید نثار محمد، سید قطب الدین، از آنجملہ دو پسر لاولد او لاد پنج پسران در موضع بھونکر قائم است۔

(از کتاب سید احسان حسین بھونکری)

نسب سادات موہنہ

السید کاشان رضا زیدی الحسنی رسولدار
سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ
السید ریاست حسین زیدی رسولدار
محلہ مصلے پور پاکپتن شریف

وجہ تسمیہ

سید معین الدین ابن سید بڑے تاج الدین نے بنام خود "معینہ" آباد کیا لیکن عام الناس کی وجہ سے "موہنہ" مشہور ہوا۔

محل وقوع

یہ دریائے جمنا کے کنارے ایک جنگل تھا اور "تین" کے نام سے مشہور تھا۔ مشرق میں دریائے جمنا، مغرب میں موضع ائیرا اور بب گڑھ، شمال میں چھانسہ، جعفرپور، دریائے جمنا اور جنوب میں پلول اس کی تحصیل بلب گڑھ، ضلع گوڑگانوہ تھا۔ 1947ء میں 3600 کی آبادی تھی، قصبہ تھا، ٹاؤن کمیٹی، حیوانات کا ہسپتال اور مڈل سکول تھا۔

آبادی

سادات کے تین محلے تھے اول شمال کی طرف "ٹوپی والا" جاگیرداران دوسرا محلہ قمر، مطلوب حسین وغیرہ تیسرا "نیچے والا" جس میں ذاکر حسین وغیرہ رہتے تھے۔

قصائیوں اور بنیوں اور ہندوؤں کی ایک طرف آبادی تھی۔ جس میں جاٹ اور بنیا وغیرہ رہتے تھے، زمینداری سادات کی تھی اور ہندوؤں جاٹوں کی بھی، جاگیر سارا موضع میر "ہدایت علی" کا تھا۔

ایام احتضار

(راوی حسن عسکری 17-06-2002)

گاؤ کشی پر ہندوؤں سے جھگڑا ہوتا رہتا تھا محرم پر آری آتی رہتی تھی، 1947ء میں "گھاگھوٹ" اور "گوپی کھیڑا" موہنہ سے ... میل کے فاصلہ پر تھا یہیں ہوقع پر ڈپٹی کمشنر گوڑگانوہ دورہ کرنے آیا اس سے ملٹری لیکر آگئے لوگوں کو گرفتار کیا، ... ملٹری رہی، اجمل حسین ... پانی حصار میں ہیڈ ماسٹر تھے ان کا کراچی تبادلہ ہوگیا لیکن فسادات کے دوران مارے گئے۔ ان کے بہنوئی ناصر کاظمی ایس ایچ او تحصیل پلول میں تعینات تھے انہوں نے چھ سو سات سو ہندوؤں کو مارا، سید عباس کا چھوٹا بھائی "علی عباس" کہ جو ہندوؤں کے ... میں پٹواری لگے ہوئے تھے، ہندوؤں نے مار دیا، عمار علی ولد شریف الحسن اور ان کے بھائی حیدر 1947 میں فسادات کے ... موہنہ جاتے ہوئے راستہ میں مارے گئے۔

انگریز کرنل نے جو انگریز ملٹری کا انچارج تھا، اپنی ایک پلاٹون بھیجی جو 4 ماہ سوہنہ میں رہی اور اسی ملٹری کے ذریعے [illegible]
سوہنہ سے بلب گڑھ آگئے اور وہاں سے دہلی کیمپ میں آگئے۔

مشہور شخصیات

افتخار حسین تحصیلدار تھے جو نہایت متقی، عبادت گزار اور ایماندار تھے، رسولپور میں عبدالوہاب کے گھر انتقال کیا تھا، ان [illegible]
بھائی افضل حسین حکیم تھے، سید مصطفیٰ نقوی بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر تھے، مولانا زین العابدین اور مولانا مرتضیٰ حسین لکھنؤ سے سید [illegible]
ملتان آگئے تھے، ناصر عباس مشہور جاگیردار تھے۔

مشہور واقعہ

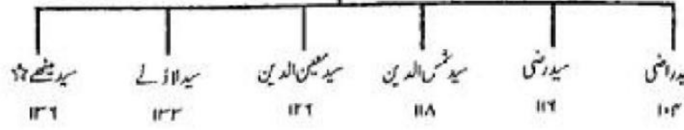
ذوالفقار حسین کا قتل تھا جو 1944ء میں ہوا ان کو ہندوؤں نے مارا، یہ پولیس میں ملازم تھے اور بڑے قوی اور دلیر تھے [illegible]
قتل کی پیروی میں والدہ (منظور عباس) نے امداد کی کروار اور کیا تھا مگر ناصر عباس نے ملزم بری کرا دیئے۔

شکارگاہ

سوہنہ کے ساتھ دریائے جمنا کی وادی بہت عمدہ شکارگاہ تھی جس میں نیل گائے ہرن چیتل، پاڑھے وغیرہ بکثرت ملتے [illegible]
گرمیوں کے موسم میں "نواب ہوتی مردان" یہاں آتے تھے اور شکار کھیلتے تھے، ہائی کورٹ دہلی اور گوڑگانوہ کے جج صاحبان بھی [illegible]
ٹھہر کر شکار کرتے تھے۔ "ناصر عباس" ان کی خاطر مدارت کرتے تھے۔

سید رضی ۹۸

سید سرور طاہر



☆ پرورش علی صاحب نے یہ نام سید میٹھے لکھا ہے جب کہ دیگر کتب انساب میں یہ نام سید میٹے بروزن موٹے درج ہے۔

سید راضی (۱۰۳)

سید سلیم

نور محمد

محمد مراد | سید زمان لاولد

محمد مراد: تاج الدین | سید حسن لاولد

تاج الدین

سید شاکر

سید اشرف

سید سلیم | عنایت علی

سید سلیم: غلام علی ۱۰۵ | فضل علی ۱۰۹

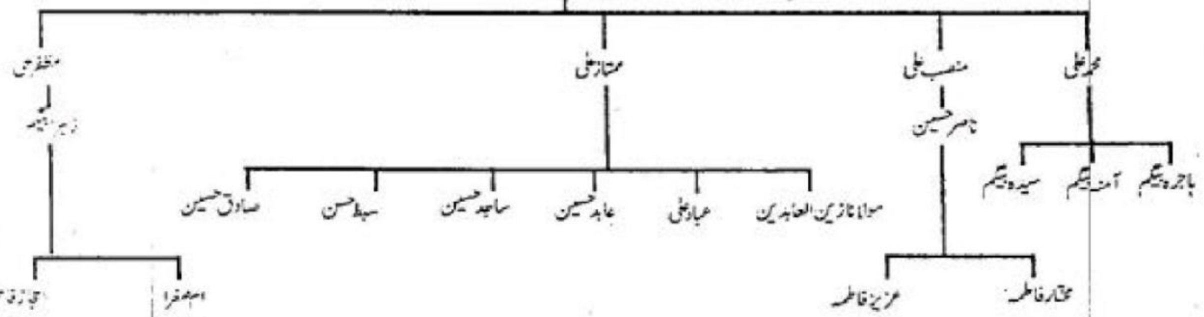
عنایت علی: نور الدین حسین — دختر

سید پرورش علی نے عنایت علی کو سید شاکر کا فرزند لکھا ہے

سید غلام علی (۱۰۴)

- حاتم علی
  - چار دختران
  - لاولد
- مظہر علی
  - مسماۃ بنی
  - لاولد
  - (حسینی بیگم)
- وارث علی
  - عارف علی
    - عابد علی
      - لاولد
    - عباس علی
    - مسماۃ صغریٰ
      - دختر
  - حسدار حسین
    - سرکار حسین
- اصغر علی
  - علی حیدر
  - لاولد
- واجد علی
  - یوسف علی
    - لاولد
  - محمدی بیگم
    - واحد علی
    - آل نبی
    - فرید آبادی
  - مبارک بیگم
  - بتول بیگم
  - حکیم النساء
  - [illegible] النساء
- آصف علی
  - ۱۰۶
- [illegible] علی
  - [illegible]

حسینی بیگم عرف مسماۃ بنی زوجہ سید افتخار حسین



ے ام صغرا زوجہ محمد باقر ے اعجاز فاطمہ زوجہ افضل حسین

ولانا زین العابدین

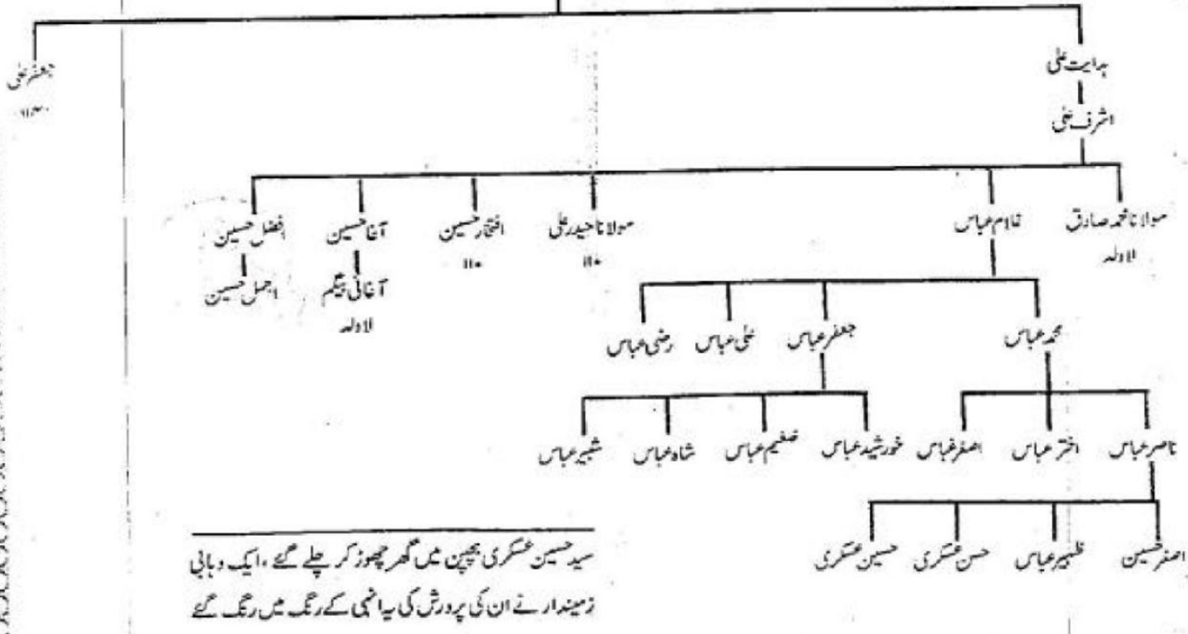
لکھنؤ سے حصول علم کیا، علم فقہ و منطق، عربی و فارسی کے عالم تھے، محلہ شاہ گردیز ملتان میں پیش نماز جمعہ و جماعت تھے
1950ء میں یہاں ہی انتقال کیا۔

ید عابد حسین

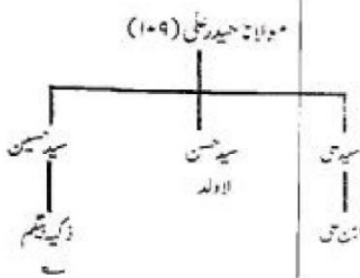
دہلی میں 1947ء تک تجارت کرتے تھے، 1947ء میں ملتان میں آ کر چوک بازار میں دوکان خریدی اور اس میں تا
یات تجارت کرتے رہے۔ مذہبی انسان تھے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حویلی مرید شاہ کے حصول میں کافی حصہ لیا اور انجمن یادگار
نی کے صدر بھی رہے۔

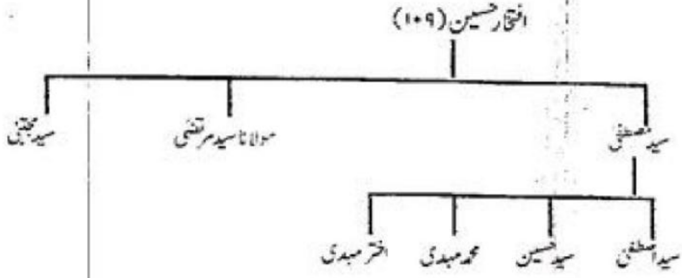


خاندان جاگیرداران



سید حسین عسکری بچپن میں گھر چھوڑ کر چلے گئے، ایک وہابی زمیندار نے ان کی پرورش کی یہ انہی کے رنگ میں رنگ گئے





زکیہ بیگم زوجہ مظاہر حسین

ذکرہ خاندان جاگیرداران

نقل از سرمایہ وضا

یہ خاندان ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں الجراء ۱۸۳۳ء میں میر فضل علی بعہدہ رسالدار بھرتی ہوئے، ان کے بعد ان کے
اجزادگان میر ہدایت علی، میر جعفر علی اور ان کے بھتیجے میر حاتم علی، میر مظہر علی، میر اکبر علی، میر عارف علی، میر حسین علی و میر علمدار حسین
یر یوسف حسین و سید نظیر حسین و سید آل احمد و سید محب علی حسین و سید محمد علی و سید منسب علی و سید مظفر علی بھرتی ہوئے۔

میر علمدار حسین "رسالدار" کے عہدہ پر تھے، یہ حضرات "جنگ غزنی" 1839ء میں شریک ہوئے اور تمغات حاصل
ے 1943ء میں "جنگ مہاراج پور" میں شریک تھے، میر اکبر علی مقام "چونا" میدان جنگ میں مارے گئے اور وہیں دفن ہوئے
ب نے تمغات حاصل کیے، 1844ء میں جنگ "قلات" میں تمام شریک ہوئے اور بہادری کے صلہ میں تمغات حاصل کیے،
18[illegible]ء میں "جنگ علیوال" اور 1845ء میں جنگ بندی میں سب شریک تھے، میر وارث علی رسالدار بہادر، جنرل اور دیگر انگریز
ران کی لاشیں میدان جنگ سے اٹھا کر لائے، جنگ مذکورہ میں میر افضل علی رسالدار زخمی ہوئے اور "چھاؤنی ساگر" میں جا کر انتقال
اور وہیں دفن ہوئے، جنگ مذکور میں میر جعفر علی، میر وارث علی، میر امیر علی و میر وزیر علی کو "میڈل آف انڈیا" کے علاوہ تیس روپیہ
ر انعام ملا، میر مظہر علی رسالدار کو 1852ء میں "برما" بھیجا گیا اور اسی جگہ 1855ء میں انتقال کیا، 1858ء میں "تھرز اسکو
رسالہ" برما سے چھاؤنی "ہانسی" میں آیا، پندرہ مارچ 1857ء کو میر ہدایت علی سردار بہادر و میر وارث علی رسالدار بہادر و میر امیر
رسالدار بہادر رخصت پر "موہنہ" آئے ہوئے تھے کہ جون 1857ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہو گئی۔

یزوں کو پناہ

ان ہی ایام میں "مس انگریز معہ لیڈی کمشنر" آگرہ معہ سولہ سوار ہندوستانی آگرہ سے "موہنہ" وارد ہوئے اور ایک ہفتہ
ہدایت علی" کے "مہمان" رہے، ان کی حفاظت کے لئے میر وارث علی رسالدار بہادر، میر امیر علی رسالدار اور ان کے دیگر عزیزوں
راستہ چھانسہ میرا پور" پیک" لگائی کیونکہ وقتہ بلب گڑھ کی طرف سے متواتر "حملہ" کی خبریں مل رہی تھیں۔ اور چھانسہ کے گھاٹ
جنائی طرف سے خطرہ تھا، رسالہ مذکوری دیسی فوج بگڑ گئی مگر صرف میر جعفر و میر آصف علی و میر برکت علی و میر عارف علی میر
ل اور تقریباً ساٹھ سوار، انگریزوں کے وفادار رہے "پہاڑی دہلی" پر جہاں جنگ ہو رہی تھی "موہنہ" سے خبر پہنچ رہی تھیں اس بناء
بزرگوں سے ہتھیار اور گھوڑے لے لئے گئے، "بعد فتح دہلی" میر ہدایت علی سردار بہادر معہ اپنے ولبذوں میر اشرف علی و میر

وارث علی رسالدار بہادر، یورپین پناہ گزینوں کولیکر موہنہ سے اپنے رسالہ میں پہنچ گئے۔ (ترجمہ اسناد از میر غلام عباس

نقل رضا

مزید خدمات

"جنگ 1878 کابل" و قندھار" میں میر آصف علی سردار بہادر، میر برکت علی رسالدار بہادر، میر عارف علی جمعدار و میر علمدار حسین رسالدار شریک جنگ ہوئے ہر ایک نے بہادری کے مد میں دو تمغہ اور ایک بڑی حاصل کی، ایک "گارڈ" کابل سے پشاور بھیجا گیا، چنانچہ مقام "علی مسجد" میر عارف علی نے بوجہ برف باری انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔

صلہ خدمت

الغرض ان خدمات کے صلہ میں میر ہدایت علی سردار بہادر کو خالص مالگزاری موضع موہنہ "نسلاً بعد نسلاً" عطاء ہوا اور ایک ہزار نقد اور ایک "قبضہ شمشیر" جو اب تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے "مرحمت" ہوا ایک "سند" منجانب گورنر جنرل مورخہ 2 اپریل 1858ء کو "دربار عام" دہلی میں دی گئی۔ تمام حالات میجر جنرل "مائیکل" نے "اخبار السٹیٹ لندن نیوز" میں معہ ان کی تصویر چھپوائے۔ "آپ بڑے قوی ہیکل تھے اور رنگ سرخ و سفید تھا، چہرہ پر رعب سرداری، برستا تھا، صوم صلواۃ کے پابند تھے۔ 25 جمادی الآخر 1292ھ بمطابق 30 جون 1858 انتقال کیا قریب آبادی موہنہ جانب شمال دفن ہوئے۔

عبارت تلوار

"از جناب گورنر جنرل برائے رسالدار میر ہدایت علی سردار بہادر" "بعالم غدر 1857، ہزار ہا" ملازم قدیم" منحرف گئے مگر میر ہدایت علی سردار بہادر رسالدار رجمنٹ چہارم ہندوستانی نے "حق وفاداری" کو فرض سمجھ کر ایسی جانفشانی و مردانگی و نمک حلالی" کی عیوض میں اس کے علاوہ (تلوار کے) جاگیر "خلعت فاخرہ" یہ شمشیر بے بہا کہ ترمغا بائے شجاعان بہادر ظفر پیشہ ہے، پیشگاہ نواب علی القاب گورنر جنرل بہادر سے عطاء ہوئی، ہوالعزیز۔

رضی عباس

فوج میں ملازم تھے، سید حسن علی ولد نظیر علی رسولپوری ان کے خالہ زاد تھے ایام مفسدہ میں رسولپور میں تھے۔

19 .. کی شام کو جب سادات بسوں پر اور پیدل نہر نہر چلے تو یہ قافلہ کے پیچھے بندوق لئے پلول تک چلے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ

...ولوی حیدر علی

... کی تقریب "اجازہ" 9 ربیع الاول 1298ھ مطابق 3 فروری 1881 سرانجام پائی اور دعوت عام ہوئی۔

...یر افتخار حسین

... اپریل 1892ء میں تحصیلدار مقرر ہوئے، عابد و زاہد، متقی شخصیت تھی، دھولپور میں غالباً 36-1935 میں بر مکان سید ...الوہاب انتقال کیا۔

...لعہ میر ہدایت علی کا

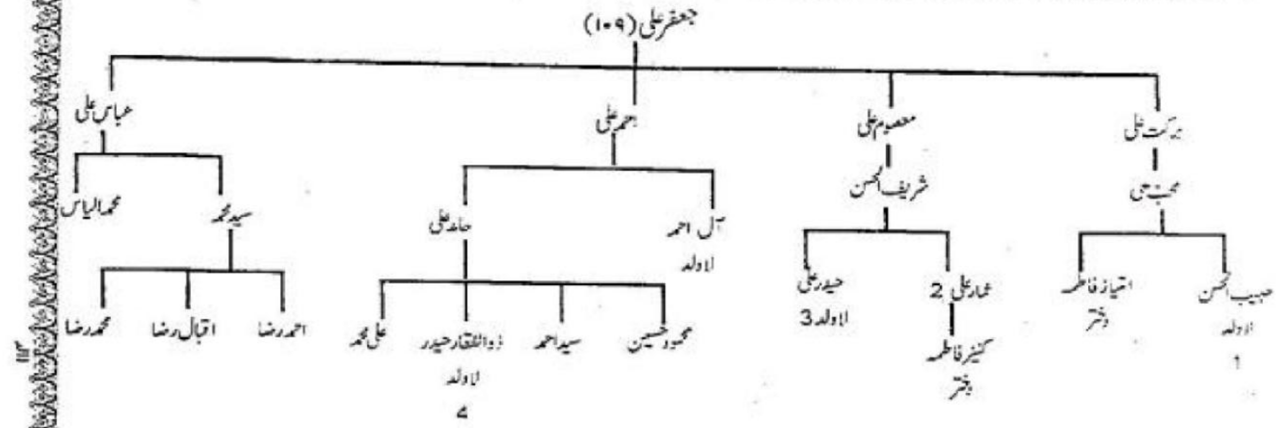
میر ہدایت علی کی مدخولہ مسماۃ "ہیرا" تھی جو جوگن قوم سے متعلق تھی، جہاں کی تھی وہیں انتقال کیا، ان سے (میر ہدایت علی ...ے) ایک بیٹی "کلیمن" تھی جو منکوحہ صاحب اولاد از میر روشن علی والد امداد علی سلطان پور تھی۔ میر ہدایت علی نے ایک نہایت شاندار کوٹھی ...بنوائی تھی جس کا نقشہ "کپتان بیل" نے 12 فروری 1866ء کو بنایا 1874ء میں تعمیر شروع ہوئی اور 1889 میں میر اشرف علی نے ...مکمل کی۔

...ید اشرف علی

1830ء میں پیدا ہوئے 1855 کو فوج میں ملازمت کی اور اسی سال تحصیلدار ہو گئے 6 جنوری 1890ء کو انتقال کیا۔

...رسالدار میجر برکت علی کے متعلق زمیندار اخبار 14 فروری 1910 مطابق 9 ربیع الثانی 1333ھ میں شائع ہوا کہ ایسٹ انڈیا ایسوسی ...ایشن کے جلسہ میں لارڈ "منٹو" نے صدارت کی جس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ رسالدار میجر برکت علی جیسے لوگ جنہوں نے کرانوز ...جرنل کے تحت شاندار خدمات ادا کیں، کیوں نہ دیسی لوگوں کو انگریزوں کی طرح ترقی دی جائے ☆

(☆ تحریر رضا)



1 (حبیب الحسن کو انگریزوں نے کالا پانی بھجوایا) (جزائر انڈمان و نکوبار، بحر ہند)

2 (عمار علی 1947ء کے فسادات میں قتل ہوئے)

3 (حیدر علی 1947ء کے فسادات میں قتل ہوئے)

4 (ذوالفقار حیدر 1944ء میں ہندوؤں کے ہاتھوں مارے گئے)

...ضا

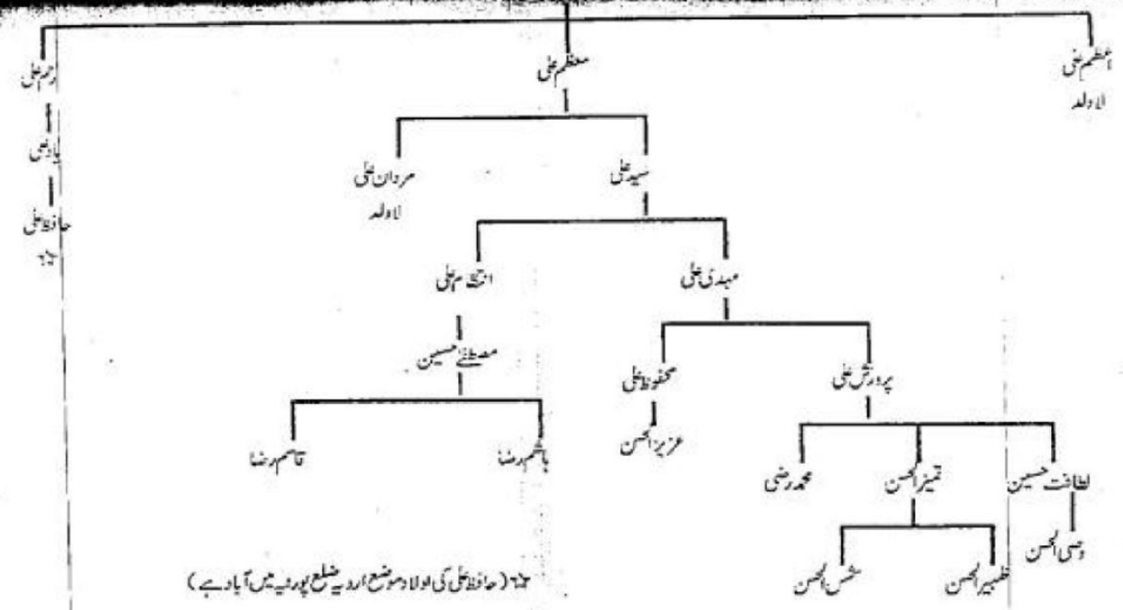
خاندان جعفر علی میں کیا اہل موہنہ میں سید محمد رضا ایک نمایاں شخصیت ہیں، ابتداء میں انجمن یادگار حسینی کے جنرل سکریٹری ...بنک میں ملازمت کی اور ریجنل منیجر ہو کر ریٹائرڈ ہوئے، بڑے مذہبی، با اخلاق اور با مروت ہیں۔ ان کے برادر بزرگ سید ...رضا معروف سوز خواں تھے۔

...ن ترقی المومنین

سادات موہنہ کی ایک تنظیم "انجمن ترقی المومنین سادات موہنہ" کے نام سے 1942ء سے قائم ہے اب بھی ہر سال اس ...ن کے زیر اہتمام محلہ شاہ گرد ویز میں سید احمد رضا وغیرہ کے مکان پر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ عشرہ محرم میں مجالس عزا کا اہتمام ...جاتا ہے جس میں لنگر تقسیم ہوتا ہے یہیں سے ایک جلوس عزا برآمد ہو کر حویلی مریدشاہ میں اختتام پذیر ہوتا ہے۔

- (سید رضی) ۱۰۳
  - سید طاہر
    - سید محمد کاظم 2
      - عزیز اللہ
        - علی اصغر — لاولد
        - ابوالقاسم 3
          - ابوالہاشم
            - تراب علی 1
            - محمد حسن
            - زین العابدین — ۱۱۷
        - محمد اعظم
          - محمد شجاع 4 — ۱۱۸
          - نامدار علی
    - سید نصیب — (۱۱۹)
  - سید عرب (۱۱۷)

1 تراب علی کو گلدستہ نقویہ میں شریف علی لکھا گیا ہے۔
2 سید محمد کاظم کا نام بحفاظہ شجرہ پروش علی زائد ہے
3 سید محمد قاسم کا نام بحفاظہ شجرہ پروش علی زائد ہے
4 سید محمد شجاع کا نام پروش علی کے شجرہ میں نہیں۔
سید محمد کاظم کا نام گلدستہ نقویہ میں سعد اللہ لکھا ہے



اعظم علی
لاولد
معظم علی
ارحم علی
یاد علی
حافظ علی ☆
سید علی
مردان علی
لاولد
مہدی علی
انجم علی
مصطفےٰ حسین
پرورش علی
محفوظ علی
عزیز الحسن
ہاشم رضا
قاسم رضا
لطافت حسین
تمیز الحسن
محمد رضی
وصی الحسن
ظہیر الحسن
شمس الحسن
☆(حافظ علی کی اولاد موضع اردیہ ضلع پورنیہ میں آباد ہے)

سید پرورش علی

سید پرورش علی نے بڑا کام یہ کیا کہ سادات موہنہ کا شجرہ نسب بڑی جستجو اور محنت سے سالہا سال میں مرتب کیا، 1857 میں سادات موہنہ نے ترک سکونت اختیار کی اور دریائے جمنا میں تمام کاغذات شجرہ تلف ہو گئے پھر 1877ء میں سرکاری شجرہ محکمہ ریونیو نے تشکیل کیا جو 1947ء تک چلا آتا رہا لیکن نا قابل اعتبار تھا، 1901ء میں رضا حسین نے یہ شجرہ اپنے سرمایہ رضا میں نقل کیا 1947ء کے بعد یہ شجرہ پرورش علی ان کے پوتے سید ظہیر الحسن کے پاس تھا۔

یہی شجرہ سید عبدالوہاب رسولپوری نے مجھے کراچی سے سید ہاشم حسین سے لا کر دیا جو میں نے نقل کیا ہے، سید ظہیر الحسن نے مجھے شجرہ نہ دیا، بلکہ سید ابن علی کو دیا جنہوں نے گلدستہ "نقویہ" کے نام سے شائع کیا ہے جس میں مجھے سید رضا حسین شجرہ کے مقابلے میں کچھ معمولی فرق نظر آیا۔

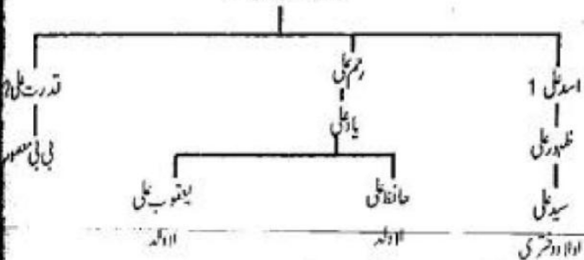
سید ظہیر الحسن

سید ظہیر الحسن نے ملتان میں سوز خانی اور مرثیہ خوانی شروع کی، جذباتی انداز میں سوز خوانی کرتے تھے بہت نڈر اور بے باک انسان تھے کواپریٹو سوسائیٹیز میں انسپکٹر ریٹائرڈ ہوئے۔

سید عزیز الحسن

بہت نڈر اور دلیر انسان تھے بھائی اختر عباس اور فدا حسین چگوڑی اور حسن عباس سلطانپوری اور داروغہ محمد رضی وسولپوری کے ساتھ متحدہ جماعت تھی جو بڑے بڑے کام کرتے تھے۔

(سید محمد شجاع)۱۱۶



1 اسد علی اور رحم علی کے والد کا نام محمد شجاع اور زین العابدین دو مختلف نام ملے ہیں

2 قدرت علی کا اضافہ گلدستہ نقویہ سے کیا گیا

- سید نصیب ۱۱۶
  - غلام علی
    - یار علی
      - سید علی 3
        - فضل علی
          - افضل حسین عرف میر کلو 1
            - نادر علی
              - ظفر علی
                - لاولد
            - نثار علی
              - کرامت علی
                - ولایت علی
                  - لاولد
              - امیر علی
                - امین علی
                  - لاولد
            - بند علی
              - امداد علی
                - زیب النساء
                  - بیوہ
              - گوہر علی 2
                - سردار علی
                  - لاولد
            - قمر علی
              - وزیر علی
                - نظیر حسین
                  - لاولد
              - امجد علی
                - صغرا بیگم
                  - دختر
                    - زاہد حسین
          - شہاب الدین
            - نجیب علی
              - لاولد

...ل حسین کا نام فضل علی لکھا گیا ہے۔ (گلدستہ تقویہ)

...یک میں گوہر علی لاولد درج ہے ان کی بیوہ کا نام رونق النساء درج ہے۔

...ل کا نام گلدستہ تقویہ میں وزیر علی درج ہے۔

سید نصیب ایک محلّہ

سید نصیب نے ایک محلہ بنام خود "نصیب پورہ" موضع اردیہ پرگنہ سلطان پورہ ضلع پورنیہ میں آباد کیا جو اب تک موجود ہے۔ سید محمد اعظم موضع اردیہ ہی میں آباد ہوئے، سید معظم علی ریاست سردھنا کی بیگم کی ملازمت میں تازیست ملازمت کی اور یہاں ہی دفن ہوئے۔

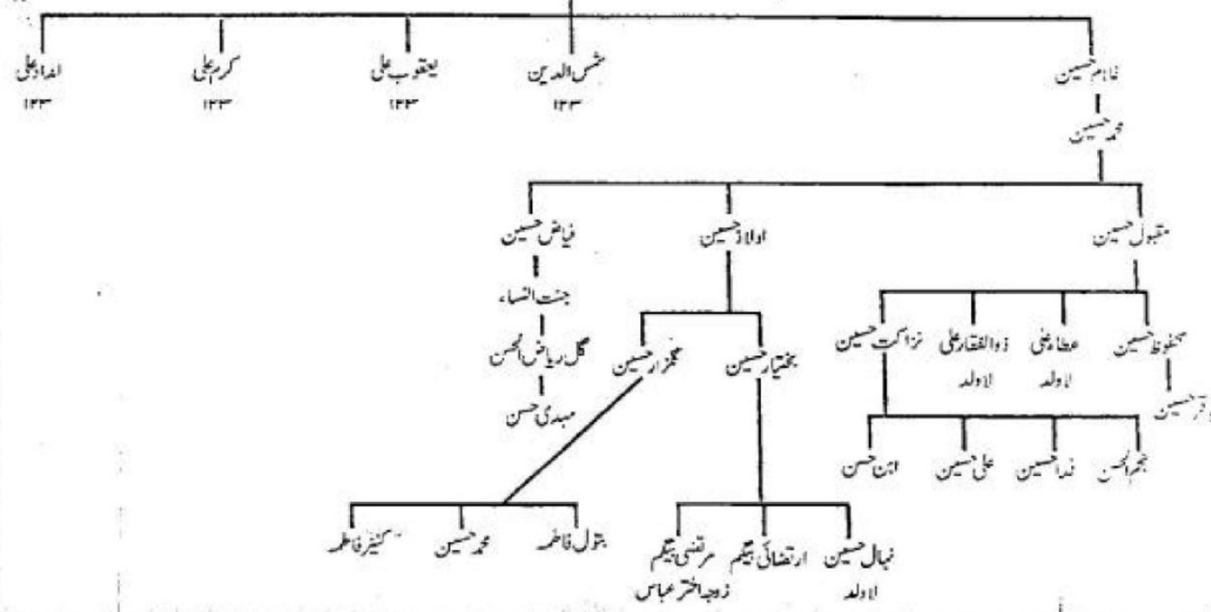
میر محمد شجاع و میر نادار علی ہمراہ نواب سیف خاں بہادر صوبہ بنگال بحیثیت رسالداران پورنیہ آئے، اس اثناء میں راجہ بیر سہائے والئی بیر نگر نے فوج کشی کی برادو برادران نے راجہ کو شکست دیکر نواب کے روبرو زندہ پیش کیا، نواب کا حکم تھا کہ راجہ کا سر کاٹ کر پیش کیا جائے، مگر راجہ نے دونوں بھائیوں کے قدموں پر پگڑی رکھدی اور کہا کہ مجھے زندہ گرفتار کر کے نواب کے روبرو پیش کریں، چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر اس سبب سے نواب ناراض ہو گیا۔ صرف دو مواضعات، "بیلا چاند" اور "بیلا موہن" نسلاً بعد نسلاً عطاء ہوئے اور علاقہ بیر گنج کا محصول دس ہزار روپیہ سالانہ راجہ نے بوجہ احسان مندی برادو برادران کو معاف کیا، کچھ مدت کے بعد ایک روز گائے کے ذبیحہ کی وجہ سے راجہ کو بہانہ ہاتھ آگیا اور مانع ہوا، اس وجہ سے برادو برادران نے صوبہ بنگال کو کفرستان سمجھ کر ترک سکونت کی اور موجہ میں آکر فوت ہوئے، بعد ازاں ان کی اولاد میر اسد علی و میر رحم علی و میر قدرت علی پسران محمد شجاع و میر باقر علی پسر رحم علی بمقام پورنیہ ہمراہ سید کمال محمد اور ان کے بیٹے سید اصغر علی چلے گئے، موضع "چاند بیلا" ضلع پورنیہ میں تمام بزرگ دفن ہیں، میر نجف علی میر اصغر علی میر باقر علی، و رحم علی، بمقام پورنیہ محلہ سید واڑہ میں مدفون ہوئے۔

سید عرب ۱۱۶
- سید عماد
  - کمال محمد
    - امجد علی
      - عنایت علی — لاولد
      - نجف علی
        - ہدایت علی
        - عطا علی
          - ابوالہاشم
            - وصی الحسن
              - ناصر رضا
              - موسیٰ رضا
          - ابوالقاسم — لاولد
          - ابوالحسن
            - منزلی بیگم
          - وجیہ الحسن — لاولد
          - شبیہ الحسن — لاولد
  - سید امان اللہ
    - سعادت علی
      - مظہر علی — لاولد
    - ولی حسن
      - مظفر علی
        - مسماۃ عظیماً دختر زوجہ انور علی

☆ اولاد سید عرب محلہ سید واڑہ امروہہ میں آباد ہوئی۔ سید عرب نے ایک محلہ بنام خود عرب پورہ آباد کیا اور 1086ھ بعد عالمگیر عرب پورہ میں مسجد تعمیر کرائی، جو اب تک موجود ہے اور موہنہ میں بھی ایک محلہ "عرب پورہ" اور ایک مسجد بھی تعمیر کی

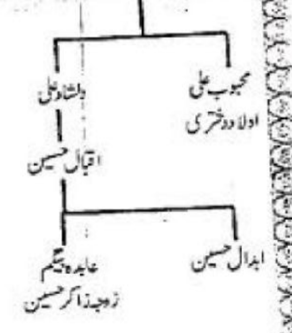
شمس الدین 103
- تاج الدین
  - سید سجاد
    - [illegible] علی — لاولد
    - مظفر علی
      - ناصر علی
        - امانت علی
          - نجف علی
            - [illegible]ف النساء
            - جیبو
            - آصف علی
              - نفیس النساء
            - افضل حسین
              - حیدری بیگم
              - نجفی بیگم
      - سید مرتضیٰ
        - محمد شجاع
          - نجابت علی ۱۲۲
            - غلام حسین
            - شمس الدین
            - یعقوب علی
            - کرم علی
            - امداد علی
  - سید قاسم ۱۲۴

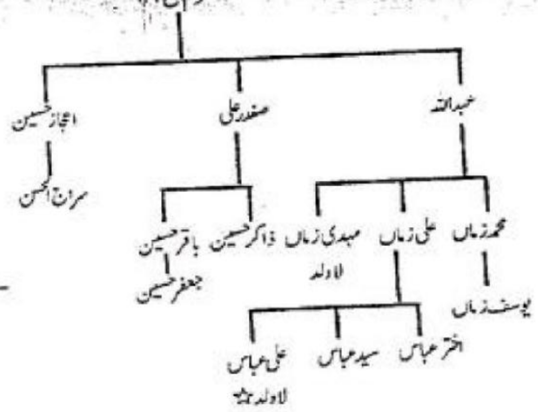
از گلدستۂ نقویہ ابن علی

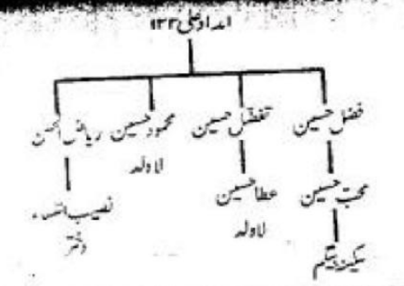


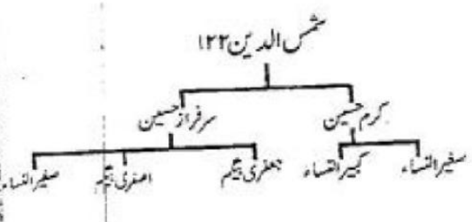
نجابت علی (121)
غلام حسین
شمس الدین ۱۲۳
یعقوب علی ۱۲۳
کرم علی ۱۲۳
امداد علی ۱۲۳
محمد حسین
مقبول حسین
اولاد حسین
فیاض حسین
محفوظ حسین
عطا علی
لاولد
ذوالفقار علی
لاولد
نزاکت حسین
باقر حسین
نجم الحسن
ندا حسین
علی حسین
ابن حسن
بختیار حسین
گلزار حسین
نہال حسین
لاولد
ارتضائی بیگم
مرتضیٰ بیگم
زوجہ اختر عباس
بتول فاطمہ
محمد حسین
کنیز فاطمہ
جنت النساء
گل ریاض الحسن
مہدی حسن

زوجہ اختر عباس لاولد

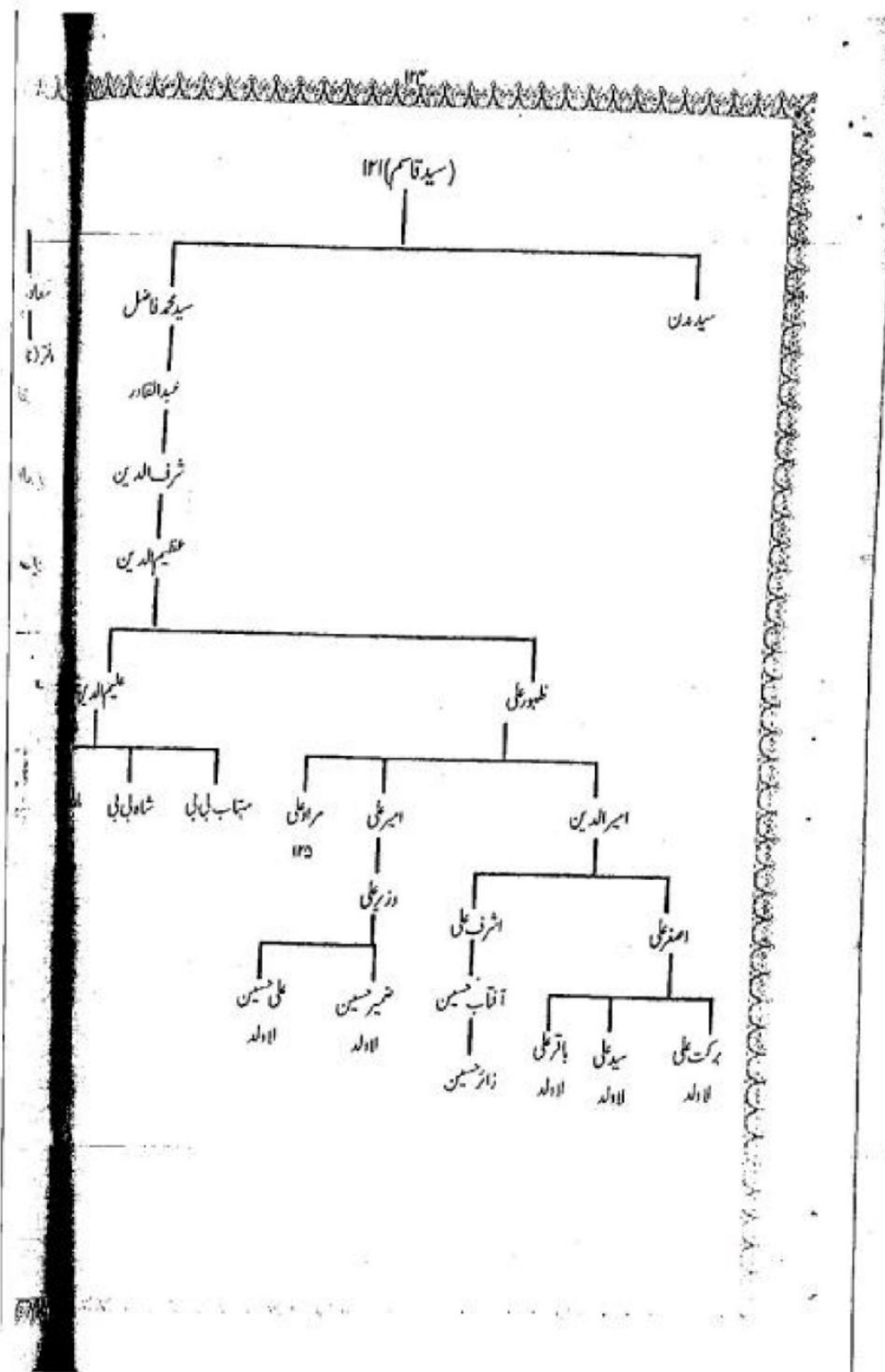


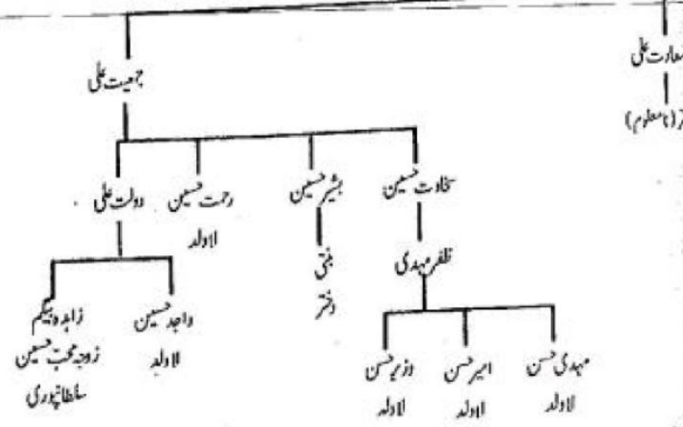


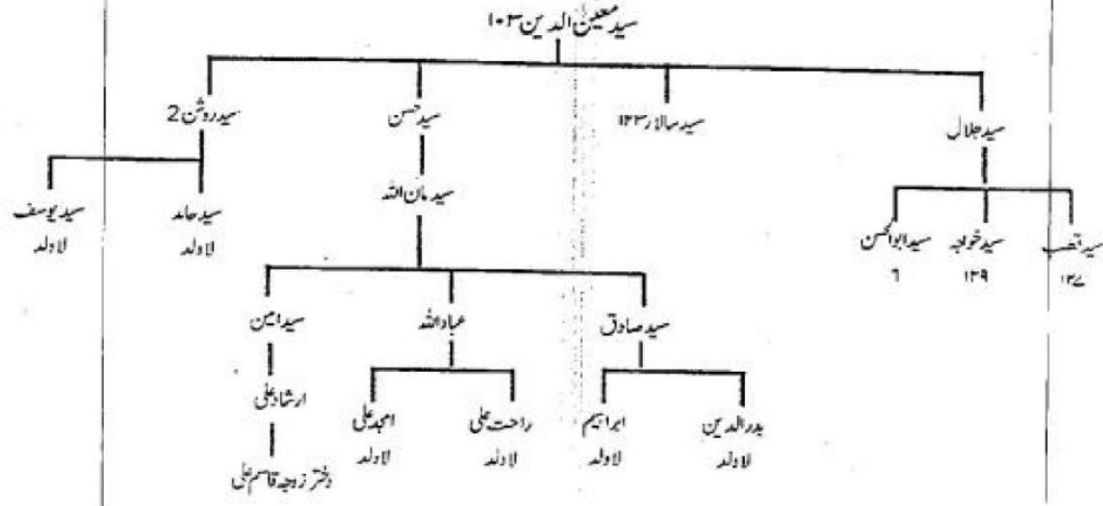




☆علی عباس 1947 کے فسادات میں شہید ہوئے۔
بعض جگہ یہ نام لطیف النساء بھی تحریر ہے۔
ذاکر حسین صاحب کے پاس بھی ایک شجرہ نسب تھا لیکن یہ مجہول قسم کا تھا اس لئے اس سے استفادہ نہ کیا گیا


(سید قاسم) ۱۲۱
سید محمد فاضل
سید مدن
عبد القادر
شرف الدین
عظیم الدین
علیم الدین
ظہور علی
مہتاب بی بی
شاہ بی بی
مراد علی
۱۲۵
امیر علی
امیر الدین
وزیر علی
اشرف علی
اصغر علی
علی حسین
لاولد
ضمیر حسین
لاولد
آفتاب حسین
زائر حسین
باقر علی
لاولد
سید علی
لاولد
برکت علی
لاولد

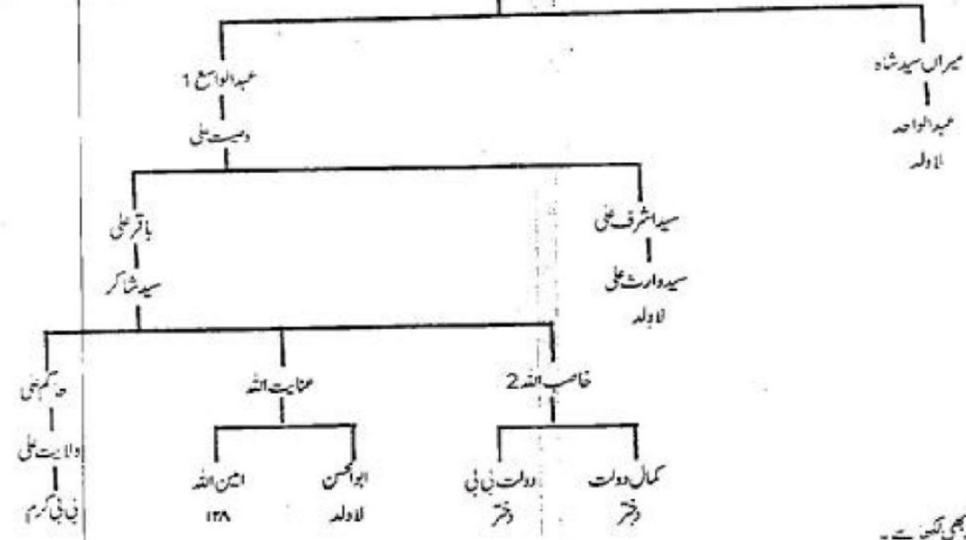

(مراد علی) ۱۲۴
سعادت علی
دختر (نامعلوم)
جمعیت علی
سخاوت حسین
بشیر حسین
رحمت حسین
لاولد
دولت علی
ظفر مہدی
بنتی
دختر
واجد حسین
لاولد
زاہدہ بیگم
زوجہ محب حسین
سلطانپوری
مہدی حسن
لاولد
امیر حسن
اولد
وزیر حسن
لاولد



1 سید ابوالحسن نے اور انکی اولاد نے بعجہ نااتفاقی باہمی کڑہ مانک پور میں سکونت اختیار کی

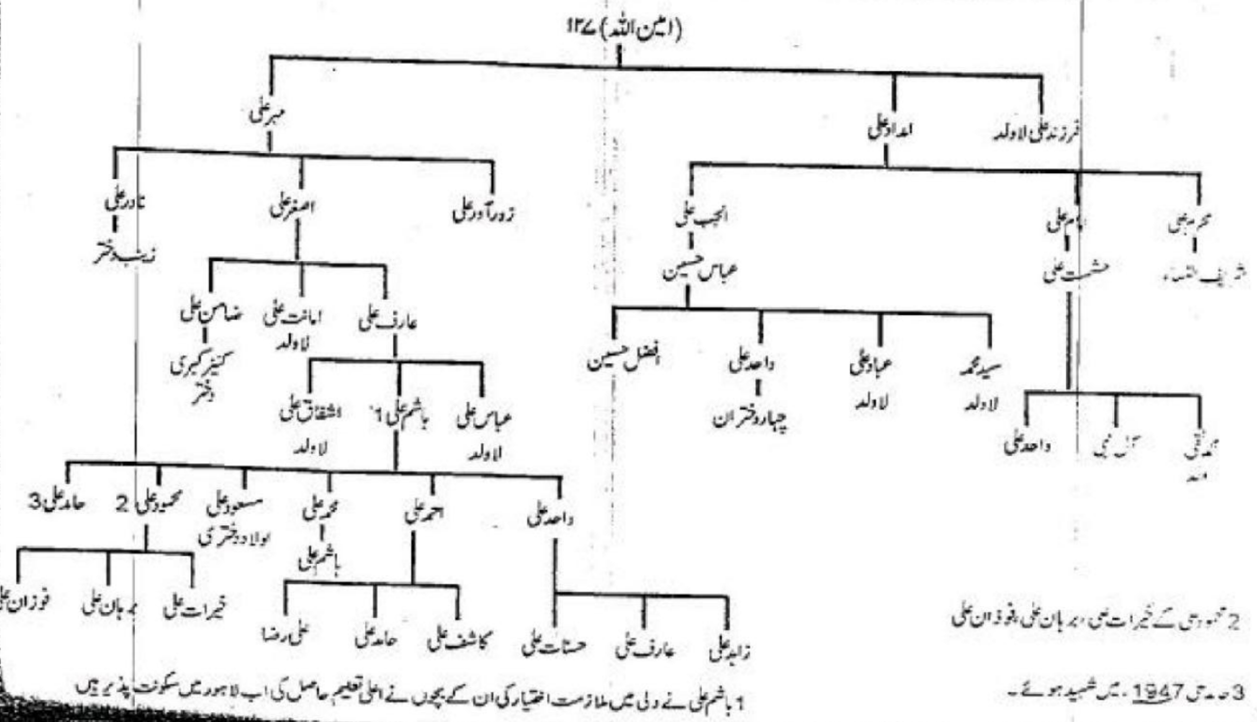
2 سید روشن کا نام سید حسین بھی لکھا ہے، نیز سید حسن و سید روشن یا سید حسین کو سید سالار کے پسران بھی لکھا ہے۔

(سید قطب) ۱۳۶



1 عبدالواسع کا نام عبداللہ بھی لکھا ہے۔

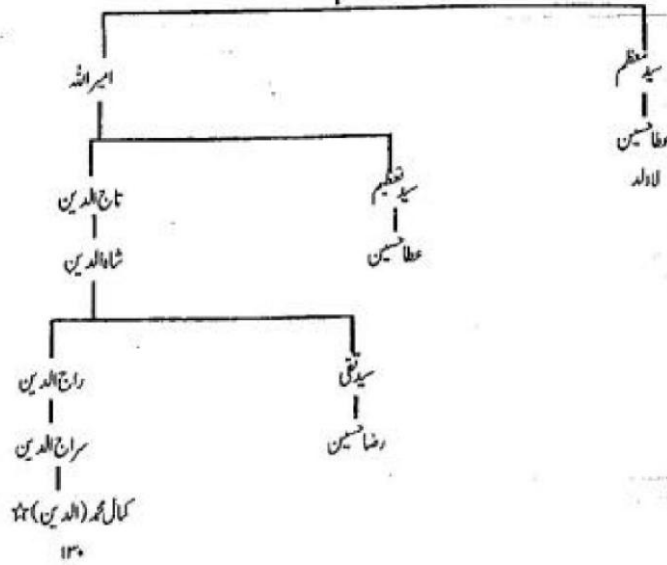
2 خاصب اللہ کا نام صاحب اللہ بھی لکھا ہے۔



1 ہاشم علی نے دلی میں ملازمت اختیار کی ان کے بچوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اب لاہور میں سکونت پذیر ہیں

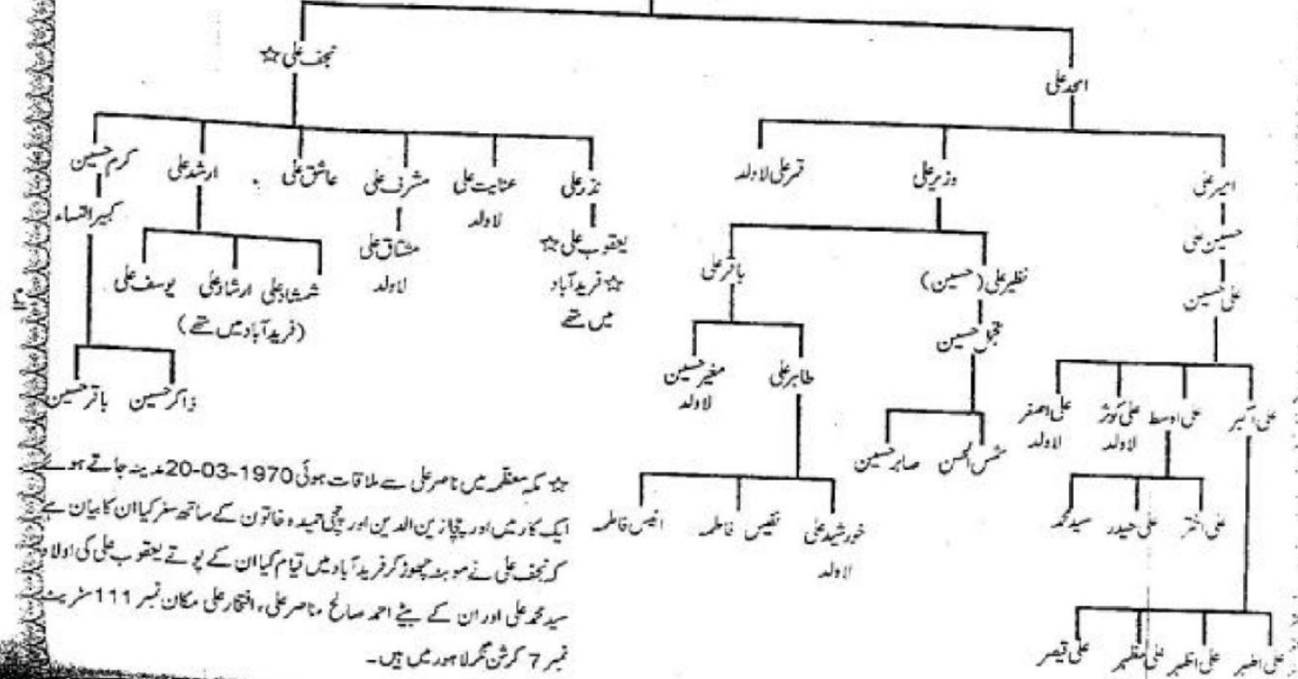
2 محمود علی کے خیرات علی، برہان علی، فوزان علی

3 حامد علی 1947ء میں شہید ہوئے۔



☆ سید ابن علی نے گلدستۂ نقویہ میں سید کمال محمد کے فرزند کا نام سید حسن تحریر کیا ہے ان کے امجد علی اور نجف علی درست طور پر دو فرزند لکھے ہیں۔

سید کمال محمد (سید کمال الدین محمد) ۱۳۹



☆ مکہ معظمہ میں ناصر علی سے ملاقات ہوئی 1970-03-20 مدینہ جاتے ہوئے ایک کار میں اور پچا زین الدین اور چچی حمیدہ خاتون کے ساتھ سفر کیا ان کا بیان ہے کہ نجف علی نے موہبہ چھوڑ کر فرید آباد میں قیام کیا ان کے پوتے یعقوب علی کی اولاد سید محمد علی اور ان کے بیٹے احمد صالح ، ناصر علی ، افتخار علی مکان نمبر 111 سٹریٹ نمبر 7 کرشن نگر لاہور میں ہیں۔

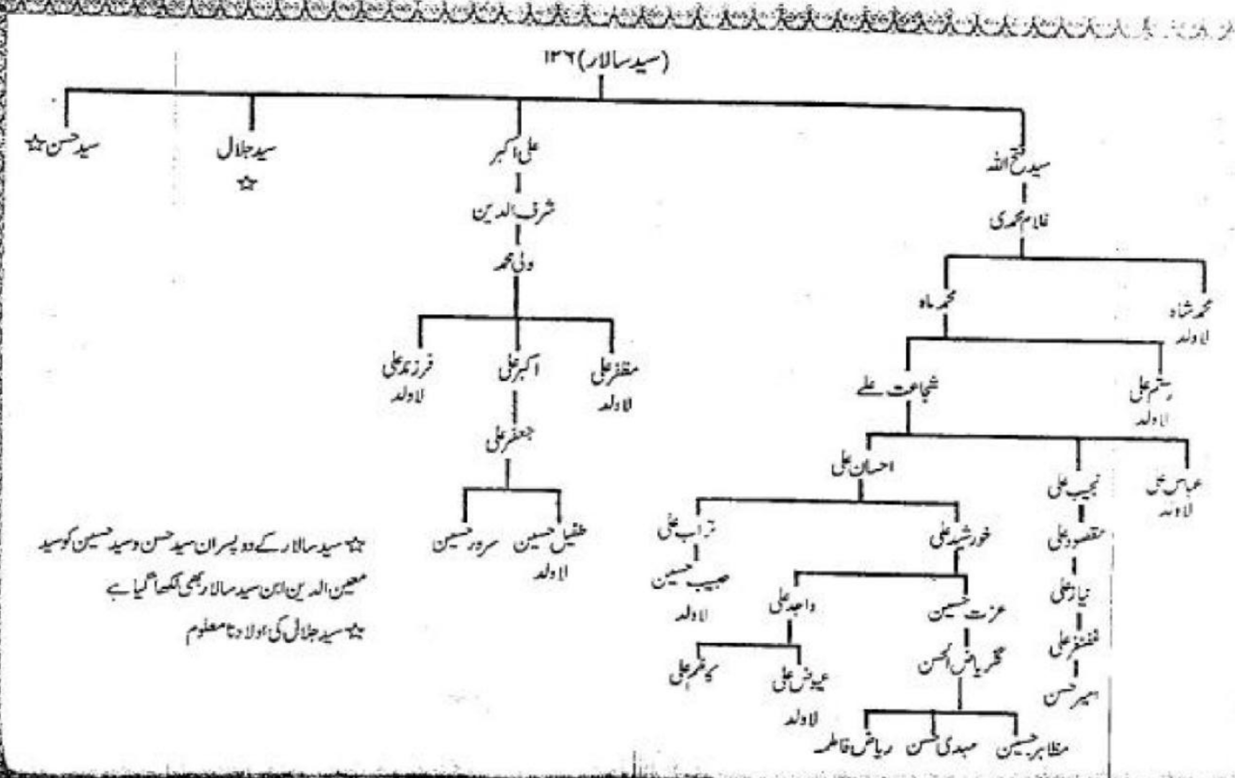
ال محمد

سات سو پچاس بیگہ اراضی از سواد قصبہ ریواڑی "موضع روزینہ" پرگنہ ریواڑی بموجب فرمان جلال الدین اکبر
2 رمضان 970ھ جاگیر سید کمال قرار پائی اور اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جاگیر پہلے سے سید کمال کے تصرف وملکیت
ان کے علاوہ خطہ دہلی میں بھی ان کے پاس جاگیر تھی، جب جہانگیر دہلی سے خسرو کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا تو "سلطان پور" پہنچا
ت بارہہ" کے ساتھ سید کمال اور ان کے بھائی نے ہراول دستہ کی قیادت کی اور میدان جنگ میں جوانمردی کے ایسے جوہر
ر شجاعت و جوانمردی بھی عش عش کر اٹھی، سید سردار سیف خاں سادات بارہہ اور سید عبداللہ خاں سلطانپوری ان کے ساتھیوں
تھے (تزک جہانگیری 91-90)

سید علی حیدر ابن سید علی اوسط اور ان کی اولاد ممتاز آباد ملتان میں مذہبی امور میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اسی لئے ان
پاہ سپاہ صحابہ کے دہشت گردوں نے دو مرتبہ حملہ کیا ان کے دو بیٹے ان حملوں میں شدید زخمی ہوئے لیکن اللہ تعالی نے ان کی
لی گرا بتی حیدر کی ایک ٹانگ کاٹی گئی، اور ایک ہاتھ بھی متاثر ہوا۔

ی اختر

سید علی اوسط کے بڑے صاحبزادے ہیں، 1931ء میں چکوڑ خیال میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم موضع چکوڑ سے حاصل
پور سے مڈل کیا، پھر گورنمنٹ ہائی سکول پلول میں داخل ہو گئے، پاکستان بننے کے بعد ملتان مسلم ہائی سکول سے میٹرک کیا اور
ی ملتان سے بی اے آنرز کیا۔ بکاری کے مقابلہ کے امتحان میں کامیابی کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان میں ٹریننگ لی،
ک آف پاکستان میں ملازمت اختیار کی، منیجر، زونل منیجر، ریجنل منیجر کے عہدوں پر کام کیا اور بطور زونل ہیڈ کریڈٹ
199ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ گورنمنٹ آف پاکستان نے مفلوج صنعتی اداروں کی بحالی کیلئے جو کمیٹی بنائی اس کے چیئرمین
ران ملازمت بنک الجزیرہ سعودی عرب میں ½6 سال بطور سینئر وائس پریذیڈنٹ کام کیا۔



☆ سید سالار کے دو پسران سید حسن و سید حسین کو سید معین الدین ابن سید سالار بھی لکھا گیا ہے

☆ سید جلال کی اولاد نامعلوم

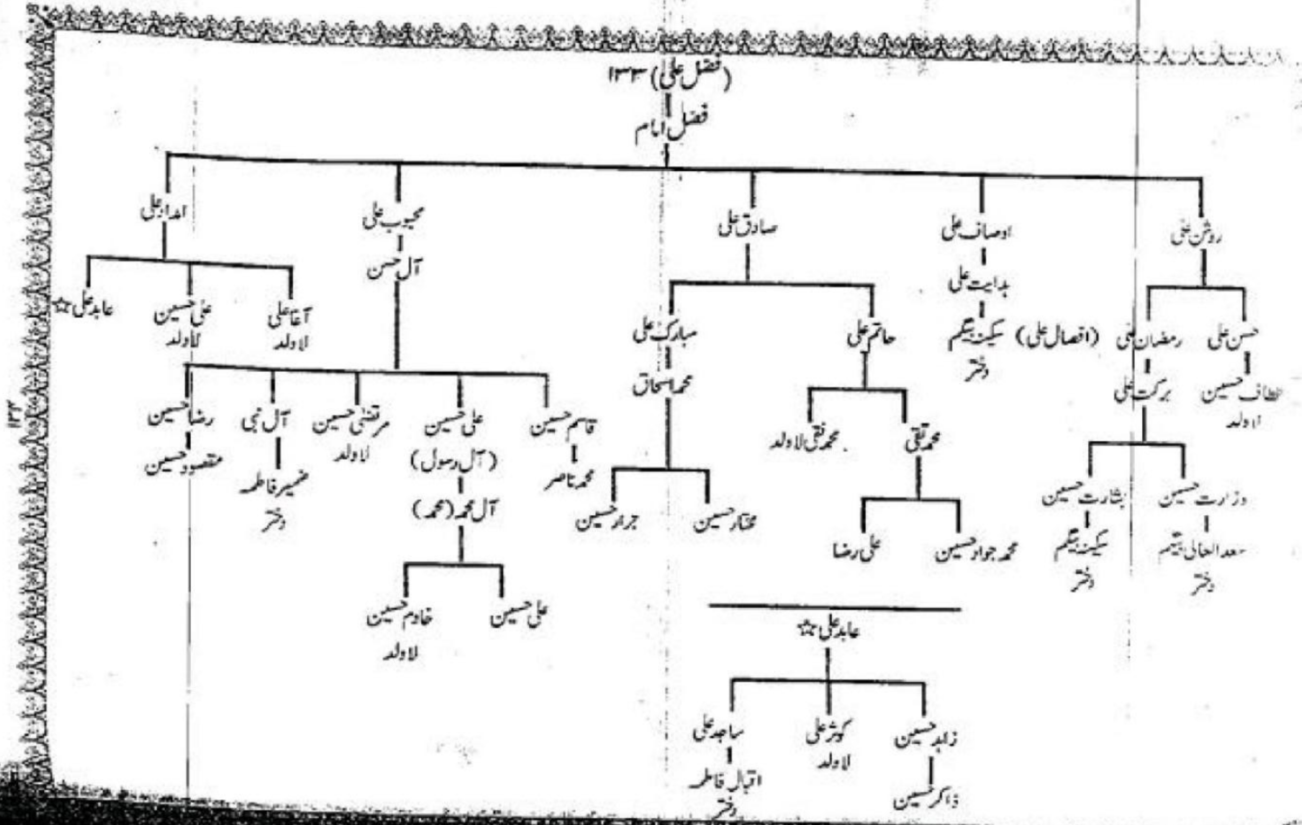
(سید لاڈلے) ۱۰۳

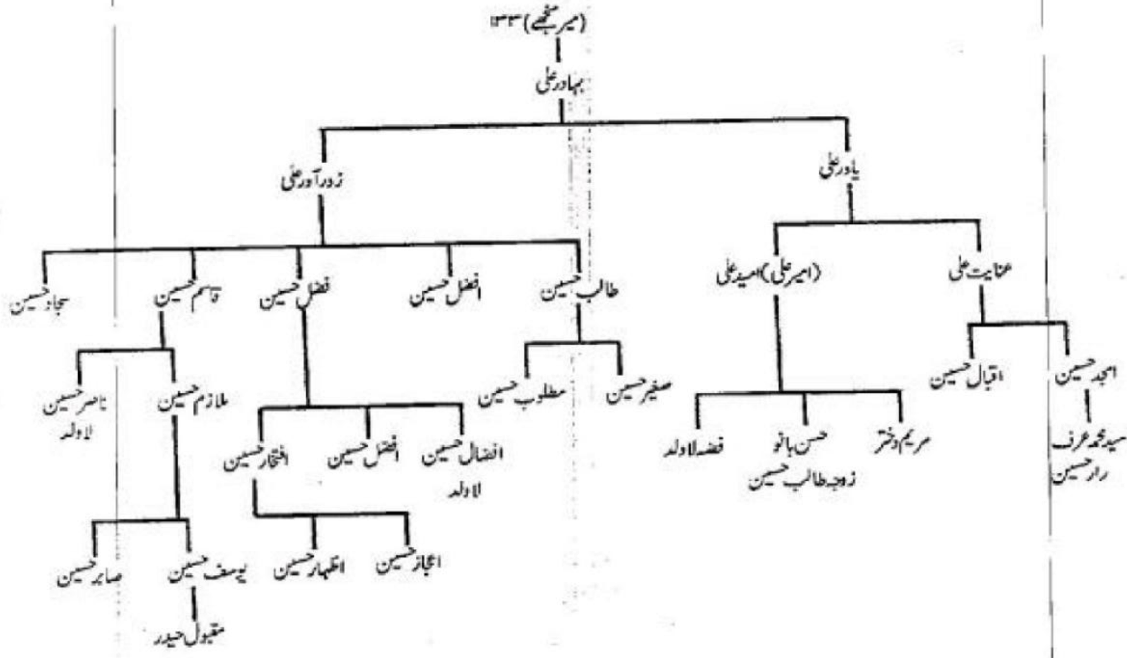
سید مسیح (سیدن شیخ)

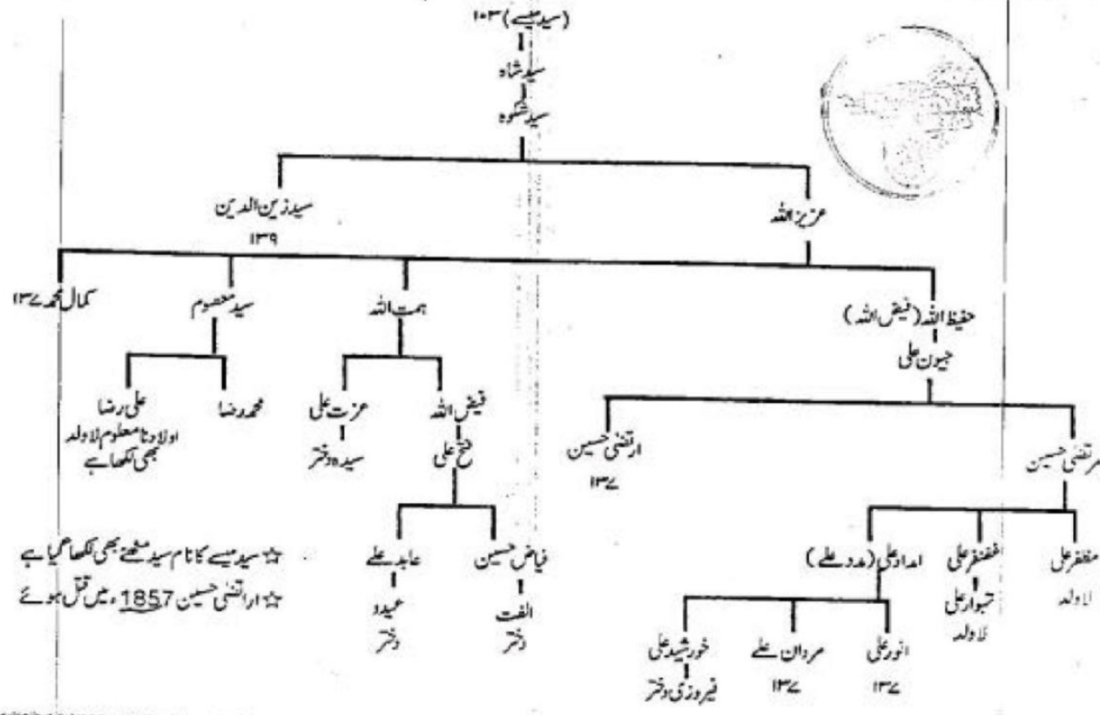
سید ملوک

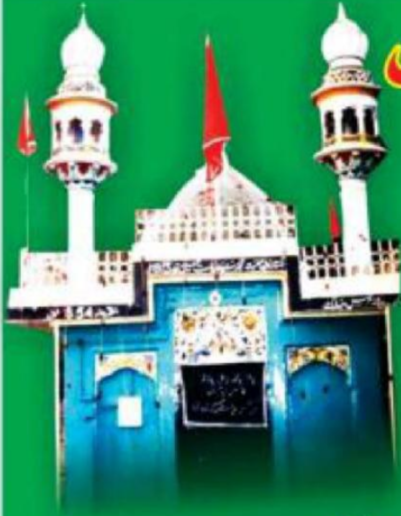
- سید محمد خاسے
  - فتح محمد
    - محمد ماہ — لاولد
    - امام شاہ
      - علی اکبر
        - سید کلو — لاولد
        - سید داری — لاولد
        - جیون علی — لاولد
        - غضنفر علی
          - حیدر علی
            - ہاشم علی
              - ہامی بیگم — دختر
              - عالیہ بیگم — دختر
            - قائم علی
              - ممتازی بیگم — دختر
              - دختر
          - کاظم علی
            - اعظم علی
              - صفیا دختر زوجہ مشتاق علی
        - جعفر علی
          - سید شاہ
          - سلیم شاہ
        - اکبر علی — لاولد
- سید کالے
  - سید شاکر — لاولد
  - سید محمد صالح
    - سید محمد غوث
      - سید فضل علی ۱۳۳
      - سید مجھے ۱۳۵
      - پیر محمد
        - سید اجمیری — لاولد

سید شاہ اور سلیم شاہ دونوں نے سلطان پور میں سکونت اختیار کی


(فضل علی) ۱۳۳
فضل امام
روشن علی
اوصاف علی
صادق علی
محبوب علی
امداد علی
حسن علی
رمضان علی
الطاف حسین
لاولد
برکت علی
وزارت حسین
بشارت حسین
سعد العالی بیگم
دختر
سکینہ بیگم
دختر
ہدایت علی
سکینہ بیگم
دختر
(اقبال علی)
حاتم علی
مبارک علی
محمد تقی
محمد نقی لاولد
محمد جواد حسین
علی رضا
محمد اسحاق
مختار حسین
جرار حسین
آل حسن
قاسم حسین
محمد ناصر
علی حسین
(آل رسول)
آل محمد (محمد)
علی حسین
خادم حسین
لاولد
مرتضیٰ حسین
لاولد
آل نبی
ضمیر فاطمہ
دختر
رضا حسین
مقصود حسین
آقا علی
لاولد
علی حسین
لاولد
عابد علی ☆
عابد علی ☆
زاہد حسین
ذاکر حسین
کوثر علی
لاولد
ساجد علی
اقبال فاطمہ
دختر


(میر مجھے) ۱۳۳
بہادر علی
زور آور علی
یاور علی
طالب حسین
افضل حسین
فضل حسین
قاسم حسین
سجاد حسین
(امیر علی) امید علی
عنایت علی
صغیر حسین
مطلوب حسین
مریم دختر
حسن بانو
زوجہ طالب حسین
قضہ لاولد
اقبال حسین
امجد حسین
سید محمد عرف
راہر حسین
افضال حسین
لاولد
افضل حسین
افتخار حسین
ملازم حسین
ناصر حسین
لاولد
اعجاز حسین
اظہار حسین
یوسف حسین
صابر حسین
مقبول حیدر


(سید میسے) ۱۰۳
سید شاہ
سید شکوہ
سید زین الدین
۱۳۹
عزیز اللہ
کمال محمد ۱۳۷
سید معصوم
ہمت اللہ
حفیظ اللہ (فیض اللہ)
جیون علی
علی رضا
اولاد نامعلوم لاولد
بھی لکھا ہے
محمد رضا
عزت علی
سیدہ دختر
فیض اللہ
فتح علی
ارتضیٰ حسین
۱۳۷
مرتضیٰ حسین
عابد علی
عیدو
دختر
فیاض حسین
الفت
دختر
امداد علی (مدد علی)
غضنفر علی
تہوار علی
لاولد
مظفر علی
لاولد
خورشید علی
فیروزی دختر
مردان علی
۱۳۷
انور علی
۱۳۷
☆ سید میسے کا نام سید مٹھے بھی لکھا گیا ہے
☆ ارتضیٰ حسین 1857ء میں قتل ہوئے



یاحجتہ القائمؑ ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات
السید علاؤالدین رسولدار رحمتہ اللہ
زیدی الحسینی مدینۃ السادات اوچ شریف



نظرِ کرم
سخی السید مروت حُسین زیدی صاحب الحُسینی رسولدار

مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

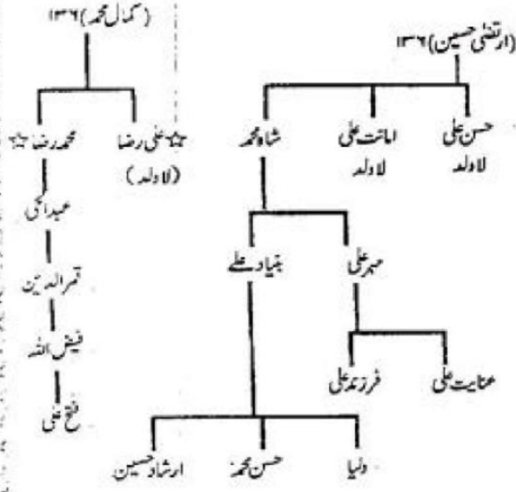
اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان
خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

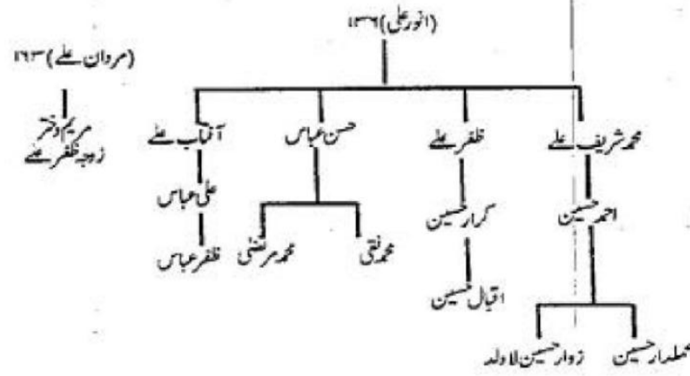
منجانب
السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حُسین زیدی رحمتہ اللہ الحسینی رسولدار

محلہ علی پور پاکپتن شریف

وٹس ایپ نمبر 03007579114





☆ابن علی صاحب نے عبدالحی کو لاولد لکھا ہے جب کہ رضا حسین صاحب ان کو صاحب اولاد سمجھتے ہیں۔

☆فتح علی کے دادا کا نام ہمت اللہ بھی لکھا ہے اولاد پچھلے صفحہ پر تحریر ہے۔

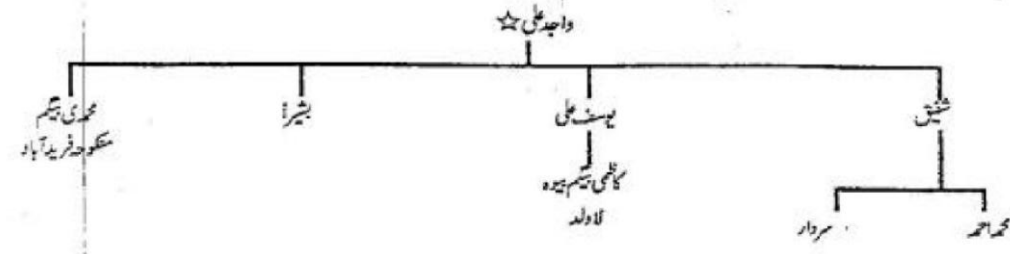
سیدارتضیٰ حسین

سیدارتضیٰ حسین غدر 1857ء میں بمقام بہوندہ قتل ہوئے۔

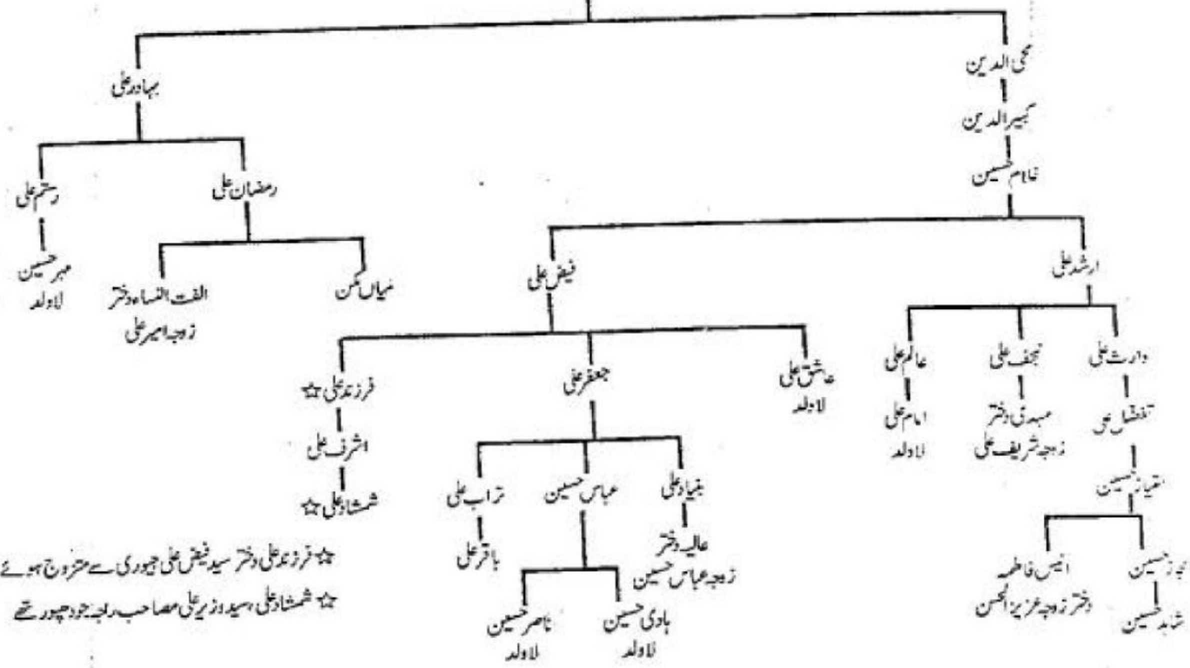
عبدالحی موہنوی

سید محمد رضا و سید ابو رضا دو بھائی تھے۔ ابو رضا کو لاولد کہتے ہیں اور محمد رضا کی دو دختر بتلاتے ہیں ایک "مسماۃ گہان" دوسری "مسماۃ نابینا" دونوں بھائیوں کا باپ کوئی معصوم علی، کوئی کمال کوئی عزیز اللہ لکھتا ہے۔

عبدالحی "دھوج" تحصیل بلب گڑھ کی ایک "چماری" تھی اس کے خاوند نے "سات چوٹی" رکھ کر نکال دیا تھا۔ وہ اپنے پسر کے ساتھ موضع "مالی" تحصیل بلب گڑھ میں اپنے باپ کے پاس آگئی تھی اس کو محمد رضا نے مدخولہ کیا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام حی رکھا۔ یہ چونکہ مالدار تھا اسے پرورش کر کے مسلمان کیا اور اپنی فرزندی میں لیا اور شادی بیاہ کیا اور مر گئے، جائیداد "حی" کے پاس رہی اور سب دولت کا وہی مالک رہا "حی" کی والدہ کا نام "لٹ کٹی" و "میت" تھا۔ (رضا حسین)



☆ واجد علی اور اگی نسل کا نام پیپر بک 1946ء لاہور صفحہ نمبر 10 سے لکھا گیا



☆ فرزند علی دختر سید فیض علی جیوری سے متزوج ہوئے۔
☆ شمشاد علی، سید وزیر علی مصاحب راجہ جودھپور تھے

سیدولی حقانی

"گردیزی ساکن موہنہ چند سال در قصبہ الور سکونت داشت از صلب اوشاں "بی بی مراد" بودند اوشان بی بی مذکورہ تمام اولاد سید اللہ عرف سید کابلی، چنانچہ چار پسر داشتند سید روشن علی، حسن علی، محمد علی، نور علی"

"سیدولی حقانی گردیزی ساکن موہنہ از زمانہ محمد شاہ بادشاہ دہلی بودند۔ (نقل سادات میوات از سید محبوب علی۔ نقل رضا)

میر غلام علی

اصلاح پورب (یوپی) میں ایک معزز عہدہ پر فائز تھے ان کی فیاضی اور سیر چشمی مشہور ہے ان کے صاحبزادے سید محمد اعظم کی اولاد موضع اردیہ پرگنہ سلطانپور ضلع پورنیہ میں آباد ہے۔

نسب سادات رسولپور

...ل پور

...اجداد نے رسول مقبولؐ کے مبارک نام پر اس کا نام رسولپور رکھا زمانہ مہابھارت میں اس کا نام "رام پور" تھا اور وہ مقام تھا ...رام چندر یعنی "کورو پانڈو" کا ملاپ ہوا، یہ علاقہ اور "رتن پور" یعنی سلطان پور کا علاقہ ملی کر ایک ہندو برہمن راجہ کی راجدھانی ...یہ علاقہ اور بلند شہر اور علی گڑھ کا کچھ علاقہ جو سلاطین غور کے زمانہ میں "برن" کہلاتا تھا قطب الدین ایبک (☆ کیفیت شجرہ ...ملکان رسولپور بندوبست قانونی 1877ء) نے اپنے داماد اور نائب السلطنت شمس الدین التمش (☆ مولانا علی تقی) کو ذاتی ...دیدیا تھا 627ھ میں التمش نے اپنے داماد سید شمس الدین گردیزی کو عنایت کر دیا لیکن اجداد سادات سید معین الدین و سید ...الدین نے اور سید سلطان نے اپنی رہائش دہلی میں رکھی، سید معین الدین اور عزیز الدین "اندور" علاقہ میوات میں چلے گئے اور ...ان سلطانپور میں چلے گئے، سید معین الدین گورنر صوبہ میوات کے انتقال پر جب اس نسل پر زوال شروع ہوا تو انہوں نے اپنی ...رخ کیا، موضع کھیلو و جسے فریدر پور کھیلو و کہا جاتا ہے میں سکونت اختیار کی، یہ سو اور سولپور کے ساتھ شمال میں آثار قدیمہ کے ...موجود تھی جسے میں نے بھی دیکھا تھا، رسولپور میں سب سے پہلے "سید محمود" کا مقبرہ تھا جو رسولپور کے گوشہ شمال مغرب میں برلب ...حسن پور پلول واقع تھا اور دوسری قبر سید "سیدن شہید" کی تھی جو مقبرہ سید محمود سے جنوب مغرب اسی تالاب کے کنارے باغ ...کے گوشہ شمال مشرق میں موجود تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ سید محمود اور سید سیدن شہید کے زمانہ میں رسولپور کی آبادی ہوئی سب ...مکان آبادی "محل" کے نام سے تھا جس میں ان اجداد نے رہائش اختیار کی اور پھر ضرورت کے پیش نظر اضافہ ہوتا گیا۔

...ل وقوع

نہر جمن غربی جسے نہر دہلی آگرہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اور بمقام "اوکھلا" قریب دہلی نکل کر آگرہ تک جاتی تھی، کے ...کنارے شمال میں سرسبز و شاداب علاقہ میں آباد تھا، شرق میں موضع بزولی مغرب میں ہوشنگ آباد و جھوکر، شمال میں فریدر ...فریدر پور میسہ، جنوب میں ...نگل سڑک اعظم دہلی آگرہ بمقام پلول سے چار کوس یا چھ میل براستہ روبیہ جھوکر، ہوشنگ آباد ...شرقی سڑک خام پلول حسن پور پر واقع تھا، پلول سے جی آئی پی ریلوے کا اگلا سٹیشن بانسی کھیڑہ براستہ نگل شمال شرق میں تقریبا ...تھانہ و تحصیل پلول ضلع گوڑگانوہ، کمشنری انبالہ اور صوبہ پنجاب تقسیم ہندوستان پندرہ اگست 1947ء سے مشرقی پنجاب ...میں شامل ہو گیا، تین ہزار بیگھہ پختہ بحساب 99 گھونٹہ جریب رقبہ پر حدود تھیں۔ آبادی کا رقبہ تقریبا تیس بیگھہ تھا۔

(17... ایکڑ کل رقبہ اور 20 ایکڑ آبادی)

حدود قدیمہ

خاندان غلاماں کے دور میں پلول تک اور شرق میں معہ سلطانپور بلند شہر تک اور ضلع علی گڑھ کا کچھ علاقہ 1833ء تک جنوب شرق میں موضع للوازی کراولی، جنوب میں موضع نانگل، مغرب میں موضع ہوشنگ آباد و جھوکر شمال میں فریذر پور میہ و کھیلو کے مواضعات شامل تھے۔ لیکن بہادر شاہ ظفر کے دور میں سکڑنا شروع ہو گیا۔ للوازی، کراولی خاندان قاسم وقدرو کے کسی بزرگ نے برہمنوں کی حق دوستی میں بخش دیا۔ ہوشنگ آباد غدر 1857ء کے بعد خاندان جعفر علی و محمد علی نے نیلامی میں خرید لیا، فریذر پور میہ اور کھیلو بھی غدر 1857ء کے اثرات سے نکل گئے کیونکہ سادات منتشر ہو گئی تھی۔

انتظامی صورت حال

خاندان مغلیہ کے عہد تک یہ صوبہ میوات کا حصہ تھا، ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں مہاراجہ گوالیار مرہٹہ کے قبضہ میں چلا گیا تمام ریکارڈ 1877ء سے قبل شجرہ انساب آگرہ میں ہیں، انگریزی افواج کے قبضہ کے بعد 1833ء نواب مرتضیٰ خان ساکن دہلی کی ریاست فیروز پور جھرکہ میں شامل تھا اور کل پیداوار کا تہائی حصہ بطور مالیہ نواب کو ادا کیا جاتا تھا، پرگنہ پلول اور کمشنری دہلی میں شامل تھا نواب سے انگریزوں نے لیکر یہ علاقہ باقاعدہ اپنی تحویل میں لے لیا، 1911ء میں دہلی الگ صوبہ قرار پایا اور یہ علاقہ گوڑگانوہ کی حدود میں شامل کر دیا گیا۔

1947ء کے بعد یہ علاقہ تحصیل پلول اور ضلع فرید آباد میں شامل کر دیا گیا، سمت 1810ء بکری میں سورج مل جاٹ راجہ بھرت پور نے راؤ بہادر سنگھ راجہ گھاسیڑہ (نوح) کو شکست دیکر قتل و غارت کیا اور نواب فوجدار رئیس فرخنگر کو شکست دیکر گرفتار کیا اور اس وقت سادات رسولپور کو تاراج کیا اور علے الخصوص کتب خانہ گھر گھر کے جلا ڈالے۔

مساجد

1- پنج بسوہ والی

یہ رحیم النساء زوجہ نجابت علی نے بنوائی تھی اور یہاں ہی ان کی قبر ہے۔

2- مسجد و امام بارگاہ امیر علی

امیر علی نے بنوائی تھی سرمایہ ظفر علی کا تھا، حسین آباد لکھنؤ کی طرز پر تھی، امام بارگاہ کے اندرونی دالان و عزاخانہ اور دروازہ پتھر کے تھے اور صدر دروازہ بھی شاندار منقش پتھر کا تھا، مسجد بھی شاندار تھی، دونوں عمارتیں بیگاہ روس پتھر کی سیڑھیوں کی بلندی پر واقع تھیں۔

دالان جس میں علم نصب ہوتے تھے وہ بھی 3 فٹ بلند تھا اور اس کے نیچے تہہ خانہ تھا جس میں سامان عزاداری رکھا جاتا تھا یہ تہہ خانہ مکان اکبر حسنین کے اندر واقع تھا اور اسی میں تہہ خانہ کا دروازہ تھا۔ دالان کے ساتھ عزاداری کا ہال تھا جس میں عزاداری ہوتی تھی اس کے سامنے صحن امام بارگاہ اور چاہ اور جانب شمال قبور امیر علی، حسن علی و محمد اسحاق تھیں، مغرب میں مسجد کا وضو خانہ اور صحن تھا ایام محرم اور چہلم میں مشہور زمانہ علماء آتے تھے۔

3- مسجد بوتل والی

اسکی چھت بوتل نما تھی، خاندان انظار عباس و آل احمد وغیرہ کی تھی۔

4- مسجد تکیہ والی

یہ رسولپور کے جنوب میں سکول کے برابر تھی، میر پرورش علی نے بنوائی تھی خاندان نوابان اور سکول کے بچے نماز ادا کرتے تھے اس مسجد میں نواب احمد علی اذان دیتے تھے جو نہایت شاندار لہجہ اور بلند آواز میں ہوتی اور 2 سے 3 کوس تک سنائی دیتی۔

5- مسجد رضا علی

یہ مسجد رضا علی مشہور تھی شمال مغربی کونہ میں بلندی پر مکان رضا علی کے برابر واقع تھی اس میں محمد تقی اور بدر الحسن کے خاندان نماز پڑھتے تھے اور نصرت علی شہید دلآویز اور سریلی آواز میں آذان دیتے تھے 30 مئی 1947 کو انہوں نے اسی مسجد میں مینار پر چڑھ کر جان بچانے کی کوشش کی مگر منگل چمار نے جوان کی رعایا تھا اور مذہباً سکھ ہو گیا تھا نے اتار کر شہید کر دیا۔

6- امام بارہ گاہ پنجائتی

یہ نواب پرورش علی نے بنوایا تھا ان کی قبر بھی اسی میں تھی یہ زندگی بھر امام بارگاہ کے اخراجات پورے کرتے رہے اور ان کے مرنے پر پورا گاؤں اخراجات برداشت کرتا تھا لیکن کنٹرول نواب خاندان کا تھا شاندار مجالس برپا ہوتی تھیں۔

7- امام بارگاہ بنگلہ والا

یہ خاندان ذوالفقار علی کا مشترکہ تھا جس میں سارا خاندان اخراجات برداشت کرتا تھا۔ تعمیر اونچی سطح پر تھا صحن تھا اور سیڑھیاں تھیں مغرب میں دالان اور اس کے نیچے تہہ خانہ تھا جس میں گرمیوں کے ایام میں لوگ دوپہر گزارتے تھے جنوب میں عزا خانہ تھا جس کے نیچے 5-4 کمرے تھیں ان میں گیا سوبنی اور اعظم بیوری ورزی اور یادر علی کاروبار کرتے تھے۔ اسی میں عالم

فاضل علماء، فضلاء اور ذاکر اور نامور مرثیہ خواں اشتیاق حسین وغیرہ مرثیہ خوانی کرتے تھے۔ اور سب سے زیادہ رونق اور جوش و خروش و عقیدت اور گریہ یہاں ہی ہوتی تھی۔

امام بارگاہ تفضّل حسین

یہ کپتان تفضل حسین نے 1940ء میں بنوایا تھا۔ دو درجوں پر مشتمل تھا پختہ عمارت تھی اسکی پشت پر جانب مشرق اس خاندان کے مکانات تھے، احمد حسین ریٹائرمنٹ کے بعد معہ کاہتی کے اس میں رہتے تھے۔ کپتان صاحب ایام محرم میں گوالیار سے آتے تھے بڑی شاندار مجالس ہوتی تھیں۔

امام بارگاہ دادی ذکی

یہ پرورش علی کی ذاتی جائیداد (زمین) پر محمد نسیین، محمد مبین نے اپنی ہمشیرہ ذکی فاطمہ زوجہ کفایت علی کے نام پر بتول النساء دختر بہادر علی کے مکان میں 1935-36 میں بنوایا تھا، چونار پختہ تھا بڑا ہال کمرہ تھا اور عزاخانہ بلند کرسی پر ہال کے اندر تھا جس کے نیچے تہ خانہ تھا۔ محمد نسیین، محمد مبین، پرورش علی سلطانپوری جو میرٹھ میں رہتے تھے ایام عزا میں رسولپور آتے یہ دونوں بھائی محرم چہلم کے نام سے مشہور تھے اور نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ عزاداری کرتے تھے۔ دادی ذکی کی تمام عمر 1947ء تک اسی میں رہائش پذیر رہیں۔

حویلی امیر علی نظیر علی

نظیر علی کے سرمایہ سے امیر علی نے تعمیر کرائی دو درجہ حویلی تھی اوپر رہائش رہتی تھی نیچے 4 کمرے اور دالان تھا سب چونار پختہ تھا اوپر آمنے سامنے کمرہ اور دالان درمیان میں صحن اور چھت، شمال میں داروغہ محمد رضی وغیرہ رہتے تھے صدر دروازہ نہایت قیمتی منقش پتھروں پر مشتمل تھا اور ڈیوڑھی تھی 1947ء کے بعد جس ہندو نے یہ حویلی لی سنا گیا ہے کہ کئی لاکھ روپے میں فروخت کی۔

نوہرہ و حویلی محمد اسحاق

یہ بھی امیر علی نے نظیر علی کے سرمایہ سے تعمیر کیا تھا صدر دروازہ دو منزلہ بطرف شمال عمارت پر مشتمل تھا جس کے اوپر نہایت شاندار عمارت تعمیر تھی اور بڑی خوبصورت تھی اس کے بعد صحن تھا اور مغرب اور مشرق میں دو بیٹھکیں تھیں اور جانوروں کے لئے پختہ لمبے لمبے کمرے تھے۔ درمیان میں کنواں اور اصطبل تھا جس میں شاندار گھوڑے باندھے جاتے تھے، مشرق میں رہائشی چونار پختہ ڈیوڑھی

کمرے و دالان بنے ہوئے تھے 1947ء تک محمد اسحاق اور محمد اسماعیل اور ان کے اہل و عیال اس میں رہائش پذیر تھے۔ 1946ء کے الیکشن میں بابو پیارے لعل اور پنڈت رام نرائن ایڈووکیٹس اور پنڈت فقیر اکرم اسٹیٹ ووٹوں کیلئے یہاں بھی آئے تھے۔

حویلی اچی ٹن صاحب

شاندار چونا ریختہ عمارت تھی جس میں بالمقابل شرقاً غرباً دالان اور کمرے تھے درمیان میں صحن تھا، جنوب میں بہت بڑی ڈیوڑھی اور صدر گیٹ تھا، میر امی احمد و آل احمد اس میں رہتے تھے۔

حویلی انجینئر صاحب

یہ بھی چونا ریختہ عمارت تھی ڈیوڑھی ویسے تھی جس میں کمرے تھے دو منزلہ تھی اس کے اندر ہاشم حسین، شمس الحسن رہتے تھے یہ حویلی سخاوت حسین انجینئر نے بنوائی تھی، رضا حسین مصنف "سرمایہ رضا" بھی اس میں رہتے تھے۔

حویلی ابوتراب

اس کو ریاض الحسن نے تعمیر کرایا تھا اندر حویلی میں تین اطراف کمرے اور دالان تھے اور ڈیوڑھی تھی جس کے سامنے صحن اور شمال میں کشادہ ہال کمرہ جس کے اندر اور بلندی پر کمرہ اور نیچے دوکانات اور باتھ روم تھا جانب غرب صدر دروازہ تھا اور جنوب میں بھی دالان تھا۔ اس میں انوار الوہاب کی لائبریری تھی اور عبد الوہاب اور ان کے بھائیوں کی رہائش تھی۔

محل

یہ قدیم رجبہ کا محل تھا بڑا عریض و طویل تھا چونا ریختہ تھا۔ بڑی وسیع دو منزلہ ڈیوڑھی تھی جس پر پختہ عمارت تھی جس میں مناظر حسین رہتے تھے اور نیچے زوار حسین عرف بھیا "بندن" رہتے تھے۔ شکست و ریختہ حالت میں تھی۔

حویلی نوابین

یہ قلعہ نما عمارت تھی نواب پرورش علی نے تعمیر کرائی تھی دو منزلہ تھی تین اطراف کمرے اور دالان تھے اوپر کی منزل بھی اسی طرح تھی مغرب میں وسیع ڈیوڑھی تھی جس کے سامنے حویلی کے عرض میں جانب غرب چھتہ تھا جو دو طرفہ بلند دروازوں پر مشتمل تھا 30 مئی 1947ء سے ایک دن پہلے سارے سادات اس حویلی میں منتقل ہو گئے تھے۔ تاکہ اکٹھے ہو کر ہندوؤں کے حملہ کا دفاع کر سکیں۔

عیدگاہ

رسولپوری آبادی سے 2 ایکڑ کے فاصلہ پر جانب شمال مغرب سڑک بلول حسن پور پر واقع تھی۔ سڑک کے جنوب میں ایک ٹیلہ اور تالاب واقع تھا یہ خاندان ذوالفقار علی کے سید منیر علی نے تعمیر کی تھی۔ سڑک سے تقریباً 6 فٹ اونچی سرزمین پر تعمیر کی گئی تھی جنوب میں سڑک ساتھ پختہ چوبارہ پختہ کنواں تھا گوشہ شمال شرقی میں سید منیر علی کی قبر تھی۔ تقریباً 4 فٹ شمالاً جنوباً پختہ دیوار تھی مشرق میں دروازہ تھا اور مغرب میں محراب عبادت بنایا گیا تھا اور غربی دیوار بھی 7/8 فٹ بلند تھی مشرق و شمال میں موضع کا قبرستان تھا جو سادات کے لئے مخصوص تھا۔ شمال کی دیوار کے نیچے تیسری قطار میں تقریباً نصف دیوار کے بالمقابل میری والدہ کنیز بتول اور نانی کنیز صغرا کی پکی قبر تھی

حضیرہ

یہ حضیرہ رسولپور میں محلہ شیخ بسوہ اور آبادی فقیر کے مشرق میں حضیرہ سیدن شاہ کے نام سے مشہور تھا یہاں سیدن شاہ کا مزار تھا دو شخص سر کٹے گھوڑوں پر سوار آئے تھے یہ کسی جنگ سے آئے تھے ایک یہاں بھسم ہو گیا اور دوسرا "گھیلوا" میں جہاں اجداد کی آبادی تھی جاکر بھسم ہو گیا" راوی: مولانا معین الحسن"

دیگر اقوام جو یہاں آباد تھی

محلہ شیخ بسوہ کے مسجد اور سڑک حسن پور کے شرق میں اس کی رعایا مسلم فقیر آباد تھے، جمعہ شاہ، محبوب شاہ پسران حسن شاہ اور خیراتی شاہ، مراد شاہ، محرم شاہ پسران کرم شاہ، تقین شاہ پسر گھسیٹا شاہ، قادر شاہ، جھونا شاہ، نور محمد، باقی شاہ پسران چھوٹو شاہ، اول الذکر شیعہ تھے اور اب کراچی میں آباد ہیں۔ انہوں نے سادات کا سہارا نہیں لیا۔ روز الفقیر وہابی المسلک تھا اس کی اولاد بھی وہابی ہے یہ پہلے ڈیرہ غازی خان قصبہ چوٹی کے نزدیک آباد تھے پھر ملتان آگئے۔

مکان ابوتراب کے بالمقابل علی شاہ، محرم شاہ، روشن، قادر، جھبا۔ جن فقیر آباد تھے بگو شاہ بھی چوٹی کے نزدیک ضلع ملتان میں آباد ہوا اور وہاں عزاداری و جلوس برآمد کرتا ہے۔" مولانا معین"

ان کے غرب میں قصائی دائرہ تھا جن کی اپنی مسجد تھی، محلہ شیخ بسوہ کے شرق میں گنڈریے ہندو آباد تھے اور جنوب مشرق چمار اور بھنگی آبادی تھی۔

شہداء رسول پور

مولانا محمد علی سونی پتی

مولانا سونی پت کے رہنے والے تھے ہر محرم پر بھائی حسن علی کے یہاں آتے تھے اور مجالس پڑھتے تھے۔ عالم و فاضل متقی صفات کے مالک تھے خوبصورت اور خوب سیرت تھے رسولپور سے خاص عقیدت تھی 30 مئی 1947ء کو جب سادات اجڑ گئی اور اخبارات میں خبر شائع ہوئی تو مولانا نے سادات کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کیا اور سونی پت اور دہلی سے بذریعہ بس 1 یا 2 دن بعد روانہ ہوئے لیکن بلب گڑھ اور پلول کے درمیان سڑک اعظم پر ہندوؤں نے شہید کر دیا۔

عباس حسین ولد مقرب حسین

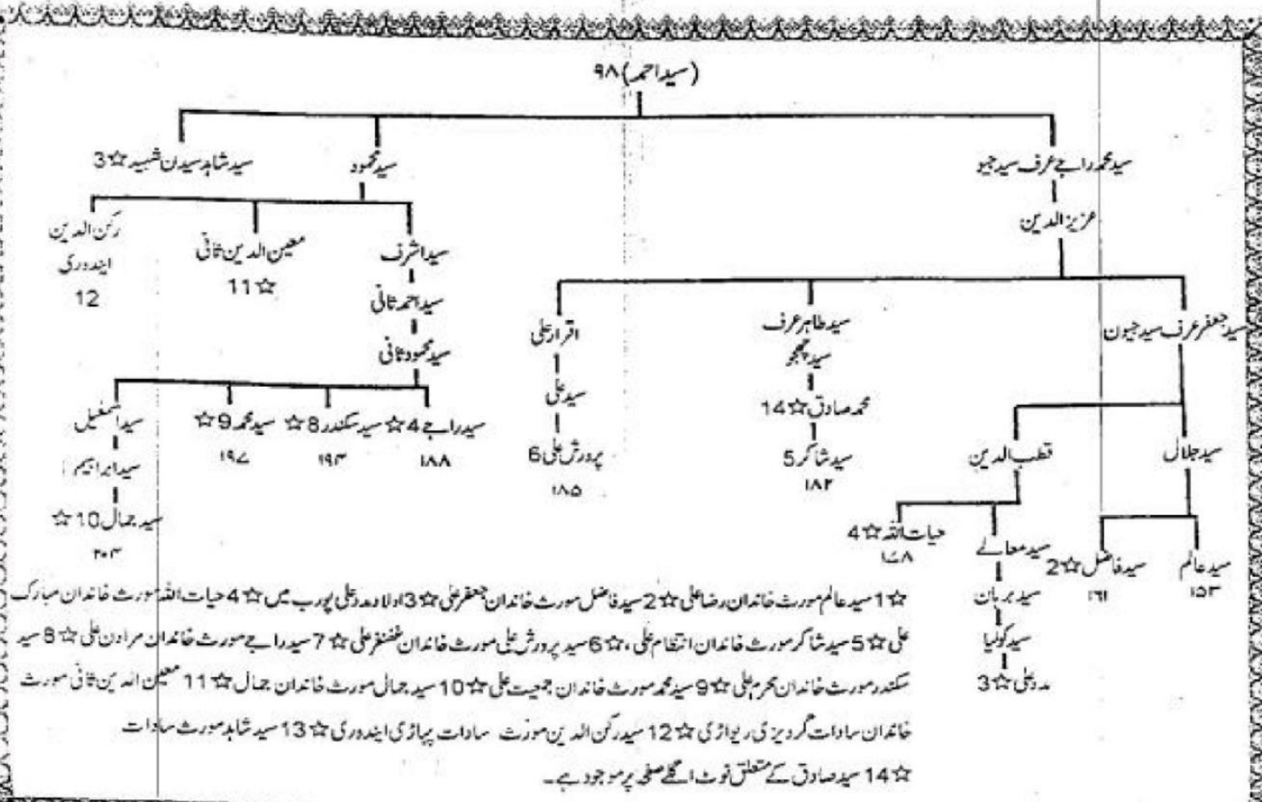
آخری ایام میں محمد اسحاق سے قربت کی وجہ یا کسمپرسی کی وجہ سے گھر سے ان کے نوہرہ میں آگئے تھے۔ نابینا تھے اور شدید بیمار تھے چھتہ کے نیچے لب دم تھے 30 مئی 47ء کو انہیں لایا نہ گیا۔ سنا ہے ہندوؤں نے انہیں زندہ جلا دیا تھا۔

نصرت علی ولد محمد نقی

30 مئی 1947ء کو تمام سادات حویلی نوابین اکٹھی ہو گئی تھی۔ محمد نقی کی حویلی میں ان کے بھائی باہر تھے یا اکیلے بمعہ اہل و عیال رہتے تھے۔ اہل و عیال تو گھر چھوڑ کر حویلی نوابین میں آگئے تھے لیکن یہ تنہا اپنی حویلی میں تھے اور بے قرار پھرتے تھے شام کا وقت تھا عبدالوہاب کی حویلی کے سامنے سے گزرے تو لوگوں نے انہیں گھیر لیا جن میں میں اور حیدر عباس بھی تھے لیکن یہ جل دے کر نکل گئے بہت منت سماجت کی مگر یہ کسی طرح سادات کے ہمراہ گاؤں چھوڑنے پر پر تیار نہ ہوتے تھے رات کو یہ اکیلے اپنی حویلی میں تھے حسب معمول فجر کے وقت مسجد میں اذان دی اور نماز پڑھی ان کی رعیت چماروں نے انہیں گھیر لیا یہ مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور مینار مسجد پر بھی کسی طرح چڑھ گئے مگر "منگل چمار" نے جو سکھ ہو گیا تھا اتار کر شہید کر دیا۔

شہید بنگالی

سید حسین شہید سہروردی جو قائداعظم کے بعد دوسری نمبر کے لیڈر تھے ایک ٹیم مقرر کی تھی جو مسلمانوں کو اپنے دفاع میں بم بنا کر دیتی تھی یہ لوگ سارے مشرقی پنجاب اور یوپی پھیل گئے تھے ایک مرد مجاہد رسولپور بھی آیا تھا جس نے دو بانس بم بنا کر دیئے تھے بعد ازاں وہ مرد مجاہد دیگر مسلم مواضعات میں گیا اور ان کو بم بنا کر دیئے۔ آخرکار وہ ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ یہ دو بانس بم استعمال کرنے کی سعادت مجھے اور محمد رضی عرف سدو کے سپرد ہوئی اور ہم بھائی حسن علی کی حویلی کے دو منزلہ چھت پر مامور ہو گئے اگر ہندوؤں حملہ آور ہوں تو ہم یہ بم استعمال کریں کیونکہ سادات پہلی مرتبہ اسی حویلی میں جمع ہوئے تھے۔ لیکن کبھی ہم پر حملہ نہ ہوا اور بم استعمال کرنے کی نوبت نہ آئی۔



☆1 سید عالم مورث خاندان رضا علی ☆2 سید فاضل مورث خاندان جعفر علی ☆3 اولاد مدہلی پورب میں ☆4 حیات اللہ مورث خاندان مبارک علی ☆5 سید شاکر مورث خاندان انتظام علی، ☆6 سید پرورش علی مورث خاندان غضنفر علی ☆7 سید راجے مورث خاندان مرادن علی ☆8 سید سکندر مورث خاندان بحرم علی ☆9 سید محمد مورث خاندان جمیعت علی ☆10 سید جمال مورث خاندان جمال ☆11 معین الدین ثانی مورث خاندان سادات گردیزی ریواڑی ☆12 سید رکن الدین مورث سادات پہاڑی اینددری ☆13 سید شاہد مورث سادات

☆14 سید صادق کے متعلق نوٹ اگلے صفحہ پر موجود ہے۔

☆ سید حسن رضا نے سید صادق کے ایک اور فرزند "سید محمد" خان بہادر کا بھی ذکر کیا ہے اور حسب ذیل اولاد بھی لکھی ہے

سید صادق ...... سید محمد ...... سید جعفر ...... سید غضنفر ...... سید شکوہ ...... سید شاہد ...... سید اسحاق

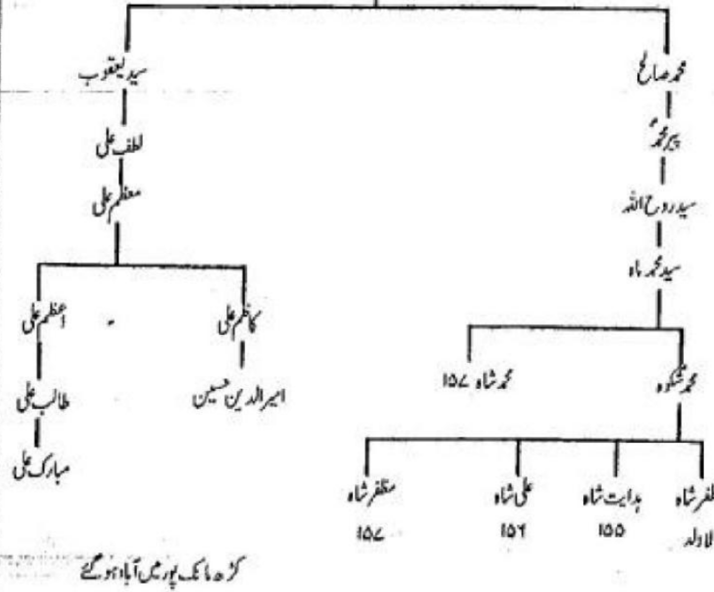
سید دلیل ...... سید سلطان احمد ...... سید محمد امین ...... سید علی ...... سید فرزند علی

سید وزیر علی ...... بشارت علی ...... ان کے بعد ان کی نسل نہیں لکھی نہ یہ لکھا کہ یہ کہاں ہیں۔

نمبر شمار 13 سید شاہد کی نسل رضا حسین نے اسطرح لکھی ہے۔

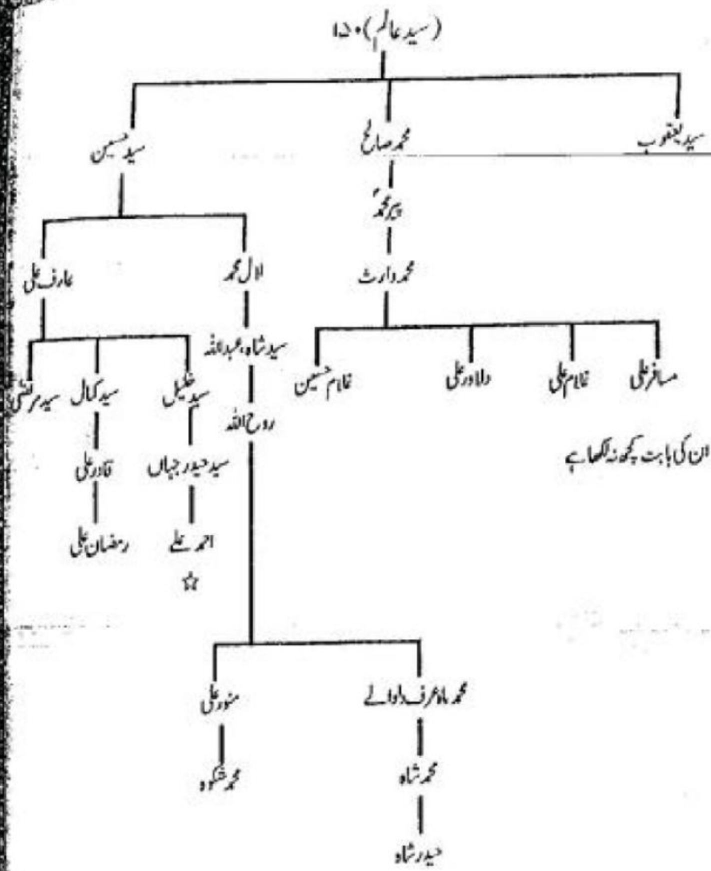
سید شاہد ...... سید بھیکا ...... سید محمد اس کے بعد ان کی نسل نہیں لکھی نہ یہ لکھا ہے کہ یہ لوگ کہاں ہیں۔

خاندان رضا علی



☆ ایک اور جگہ رضا حسین نے سید روح اللہ کے مزید پسر محمد علی کا نام لکھا ہے
اور محمد علی کے پسر رستم علی بھی لکھا ہے
☆ رضا حسین نے طالب علی کو لاولد لکھا ہے۔

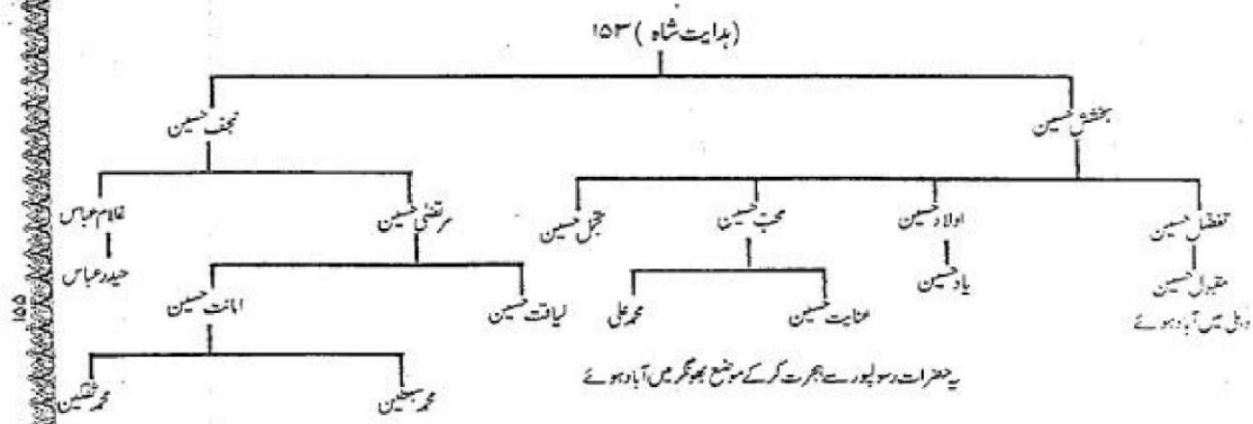
(سید عالم شاہ کا یہ شجرہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق ہے)



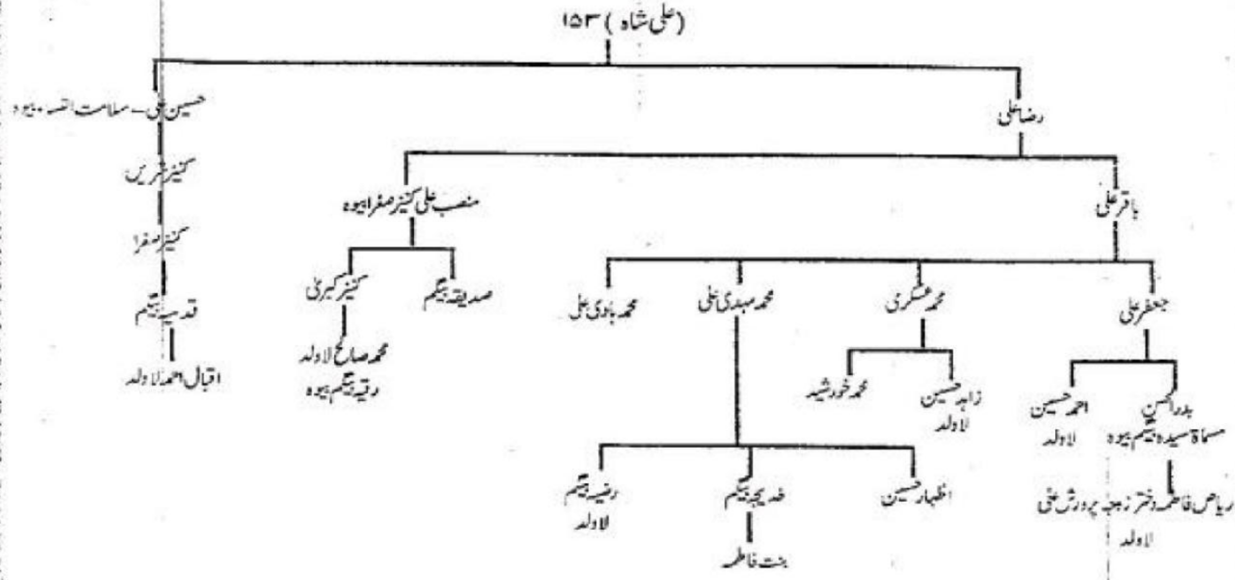
☆☆ صفدر جہاں یا حیدر زماں

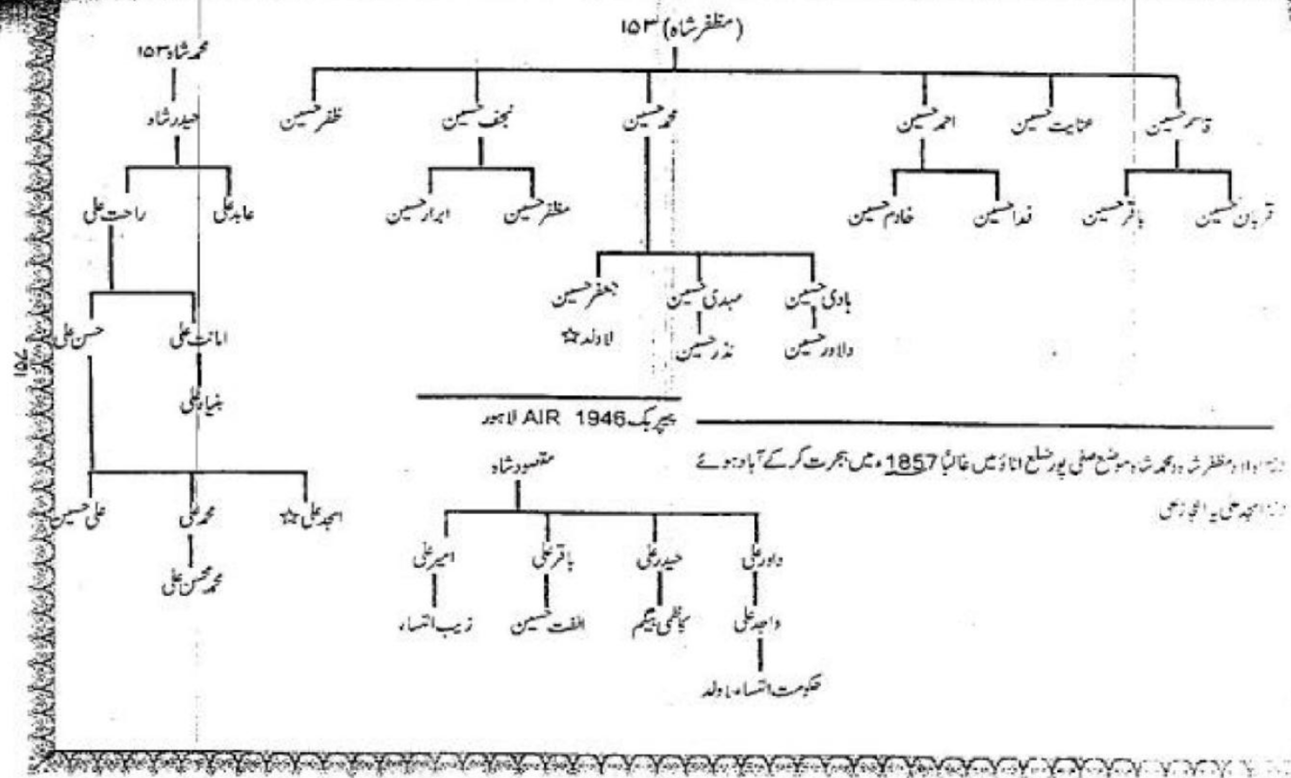
☆☆ احمد علی در قصبہ ہاتھرس

(سید عالم کا یہ شجرہ رضا حسین صاحب کے مطابق ہے)



(ہدایت شاہ) ۱۵۳
بخشش حسین
نجف حسین
تفضل حسین
اولاد حسین
محب حسین
تجمل حسین
مرتضیٰ حسین
غلام عباس
مقبول حسین
دہلی میں آباد ہوئے
یاد حسین
عنایت حسین
محمد علی
لیاقت حسین
امانت حسین
حیدر عباس
یہ حضرات رسولپور سے ہجرت کر کے موضع بھوگر میں آباد ہوئے
محمد سبطین
محمد ثقلین


(علی شاہ) ۱۵۳
رضا علی
حسین علی ۔ سلامت النسا بیوہ
کنیز فاطمہ
کنیز صغرا
قدسیہ بیگم
اقبال احمد لاولد
باقر علی
منصب علی کنیز صغرا بیوہ
صدیقہ بیگم
کنیز کبریٰ
محمد صالح لاولد
رقیہ بیگم بیوہ
جعفر علی
محمد عسکری
محمد مہدی علی
محمد ہادی علی
بدر الحسن
مسماۃ سیدہ بیگم بیوہ
احمد حسین
لاولد
زاہد حسین
لاولد
محمد خورشید
ریاض فاطمہ دختر زوجہ پرورش علی
لاولد
اظہار حسین
خدیجہ بیگم
بنت فاطمہ
رضیہ بیگم
لاولد


(مظفر شاہ) ۱۵۳
ظفر حسین
نجف حسین
محمد حسین
احمد حسین
عنایت حسین
قاسم حسین
ابرار حسین
مظفر حسین
خادم حسین
فدا حسین
باقر حسین
قربان حسین
جعفر حسین
لاولد ☆
مہدی حسین
نذر حسین
ہادی حسین
دلاور حسین
محمد شاہ ۱۵۳
حیدر شاہ
راحت علی
عابد علی
حسن علی
امانت علی
بنیاد علی
علی حسین
محمد علی
امجد علی ☆
محمد محسن علی
پیپر بک AIR 1946 لاہور
مقصود شاہ
امیر علی
باقر علی
حیدر علی
داور علی
زیب النساء
الفت حسین
کاظمی بیگم
واجد علی
حکومت النساء لاولد
مظفر شاہ و محمد شاہ موضع صفی پور ضلع اناؤ میں غالباً 1857ء میں ہجرت کر کے آباد ہوئے
امجد علی یا انجاز علی

خاندانی حالات خاندان رضا علی

سید روح اللہ

روح اللہ کے نام سے دہلی جنکشن سے گوڑ گانوہ ریواڑی ریلوے لائن پر اگلا اسٹیشن سید روح اللہ سے منصوب ہے جہاں ان کا مقبرہ اور عظیم مسجد موجود ہے (☆ تاریخ گوڑ گانوہ)

سید محمد شاہ

علاقہ پلول اور ہوڈل 1757ء تا 1773ء راجہ سورج مل والئی بھرت پور کے تسلط میں رہا۔ اس زمانہ میں راجہ نے سادات علاقہ کو بہت مجبور اور مظلوم رکھا اور گاؤ کشی بند کرادی اسی زمانہ میں یہ راجہ، گمان سنگھ مہاجن ساکن پلول سے کہ وہ راجہ کی سرکار میں "دلیں وان" تھا کسی بات پر ناراض ہوا اور اسکو گرفتار کرنا چاہا اس نے محمد شاہ عظیم الشان رسولپوری سے امان طلب کی سید مذکور نے حسب امان طلبی اسکو کل میں پوشیدہ رکھا، آخر عتاب راجہ میں پڑے راجہ نے مع ان کے فرزند کے مست ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا دیا مگر ہاتھی نے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچایا اسی اثناء میں "کنذ و بادفروش" یعنی بھاٹ سید مذکور دربار راجہ میں آیا اور اس نے راجہ کی تعریف میں "بت" پڑھی راجہ نے حالات وجد میں کہہ دیا "مانگ کیا مانگتا ہے" اس نے راجہ سے کہا میرے "دو سید پتر ے" یہاں قید ہیں ان کو چھوڑ دے، چنانچہ راجہ نے ان کو چھوڑ دیا اور باعزاز تمام رخصت کیا اسی وقت سید محمد شاہ نے گاؤ کشی کا حکم بھی لے لیا۔ (☆ حکیم لیاقت حسین)

سید محمد ماہ

سید محمد شاہ کے والد سید محمد "دلوا نے" خاندان مغلیہ کے دور میں وزیر سلطنت تھے۔ انہیں غلیل بازی کا شوق تھا سونے کا انٹا چلایا کرتے تھے ایک مرتبہ رسولپور پر جاٹوں نے حملہ کیا تو تنہا کپڑے میں انٹا باندھ کر ان کو مار بھگایا سید بخش حسین نواب جھجر کی افواج میں کرنل تھے بعد میں بھوگر منتقل ہو گئے وہاں ایک بڑی حویلی تعمیر کی، ان کی اولاد وہیں آباد رہی ان کے دوسرے صاحبزادے سید اولاد حسین مہاراجہ سندھیہ گوالیار کے کپتان تھے۔

مولانا غلام عباس

انیسویں صدی میں اس خاندان کی مشہور شخصیت مولانا غلام عباس ہیں 1845ء میں پیدا ہوئے مولانا سید حامد حسین لکھنوی

قبلہ مرحوم کے والد محترم سے لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی اور طبقات الانوار مصنفہ سید حامد حسین میں معین و مددگار رہے تیس سال مدرسہ دار العلوم حیدر آباد دکن کی سرپرستی کی، 1915ء میں رسولپور میں انتقال فرمایا انتقال کے بعد چھ اجازے جن میں مرزا محمد حسن شیرازی کا فرمان بھی تھا برآمد ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ درجہ اجتہاد پر فائز تھے لیکن کسی پر ظاہر نہ فرمایا۔ دو سال شاہ گردیز ملتان میں بھی امام جمعہ و جماعت رہے، مولانا علی نقی سلطانپوری کے آنے پر حیدر آباد دکن چلے گئے، مولانا ناصر حسین قبلہ ناصر الملۃ آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ (حکیم لیاقت حسین)

مولانا امانت حسین

1877ء میں رسولپور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم رسولپور ہی میں حاصل کی پھر لکھنؤ تشریف لے گئے۔ ریاست دتیہ میں عربی مدرس مقرر ہوئے جہاں آخر تک ملازمت کی آخری وقت رسولپور آگئے تھے، بنگلہ پر ایک ہی مرتبہ مجلس پڑھی تھی 3 گھنٹہ تقریر کی اور مجلس پر چھا گئے بارش بھی ہوئی رسولپور میں، کبھی نماز نہ پڑھائی فرماتے تھے یہاں کے سادات لڑکیوں کو ان کا حق نہیں دیتے، ان کی صاحبزادیوں کی شادی میں قبلہ ناصر الملۃ مجتہد لکھنؤ سے آئے تھے اور نکاح پڑھایا تھا۔ (حکیم لیاقت حسین)

حکیم لیاقت حسین

مولانا غلام عباس کے ہمراہ حیدر آباد دکن تشریف لے گئے حکیم عبدالوہاب نابینا کے شاگرد تھے، علوم شرقیہ کے ماہر تھے نہایت قابل اور نباض حکیم تھے ان کے علاج مشہور ہیں 1938ء میں رسولپور میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی سید محمد اسحاق اور علی محمد سوز خواں جیسی ہستیاں چل بسیں لیکن حکیم صاحب نے ان کا علاج نہ کیا، میں بھی ہیضہ کا شکار ہو گیا حکیم صاحب نے میرا علاج بڑی محبت اور لگن سے کیا اور میں رو بصحت ہو گیا اور کئی لا علاج مریض ان کے صحت یاب ہو گئے نبض سے مرض کی تشخیص سو فیصد کرتے تھے لیکن ان کے متعلق مقولہ مشہور ہے کہ خالق سے ملا چاہے تو لیاقت کی دوا کر" پہلے کبیروڑ پکا پھر ملتان میں رہے۔

مولانا محمد سبطین

مولانا امانت حسین کے صاحبزادے تھے، علوم شرقیہ اور علوم عربیہ کے ماہر تھے میٹرک بھی پاس تھے، میرے ساتھی تھے، پاکستان آگئے تھے اور حویلی مرید شاہ کے ساتھ مکان تھا علی الاعلان تبلیغ و تنقید کرتے تھے، سادہ طبیعت سادہ لباس پہنا، دو چار دفعہ نماز بھی پڑھائی اپنی مجلس بھی پڑھتے تھے۔



خاندان جعفر علی

(سیدفاضل)۱۵۰

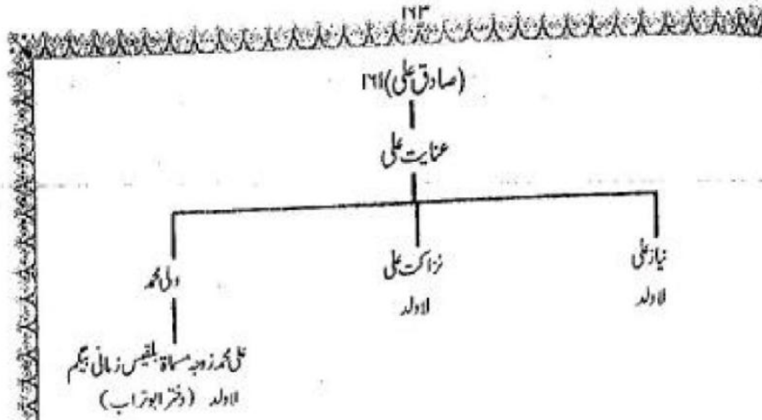
محمد زماں

- پیر علی (مہر علی)
  - ذوالفقار علی
    - خورشید علی (حسین علی)
      - صدرالنساء دختر زوجہ عارف علی
      - اشرف النساء دختر
      - نظیرالنساء دختر
    - ہاشم علی ☆ ۱۶۲
    - صادق علی ☆ ۱۶۳
    - جعفر علی ☆ ۱۶۴
    - محمد علی ☆ ۱۷۰
    - پیر علی
      - گوہر علی لاولد
        - نبی النساء بیوہ
      - حکومت النساء زوجہ کرامت علے
  - مدد علی ☆ ۱۷۳
- مبارک حسین ☆ ۱۷۶

ہاشم علی (161)

- ہاشم علی (161)
  - عیوض علی زوجہ فہیم النساء دختر صادق علی
    - محمد ہادی
      - محمد تقی — لاولد
      - محمد باقر
        - محمد ناصر
    - محفوظ علی
      - غضنفر حسین
        - حسن محمد
      - عباس حسین
        - حیدر عباس
        - علی عباس — لاولد
    - واحد علی
      - جواد علی
        - زاہد علی
      - بندہ حسن — لاولد
      - ابوالحسن ☆
      - محمد اسمٰعیل ☆
      - نصیر محمد — لاولد
    - راحت علی
      - ولایت علی ذکیہ بیگم بیوہ
        - صفیہ دختر زوجہ عباس حسین
  - مقصود علی
    - حسین علی — لاولد، سماۃ کاظمی بیگم بیوہ
    - یاد علی
      - ہاشمی بیگم دختر زوجہ عباس حسین
    - اسد علی امت الفاطمہ بیوہ دختر نظیر علی ☆

سید ابوالحسن و محمد اسمٰعیل دھولپور میں تھے 1951 میں سید زاہد علی کے پاس خیر پور آئے واپس جا کر دھولپور میں انتقال کیا۔ ان کے دو صاحبزادے شفقت حسین و شاکر حسین 1950ء میں خیر پور آئے۔ اولاد محمد ہادی و محفوظ علی راولپنڈی میں ہے۔ زاہد علی میر پور اور پھر کراچی میں ہیں۔



☆ صادق علی کی بیوی عزیز النور علی سلطانپوری کی پھوپھی تھیں

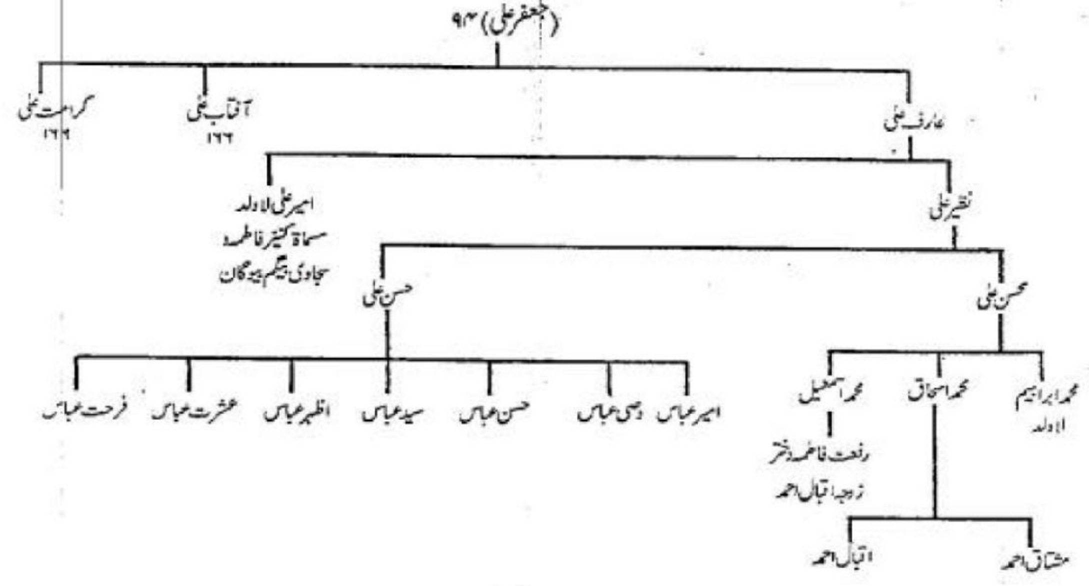
☆ صادق علی کی دختر فہیم النساء عیوض علی کی بیوی تھیں۔

☆ صادق علی کی دختر موتی سید اصغر علی سلطانپور کی بیوی تھیں۔

☆ عنایت علی کی دختر معصوم النساء والدہ امتیاز علی سلطانپوری تھی۔

☆ عنایت علی کی دختر حمیدہ بیگم تقرب حسین کی زوجہ تھیں۔

☆ علی محمد رسولپور میں محمد الیاس کے ساتھ دوکان کرتے تھے ایسے سوز خواں تھے کہ مجلس بے حال ہو جاتی تھی، 1940ء میں ہیضہ سے انتقال کیا لاولد فوت ہوئے ان کی جائیداد پاکستان ملتان میں مسماۃ بلقیس زمانی بیگم کو ملی جو انہوں نے مسجد و امام بارگاہ ابوتراب کو وقف کر دی اور تعمیر مسجد کے لئے اسی ہزار روپیہ دیا لاولد فوت ہوئیں۔


(جعفر علی) ۹۴
عارف علی
آفتاب علی
۱۶۶
کرامت علی
۱۶۹
نظیر علی
امیر علی لاولد
سماۃ کنیز فاطمہ
سجاوی بیگم بیوگان
محسن علی
حسن علی
محمد ابراہیم
لاولد
محمد اسحاق
محمد اسمٰعیل
رفعت فاطمہ دختر
زوجہ اقبال احمد
مشتاق احمد
اقبال احمد
امیر عباس
وصی عباس
حسن عباس
سید عباس
اظہر عباس
عشرت عباس
فرحت عباس

نظیر علی

نظیر علی ریاست بھرت پور کے راجہ کے مقرب تھے، راجہ کی وفات کے بعد انکی جانشینی کا جھگڑا پیدا ہوا راجہ کا لڑکا نابالغ تھا اور زوجہ بیوہ ہوگئی، وائسرائے ہند ریاست ضبط کرنا چاہتا تھا نظیر علی نے وائسرائے ہند کو اپنی وکالت سے قائل کیا کہ اس کے نابالغ لڑکے کو جانشین بنادیا جائے وائسرائے نے منظوری دے دی اور نظیر علی کو نظام حکومت ریاست چلانے کیلئے مشیر اور سرپرست ریاست مقرر کیا رانی نے اس صلہ میں ایک گاڑی بھر کر اشرفیوں کی ان کو دیں وہ لیکر رسولپور آئے اور اسی رقم سے امیر علی نے شاندار حویلی اور مسجد وامام بارگاہ بطرز امام بارگاہ حسین آباد لکھنؤ تعمیر کیا اور نوہرہ (مویشی خانہ) تعمیر کیا یہ عمارات یادگار زمانہ تھیں اور موضع ہوشنگ آباد سالم اور موضع میہ کا کچھ حصہ 1857ء نیلام میں حاصل کیا۔ حویلی دو منزلہ تھیں اور صدر دروازہ منقش پتھر کا تھا اور دوسری منزل بھی منقش پتھر کی تھی یہ دروازہ 1947ء کے بعد ہندو الائی نے ایک لاکھ میں فروخت کیا۔

مسجد وامام بارگاہ 8-10 سیڑھیاں اونچائی بنیاد پر بنوائے گئے تھے مشرق میں امام بارگاہ پانچ چھوٹ اونچا دالان تھا جس میں عزاداری ہوتی تھی اور اس کے سامنے ہال تھا جس میں مجالس محرم وار بعین ہوتی تھیں جس میں دہلی اور لکھنؤ کے نامور علما تشریف لاتے تھے ہال کے سامنے صحن تھا جس کے قرب میں مسجد اور اس کا صحن تھا کنواں تھا اور وضو خانہ تھا، صحن میں امیر علی کی قبریں تھیں محمد اسحاق بھی یہاں ہی دفن ہوئے، 1947ء تک مسجد وامام بارگاہ آباد رہا۔......

تیسری بلڈنگ نوہرہ تھا جو رسولپور کے گوشہ جنوب مشرق میں برائے لاوازی، بنوایا گیا تھا، یہ بھی ایک شاندار اور خوبصورت عمارت تھی صدر دروازہ بلند گیٹ لالتان کی طرح اور کشادہ دومنزلہ جس کی چھت پر چونہ ریختہ درباری عمارت بنائی گئی تھی، جنوب میں کشادہ ڈیوڑھی اور صحن دار مکان تھا۔ اور تین اطرف میں کمرے اور برآمدے تھے نوہرہ کے صحن میں مشرق اور مغرب میں جانوروں کے لئے پختہ عمارت بنائی گئی تھی اور درمیان میں کنواں اور گھوڑوں کے لئے چارہ کے لئے لالاوڑیاں، جانوروں کی کثرت تھی اس میں محمد اسحاق اور محمد اسماعیل آباد تھے۔

چوتھی بلڈنگ جو امیر علی نے بنوائیں وہ نیل بنانے کے حوض اور کنویں تھے یہ عمارتیں رسولپور، سلطانپور، چکوڑ اور میہ میں تھیں اور ہانسی حصار میں تھی، یہ سب کارنامہ امیر علی نے سرانجام دیا اور نظیر علی بدستور راجہ کے سرپرست رہے۔

امیر علی

امیر علی لاولد فوت ہوئے ان کی دو بیوگان تھیں ان میں سے جانی بیگم لکھنؤ کی تھیں جو کہ وہاں جاکر کربلا علی میں دکان خرید کر آباد ہوگئیں۔

محمد اسحاق

ایک نامور پر کشش شخصیت اور آن بان کے مرد تھے۔ گھڑ سواری کا شوق تھا۔ یا حیا ایسے کہ بھائی اختر عباس نے رسولپور کوٹھی تعمیر شروع کی جس پر جمعیت علی مانع ہوئے اور ایک پہلوان قصائی جسکو دودھ پلایا کرتے مقابلہ کیلئے بھیجا انہیں خبر ہوگئی تو فوراً بازار میں بیٹھے ہوئے پہلوان پر حملہ کر دیا۔ میں، احمد حسین درونہ منگو (محمد رضی) بھائی اختر اور محمد ذکی پہنچ گئے اور اس پہلوان کو جمعیت علی کے گھر تک بھگا دیا واضح ہو کہ جمعیت علی سے ان کا بہت قریب کا رشتہ تھا۔ مجلسی انسان تھے، عبدالوہاب جعفر حسین اور محمد اسمٰعیل حلوائی سے، بیٹھک رہتی تھی اور شکار پر بھی ساتھ جاتے تھے ہنسنا ہنسانا ان کی طبیعت ثانیہ تھی، امیر عباس کرنل مستحسن، محمد احسن اور درونہ منگو سارا خاندان کے اشخاص پر ان کی صحبت کا اثر رہا، گھڑ سوار ایسے تھے کہ ان کی گھوڑی لکھنائی میسے سے جو بھاگی رسولپور میں کھڑی بیل گاڑیوں کو پھلانگتی ہوئی نوہرہ پر پہنچی جس پر یہ سوار تھے۔ مشتاق و اقبال کی مسلمانی کی رسم میں جب یہ دونوں بھائی دولہا بنے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو گھوڑی نے پیچھے کھڑے ایک 15-16 سالہ نوجوان محمد مہندی کے لڑکے کے سر پر لات ماری، جس سے وہ مر گیا۔ میسہ کے نمبردار بھی تھے جس سے انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور بھائی حسن علی نے اپنی سالم جائیداد ہوشنگ آباد امیر عباس کے نام کردی اور ان کو نمبرداری دلا دی، 1944ء میں ہیضہ سے انتقال کیا۔

حسن علی

میرے بڑے بہنوئی تھے انہوں نے بھی ہمارے اور اپنی حویلی کے درمیان ہماری سرزمین پر بیٹھک بنوائی تھی جس میں ایام محرم میں لکھنو و دہلی سے علماء آ کر ٹھہرتے تھے اور میری والدہ اپنے ہاتھ سے علماء کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتی تھیں۔ خوش وضع اور مجلسی انسان تھے۔ یہ سارا خاندان ماہ جون 1947ء میں پلول سے ہی منٹگمری (ساہیوال) کے چک نمبر 4 میں جہاں بھائی حسن علی کے سالے اے ایس آئی تھے جا کر آباد ہو گئے۔ اس خاندان نے ہندوؤں کا کوئی مکان نہ الاٹ کرایا۔ پھر بوہڑ گیٹ کے باہر سید رمضان شاہ گردیزی سے ایک مکان کرایہ پر حاصل کر کے اسی میں سکونت اختیار کر لی اسی حال میں محرم آ گیا تو اسی مکان میں مجالس عزا شروع کر دیں۔

پھر ممتاز آباد میں ایک ہی بلاک میں پلاٹ الاٹ کرا کر مکانات تعمیر کیے اور اب تک انکی اولاد اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مجالس محرم و چہلم سید الشہداء برپا کرتے ہیں اور ملک کے نامور واعظین کو بلاتے ہیں، متروکہ اراضی کے تبادلہ میں امیر عباس صاحب اور وصی عباس صاحب نے لودھراں اور ڈیرہ بدھو میں زرعی جائیداد غیر مسلم الاٹ کرائی، 15 مئی 1957ء کو حسن علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ان کی تمام اولاد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باشعور ہے سید عباس راولپنڈی میں پروفیسر تھے فرحت عباس ایم اے ایڈووکیٹ ہیں۔

۔ محمد اسمٰعیل کی ایک ہی صاحبزادی تھیں جو اقبال احمد کے گھر میں ہیں، محمد اسحاق کے مشتاق احمد اور اقبال احمد دولڑ کے اور ایک ہمشیرہ جو وصی عباس کے گھر میں ہیں، یہ دونوں بھائی مرنجا مرنج شخصیت ہیں۔ اقبال احمد بہت خوش مزاج اور باذوق تھے، اور مشہور شعراء انیس و دبیر، غالب، میر ضمیر و دیگر شعراً کے اشعار زبانی یاد تھے ہائے افسوس یہ بطل جلیل بھی شوگر کی نذر ہو گیا۔ امیر عباس، اظہر عباس، سید عباس وصی عباس بھی اسی مرض میں جاں بحق ہو گئے۔

اظہر عباس

ایم اے تھے اور حصول اراضی اور آبادکاری میں سارے خاندان کی خدمت کی "بھری محفل میں خاموش بیٹھا وہ تنہا لگتا تھا مگر اپنی دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ خاموشی سے سب کی خوشیاں اور دکھوں کو اپنی جھولی میں بھر تا رہتا وہ سب کے لئے جیا شجر دھرتی سے رزق اگاتا رہا اور خود مٹی کی زینت بن گیا، وہ ایسا سوالی تھا جس کی ساری زندگی باوفا عباسؑ کا علم اٹھاتے گزری، اور فرش عزا بچھاتے ختم ہوئی وہ جلوس کے دستوں اور ماتمیوں کے سینے کو گلاب سے معطر کرتا رلدل کی سیوا کرتا، علماء کی ناز برداری کرتا وہ حسینؑ کا فقیر تھا وہ ہمارا بھائی تھا ہم سوتے وہ جاگتا"

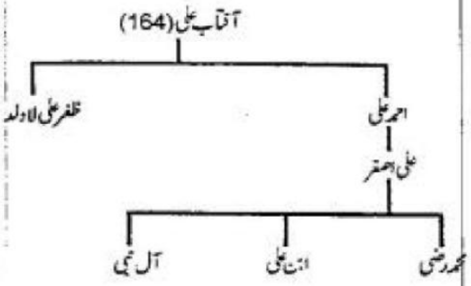
سایہ فگن ہے پرچم عباس یہ اپنی نسل میں عالی حسب تھا
کیا شرف ہو بیاں اظہر تیرا یہ اپنی اصل میں عالی نسب تھا
آج مسکن جناں اظہر تیرا اظہر عباس نقوی با ادب تھا" "نثرت عباس"

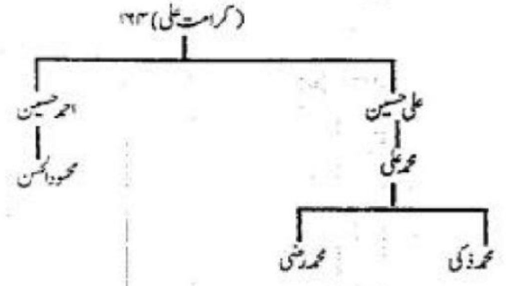
ابھرتی شام کے سائے میں چاند ڈوب گیا ابھی تو اسکی ضرورت تھی گھر کے آنگن میں
ابھرتی صبح کی کرنوں میں کھو گیا ہے گلاب ابھی تو اسکی مہک تھی چمن کی رعنائی
مگر وہ آج بھی زندہ ہے دوستی کی طرح میر نگاہ میں اظہر ہے روشنی کی طرح "اقبال ارشد"

اسکی زندگی کا ایک اور روشن پہلو ہے وہ بے مثل سپورٹس مین تھا اپنے وقت کا پنجاب یونیورسٹی کا بیسٹ اتھلیٹ، فٹ بال کا بے مثل کھلاڑی

اقبال

اقبال سند تھا اپنی کثیر اراضی کے علاوہ محمد اسمٰعیل کی کثیر جائیداد بھی انہیں ملی۔ سید عباس نوجوان ایم اے پی ایچ ڈی تھے پروفیسر تھے راولپنڈی میں بائی پاس کے دوران ہی انتقال ہو گیا۔ جس دن وصی عباس کا ملتان میں انتقال ہوا سید عباس کا راولپنڈی میں بائی پاس آپریشن ہوا اور آپریشن کے دوران ہی وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، اور اسطرح ایک ہی دن میں ان گھرانے سے دو جنازے اٹھے


آفتاب علی(164)
احمد علی
ظفر علی لاولد
علی اصغر
محمد رضی
ابن علی
آل نبی


(کرامت علی) ۱۶۳
علی حسین
احمد حسین
محمد علی
محمود الحسن
محمد ذکی
محمد رضی

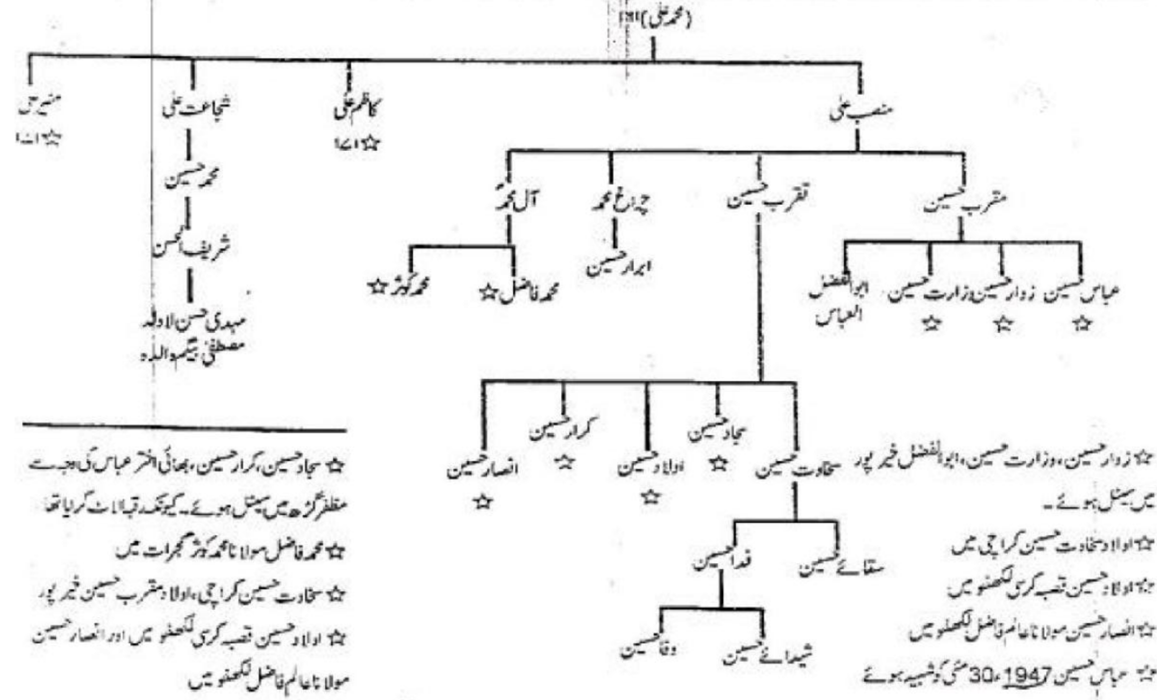
سید آفتاب علی اور سید کرامت کی اولاد بھائی اختر عباس کی کوششوں سے قصبہ مڑل ملتان میں سیٹل ہوئی، میں ہی ابن علی اور ان کے بچوں کو لیکر قصبہ مڑل پہنچا تھا، چوہدری پیر بخش مڑل کے منشی نے سارے مکانات قصبہ کی چابیاں ہمارے سپرد کر دی تھیں۔

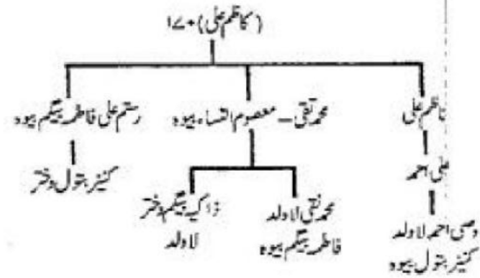
جسے اللہ دے

محمد ذکی نے محمد خورشید کی ہمشیرہ سے محبت کی شادی کی تھی، محمد خورشید لاولد تھے مصطفیٰ بیگم اور کربلائی بیگم ان کی بہنیں تھیں، مصطفیٰ بیگم کے بطن سے مہدی حسن بچہ تھا جو شریف الحسن کا بیٹا تھا جس کو اپنے باپ کا ترکہ ملا وہ بھی نابالغ ہی فوت ہو گیا اس کے ترکہ پر مصطفیٰ بیگم زوجہ محمد ذکی اور خاندان محمد علی کے مابین مقدمہ بازی شروع ہو گئی انتقال وراثت مصطفیٰ بیگم کے حق میں ہو گیا اسی اثناء میں میری نانی کے ترکہ پر خاندان بندہ علی سے مقدمہ بازی شروع ہو گئی تھی والد مرحوم ایچ وی سی کمشنر انبالہ کو رشوت دے آئے تھے میرے والد کے انتقال پر بھائی ظفر عباس پیروی کے لئے انبالہ گئے تو مصطفیٰ بیگم کا کیس بھی فیصلہ کن مرحلہ میں تھا۔ والدم کی کوشش بھی مصطفیٰ بیگم کے حق میں فیصلہ میں صرف ہو گئیں اور ہم ہار گئے اور مصطفیٰ بیگم جیت گئی اور پاکستان بن گیا یہ دونوں بہنیں اور محمد خورشید مڑل بھی قصبہ مڑل میں سیٹل ہوئے، کربلائی بیگم بھی لاولد فوت ہو گئی اور محمد خورشید بھی اور مصطفیٰ بیگم بھی فوت ہو گئیں جن کے بطن سے علی نقی ہے وہ اس سارے ترکہ کا وارث ہو گیا اور بعد ازاں محمد رضی بھی فوت ہو گئے اور اس لئے محمد خورشید اور مصطفیٰ بیگم اور محمد رضی اور محمد ذکی کے ترکہ کا تنہا وارث علی نقی بن گیا، اسی کا نام اس لئے رکھا گیا کہ اس کی پیدائش کے وقت علامہ علی نقی صاحب مجتہد لکھنو رسولپور تشریف لائے تھے محمد ذکی بڑے عابد اور کافی وقت دعاؤں میں گزارتے یہ شاید انہی کی دعاؤں کا ثمر تھا۔

چاروں بستیوں کی پہلی ڈاکٹر

ابن علی کی صاحبزادی ہماری چاروں بستیوں میں پہلی ڈاکٹر ہیں، نشتر میڈیکل کالج ملتان سے ایم بی بی ایس کیا، حیدر حسن کے صاحبزادے سے شادی ہوئی، اور 1950 مانچسٹر انگلینڈ میں سیٹل ہو گئے۔


(محمد علی)
منصب علی
کاظم علی
شجاعت علی
منیر حسن
مقرب حسین
تقرب حسین
چراغ محمد
آل محمد
عباس حسین
زوار حسین
وزارت حسین
ابوالفضل العباس
ابرار حسین
محمد فاضل
محمد کوثر
محمد حسین
شریف الحسن
مہدی حسن الادلہ
مصطفیٰ بیگم والدہ
سخاوت حسین
سجاد حسین
اولاد حسین
کرار حسین
انصار حسین
سقائے حسین
فدا حسین
شیدائے حسین
وفا حسین
☆ زوار حسین، وزارت حسین، ابوالفضل خیر پور میں سیٹل ہوئے۔
☆ اولاد سخاوت حسین کراچی میں
☆ اولاد حسین قصبہ کرری لکھنو میں
☆ انصار حسین مولانا عالم فاضل لکھنو میں
☆ عباس حسین 1947ء 30 مئی کو شہید ہوئے
☆ سجاد حسین، کرار حسین، بھائی اختر عباس کی وجہ سے مظفر گڑھ میں سیٹل ہوئے۔ کیونکہ قیام اات کرایا تھا
☆ محمد فاضل مولانا محمد کوثر گجرات میں
☆ سخاوت حسین کراچی، اولاد مقرب حسین خیر پور
☆ اولاد حسین قصبہ کرری لکھنو میں اور انصار حسین مولانا عالم فاضل لکھنو میں



☆ 1926ء میں کنیز بتول بیوہ و دختر رستم علی سجاد حسین کے گھر میں آ گئیں ان کی شوہری جائیداد پر جدیوں سے مقدمہ بازی ہوئی ان کو بحیثیت دختر رستم علی جائیداد مل گئی۔ والد صاحب نے سجاد حسین کی امداد کی



(منیر علی) ۱۷۰

ضمیر علی خدیجہ بیگم بیوہ
- محمد حسن لاولد
- حسن بانو دختر لاولد

ہدایت علی
- محمد خورشید ☆
- کربلائی بیگم دختر
- مصطفیٰ بیگم دختر

☆ مصطفیٰ بیگم نے 1939ء میں محمد زکی کے ساتھ شادی کر لی جس پر سجاد حسین وغیرہ جدیوں سے مقدمہ بازی ہوئی لیکن بحیثیت والدہ مہدی حسن ان کو ترکہ مل گیا، یہ والد صاحب کی مہربانی تھی۔

☆ محمد خورشید لاولد تھے ان پر ہوشنگ آباد میں شہریار قاتلانہ حملہ ہوا تھا، یہ پاکستان میں آ گئے تھے اور قصبہ مزل میں فوت ہوئے ان کی جائیداد ان کی ہمشیرگان کو مل گئی اور پھر کربلائی بیگم کی فوتیدگی کے بعد علی تقی وارث ہو گیا۔

☆ عباس حسین کا لڑکا علی عباس، زوار حسین کے اظہر حسین، اظہار حسین، وزارت حسین کا سید نور جہاں، ابوالفضل عباس کی دختران ہیں، فدا حسین کے شہدائے حسین وو قاء حسین پسران ہیں

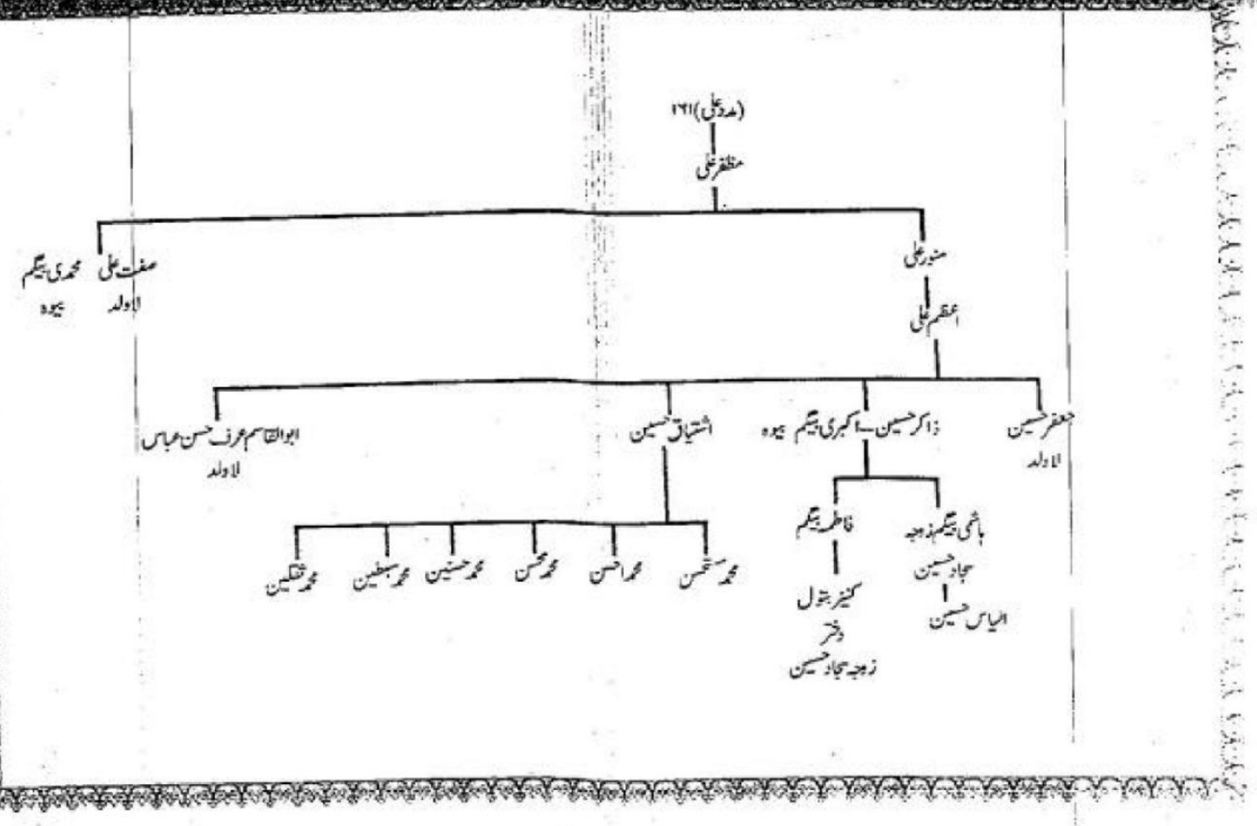
مولانا محمد فاضل

1910ء میں رسولپور میں پیدا ہوئے، مصباحیہ کالج میرٹھ سے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی "سند مولوی" ہم سے پوشیدہ تھی نہایت سادہ سنجیدہ اور متین طبیعت کے مالک تھے۔ 1939ء میں جب مجھے ہیضہ ہوا میری خواہش پر یہ گھر سے کھچڑی پکوا کر لائے مجھے کھلائی اور میں صحت یاب ہو گیا۔

گجرات شہر میں سیٹل ہوئے، مظفرآباد ملتان میں بھائی اختر عباس نے اراضی الاٹ کرائی محمد عاقل، محمد کامل، محمد رضا، محمد حیدر پسران ہیں، عقیلہ خاتون دختر ہیں، سید محمد حیدر نے لاہور سے پی ایچ ڈی فارمیسی کی اور امریکہ جا کر میڈیکل میں ڈگری لی اور امریکہ میں سیٹل ہو گئے۔

مولانا فاضل سے میری خط و کتابت تھی آخری وقت میں مجھے گجرات سے خط لکھا جس میں موجودہ رسولپور کے حالات اور اپنے چشم دید واقعات لکھے ہیں۔ 11 مارچ 1981ء بروز بدھ گجرات میں انتقال کیا ان کی بیوی مصطفیٰ بیگم بنت اکبر علی سلطانپوری اور دادی پنگوڑی تھیں والدہ عالیہ بیگم پرورش علی پنگوڑی کی ہمشیرہ تھیں، ان کی نانی فدا حسین پنگوڑی کے خاندان سے تھیں، نانی کا نام بسم اللہ بیگم تھا اور نانا عیوض علی پنگوڑی تھے۔





(مددعلی)۱۶۱
مظفرعلی
منورعلی
اعظم علی
صفت علی
لاولد
محمدی بیگم
بیوہ
جعفرحسین
لاولد
ذاکرحسین ـ اکبری بیگم بیوہ
اشتیاق حسین
ابوالقاسم عرف حسن عباس
لاولد
ہاشمی بیگم زوجہ
سجادحسین
الیاس حسین
فاطمہ بیگم
کنیز بتول
دختر
زوجہ سجادحسین
محمدمحسن
محمداحسن
محمدحسن
محمدحسنین
محمدسبطین
محمدثقلین

لیفٹیننٹ کرنل محسن

(انٹرویو 1981-01-06) 14 نومبر 1913ء مطابق 19 ذی قعد 1331ھ رسولپور پیدا ہوئے والدہ بنت خاتون دختر دانش علی زیدی پچگوڑہ، نانی صالحہ بیگم دختر اعظم شاہ خاندان مولانا علی نقوی سلطانپوری، دادی فضلیت النساء دختر آفتاب علی۔ ابتدائی تعلیم رسولپور پچگوڑ، فرید آباد سے حاصل کی، 1932ء میں اینگلو عربک کالج سے بی اے کیا کاشتکاری سے تنگ آکر 1934ء میں 11/14 پنجاب رجمنٹ انڈین آرمی میں بطور سپاہی بھرتی ہوئے بعد میں کمیشن مل گیا 10 ستمبر 1939ء میں جنگ عظیم دوئم کے آغاز پر مصر کے محاذ پر دسمبر 1940ء تک جنگ میں شریک رہے، مصر، لیبیا، اریٹیریا، سوڈان، ابی سینا، شمالی لینڈ کے محاذ پر رہے، اسی دوران 1940ء میں والد صاحب کا انتقال ہوگیا، پھر ایران، آسام، برما کے محاذ پر چلے گئے اور بطور کیپٹن کام سرانجام دیا، برما کے محاذ سے 1946ء میں واپس بریلی آگئے اس وقت میجر تھے۔

گڑھ مکھینٹر دسمبر 1946ء میں ہی گوڑگانوہ، میوات، پلول، گڑھ مکھینٹر وغیرہ میں فسادات شروع ہوگئے تھے اور تقسیم ہند کا عمل شروع ہوگیا تھا، آپ نے پاکستان کو ترجیح دی، بحیثیت کپتان آپ کا تبادلہ راولپنڈی ہوگیا، بعد میں میجر ہوگئے اور پھر کرنل بن گئے اور 1963ء میں بحیثیت لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ ہوگئے، جمعہ 9 شب 26 صفر 1407ھ مطابق 31 اکتوبر 1986ء ملتان میں انتقال ہوگیا۔

خدمات

1947ء میں بریلی سے پاکستان جاتے ہوئے پلول آئے جہاں سادات رسولپور چھوڑ کر قیام پذیر تھے، سلطانپور سے زین الدین پلول اہل سلطانپور کو نکالنے کے لئے آئے ہوئے تھے آپ اپنے سکھ فوجیوں کو لیکر سلطانپور پہنچے، اس وقت اہل سلطان پور ابرار حسین کی قلعہ بند حویلی میں محصور تھے سارے مرد عورتیں ان سے چمٹ گئے دوسرے دن آنے کا وعدہ کر کے واپس پلول پہنچے اور دوسرے دن اپنی رجمنٹ کے سکھ فوجیوں اور فوجی گاڑیاں لیکر سلطانپور آئے اور سارے سادات کو سوار کرلیا براستہ بزولی روانہ ہوئے راستہ ہندوؤں نے راجبہ حسن پور توڑ کر پانی سے بھر دیا بڑی جدوجہد اور کوشش سے عالم خوف اور وحشت سے نکال کر پلول لے آئے۔

آپ کے ہمراہ وصی احمد ان کے سسر اور آل احمد بمعہ اہل وعیال اور خود ان کے برادران اور اہل وعیال دہلی سے راولپنڈی بذریعہ سڑک پاکستان آگئے۔ یہ ان کا کارنامہ ہے اور اہل سلطانپور ان کے ممنون احسان ہیں، انہوں نے ملتان میں 3 مال روڈ

پر 16 بیگہ کی کوٹھی الاٹ کرائی جس میں یہ خود اور برادران رہائش پذیر ہیں، شاہ تال لودھراں میں بنجر اراضی 18 مربعہ الاٹ کرائی جو بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ آباد کرائی۔

اولادیں

حسین مستحسن میجر تھے والد کے انتقال کے بعد ریٹائرمنٹ لے لی اور بہت کامیابی کے ساتھ ڈیری فارم و زرعی فارم چلا رہے ہیں۔ دوسرا لڑکا کاظم مستحسن فوج میں بریگیڈیئر ہے نہایت لائق فائق افسر ہے اسکی ترقی کے بہت امکانات ہیں، تیسرا لڑکا تقی مستحسن پائلٹ ہے لڑکیاں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ڈاکٹر ہیں۔

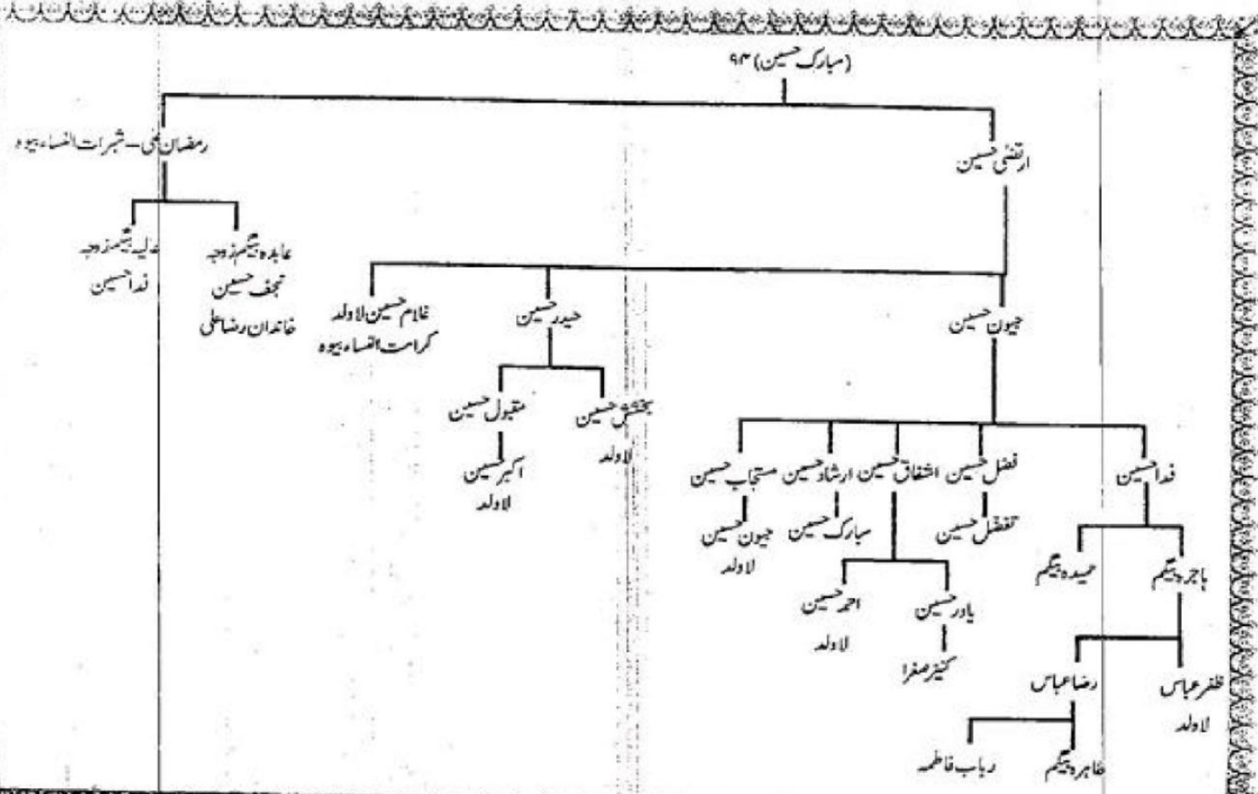
اشتیاق حسین

فرید آباد میں پنواری تھے، مرثیہ خوانی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے محمد تقی کے گھر اور بنگلہ پر جہاں چاروں بستوں کا اجتماع ہوتا تھا اور دیگر مسلم و غیر مسلم مجالس میں شریک ہوتے تھے مرثیہ خوانی کرتے تھے دہلی اور لکھنؤ کے مرثیہ خواں بھی ان کے فن کو تسلیم کرتے تھے۔

محمد احسن رسولپور اور ملتان میں پرسوز آواز سے نوحہ خوانی کرتے محمد محسن بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر مرثیہ خوانی کرتے تھے، نسیم امروہوی ان کے طرز خطابت سے متاثر تھے۔

افسوس اس خاندان کو بھی شوگر ہو گئی، محمد احسن، محمد محسن، محمد سبطین جیسے جواں سال نو جواں کو کھا گئی۔

اشتیاق حسین نے رسولپور میں حویلی تعمیر کرائی جو چونہ ریتہ تھی۔



(مبارک حسین) ۹۳
ارتضیٰ حسین
رمضان علی — شبرات النساء بیوہ
عابدہ بیگم زوجہ
تجف حسین
خاندان رضا علی
نذیلہ بیگم زوجہ
ندا حسین
جیون حسین
حیدر حسین
غلام حسین لاولد
کرامت النساء بیوہ
بخشش حسین
لاولد
مقبول حسین
اکبر حسین
لاولد
فدا حسین
فضل حسین
اشفاق حسین
ارشاد حسین
مستجاب حسین
تفضل حسین
مبارک حسین
جیون حسین
لاولد
یاور حسین
کنیز صغرا
احمد حسین
لاولد
ہاجرہ بیگم
حمیدہ بیگم
ظفر عباس
لاولد
رضا عباس
طاہرہ بیگم
رباب فاطمہ

شجرہ نسب ظفر عباس، رضا عباس

سید معین الدین کے سید چھجا کے نوازش علی کے سید علی کے ذوالفقار علی داماد سید جیون حسین، سید علی حسین والد ش یہ لوگ دراصل حامد پور دریائے جمنا کے پار جو پہلے سلطانپور کی حدود میں تھا کے تھے، غدر 1857ء میں غالباً ذوالفقار علی رسولپور آ گئے اور جیون حسین کے داماد بنے، ظفر عباس زمینداری اور رضا عباس تجارت کرتے تھے، ظفر عباس لاولد اور رضا عباس سید احمد حسین کے داماد تھے ان سے ایک لڑکی طاہرہ بیگم تھی جو طاہر حسین ولد شمشاد حسین سے شادی شدہ تھی دوسری لڑکی رباب فاطمہ تھی۔

کپتان تفضّل حسین

گوالیار ریاستی فوج میں کپتان تھے، اکثر گھوڑوں پر رسولپور آتے تھے، ان کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ آگرہ میں قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمۃ کے مزار پر بڑا طویل وعریض پنڈال بنوایا تھا جو لوہے کی چادروں اور گارڈروں اور ستونوں پر بنایا گیا تھا اسی میں ہی سہ روزہ مجالس ہوتی تھیں جس میں ہندوستان کے نامور علماء شرکت کرتے تھے اور مجالس پڑھتے تھے، یہاں 20/25 ہزار کا مجمع ہوتا تھا یہاں ہی قبلہ ناصر حسین مجتہد علیہ الرحمۃ کی قبر ایک حجرہ میں بنائی گئی تھی جنازہ لکھنؤ سے آیا تھا جس میں ہزاروں لوگوں نے لکھنؤ سے آگرہ تک پیدل سفر کیا تھا، یہاں کپتان صاحب نے اپنی قبر بنوائی تھی وائے قسمت موت کراچی میں آئی۔

دوسرا کارنامہ یہ ہے کہ رسولپور میں سہ درجہ امام بارگاہ بنوایا تھا جس میں صمصام علی کی بیٹھک اور صحن بھی شامل کر لیا تھا، یہاں شاندار مجالس چہلم سید الشہداء علیہ السلام ہوتی تھیں، جس کی رونق کپتان صاحب ہوتے تھے۔

سائیکل بندوق وکلابتی

اس امام بارگاہ میں دفعدار احمد حسین نے رہائش اختیار کر لی تھی یہ گوالیار فوج میں دفعدار تھے ریٹائرمنٹ کے بعد رسولپور میں آ کر نیم واچ و نیم انسپکٹر ضلع گوڑ گانوہ کے مقرر ہوئے اور اپنی سائیکل پر سارے ضلع میں تحفظ پرند و چرند کرتے ساتھ بندوق بھی ہوتی تھی۔ بندوق و سائیکل کی نہایت عمدہ صفائی رکھتے تھے میں اور سید محمد کوثر ان کے منشی تھے جو ان کی کارگزاری ماہانہ رپورٹ تیار کرتے تھے، کپتان تفضل حسین کی عدم موجودگی میں یہی مجالس کی روح رواں تھے۔ انہوں نے ایک نٹ اور نٹنی 'کلابتی' کو ملازم رکھ لیا۔ نٹ اپنی کٹیا میں رہتا اور کلابتی ان کی خدمت کرتی۔ ان کے علاوہ کلابتی کے ایک بیٹے سے بھی مراسم تھے۔ کلابتی سے ایک لڑکی تھی، پتہ نہیں کس کی تھی اور اب کہاں ہے۔

(حیات اللہ) ۱۵۰
- محمد شجاع
  - کرم علی
    - جمعیت علی
      - مبارک علی
        - فرزند علی
          - یوسف علی
            - جمعیت علی
            - یاور علی لاولد
          - یعقوب علی لاولد
      - احمد علی
        - سید علی
          - سید حسن لاولد
      - ایوب علی
        - ارشاد علی
          - تعظیم علی
            - احمد حسن — کنیز سکینہ بیوہ لاولد
          - جواد علی لاولد مسماۃ کاظمی بیگم بیوہ
        - مستجاب علی
          - مظہر علی
            - کنیز سکینہ دختر لاولد
    - طالب علی
      - صفدر علی
        - مہدی علی عجب النساء بیوہ
          - کنیز فاطمہ لاولد
          - بشیر النساء لاولد
        - حمزہ علی
          - محمد نقی
            - طالب حسین
            - نصرت علی
            - محمد تقی
            - محمد ذکی
      - نصرت علی
        - عزت علی لاولد

☆ راولپنڈی میں

☆ طالب حسین، محمد تقی ملتان میں، محمد ذکی شیخوپورہ میں، نصرت علی 30 مئی 1947ء کو رسولپور میں شہید ہو گئے۔

جمعیت علی، یاور علی

دونوں بھائی پابند صوم صلواۃ تھے جمعیت علی رسولپور میں زمینداری کرتے تھے ان کا کھلا (تالاب) مشہور ہے، یاور علی ان سے علیحدہ ناچاقی کی وجہ سے دکان کرتے تھے اور اسی میں ان کی رہائش تھی، ان کا سبزہ گھوڑا مشہور ہے جسے وہ اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے تمام عمر شادی نہ کی۔

مورخہ 30-05-1947 جب رسولپور کے سادات نے ہجرت کی تو یہ دونوں بھائی شجاعت علی کے پاس جو جنرل ہیڈ کوارٹر دہلی میں فوج میں ملازم تھے آ گئے اور انہی کے ساتھ 18-09-47 کو راولپنڈی آ گئے اور بی 677 رتگت پورہ میں رہائش اختیار کی، مواضعات کھنہ کاک، سہیان، ڈھوک کشمیر تحصیل راولپنڈی میں اراضیات حاصل کی جو نہایت قیمتی ہیں، اس کے علاوہ بی766 موہن پورہ سٹلائٹ ٹاؤن میں D371 اور چھاچھی محلہ میں H302 تعمیر کیے، شجاعت علی پسر جمعیت علی نے ریٹائرمنٹ کے بعد تجارت شروع کر دی، یاور علی لاولد فوت ہو گئے۔

فتنہ ابن سکینہ

دونوں بھائیوں کا رویہ اہل رسولپور کے ساتھ جارحانہ تھا، اس لئے کنیز سکینہ دختر مظہر علی بیوہ احمد حسین جب لاولد فوت ہو گئی تو نمبردار سجاد حسین کی بیٹھک میں مولانا مبین الحسن، صابر حسین اور قاسم علی مولانا نذر حسین نے منصوبہ بنایا کہ جمعیت علی، یاور علی کو زک پہنچائی جائے، مولانا مبین اور نذر حسین کی پھوپھی کاظمی بیگم بیوہ جواد علی تھی 1945ء میں فوت ہو گئی تو دونوں نے جائیداد کا تنازعہ کا منصوبہ بنایا کہ طالب حسین جو کہ سکینہ کے شوہر تھے اور ان کی پہلی بیوی سے نیئر حسین لڑکا تھا کو کنیز سکینہ کا لڑکا ثابت کر کے تمام اراضیات دلا دی جائے چنانچہ کنیز سکینہ اور کاظمی بیگم کی جائیداد پر اسی پارٹی قاسم علی اور بھائی اختر عباس میں اور محمد ذکی، محمد رضی نے نیئر حسین کا قبضہ کرا دیا، کیونکہ قاسم علی اور سارے لوگ ان کے زخم خوردہ تھے، انتقال وراثت کنیز سکینہ اور کاظمی بیگم جو ایوب علی کی تھی نیئر حسین کے نام کرا دی، گو یہ فعل قبیح تھا لیکن ان کو سبق سکھانے کے لئے یہ فتنہ پیدا کیا گیا چنانچہ نیئر حسین کو یہاں ذیرہ وبدھو میں زمین الاٹ ہو گئی۔

دوسری طرف کاظمی بیگم کے پاس جواد علی کی ماں کی بھی اراضی خاندان غضنفر علی میں بھی تھی جو رواجاً ہم تینوں بھائیوں کو ملنی تھی، مگر رسولپور میں اس کا انتقال وراثت نہ ہو سکا ہم نے پاکستان میں کلیم کیا اور موضع جنگل بھیڑو تحصیل ملتان میں زمین الاٹ کرائی جس پر نیئر حسین نے بحیثیت پسر سکینہ مقدمہ بازی کی نیئر حسین کا کہنا تھا کہ مجھے شجاعت علی نے ابھارا، خیر سپریم کورٹ سے ہمارے حق میں فیصلہ ہو گیا۔

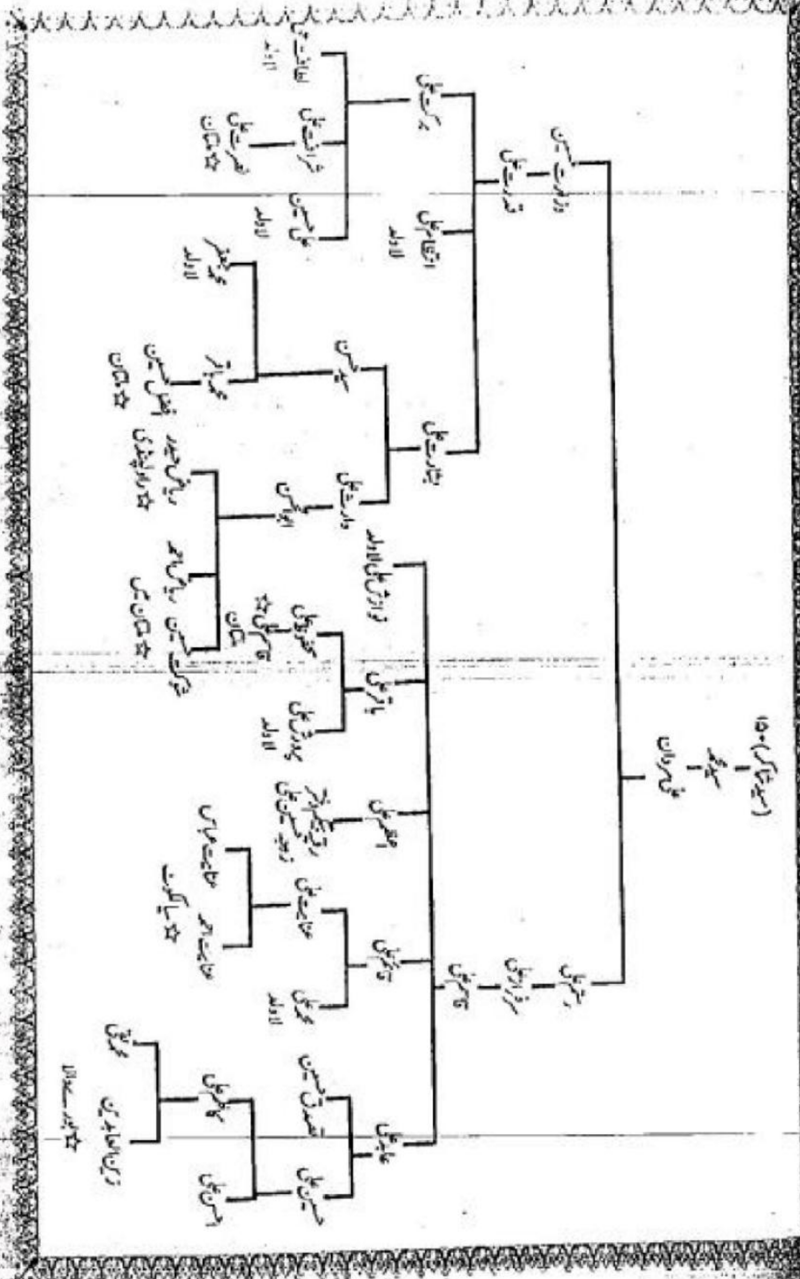
اولادِ حمزہ علی

تحریک آزادی 1857ء میں غداری کے الزام میں انگریز نے حمزہ علی کی جائیداد ضبط کر لی تھی لیکن ان کی بیوہ عظیم النساء کے دعوی پر بحال ہو گئی تھی ان کے واحد پسر سید محمد تقی انتہائی عبادت گزار، تہجد گزار متقی تھے، اپنی زمین خود کاشت کرتے تھے، اکثر نماز عید یں عید گاہ منیر علی میں پڑھایا کرتے تھے، نجف اشرف نو عورتوں کے ہمراہ زیارت کے لئے گئے نجف سے واپسی پر بس کا ٹائر پھٹ گیا رات ہوگئی، جنگل میں تنہا تھے کہ ایک گھوڑا گاڑی آگئی اس میں سوار ہو کر کربلائی معلیٰ پہنچے کرایہ دینے کے لئے عورتوں سے کرایہ لینے لگے تو گھوڑا گاڑی غائب تھی حضرت عباس علیہ السلام کے روضہ پر بیمار ہو گئے تو غفلت میں حضرت عباسؑ نظر آئے اور فرمایا محمد تقی تمہارا مرض دور ہو گیا۔

1857ء تک رسولپور سے روز عاشورہ جلوس مستجاب علی کے یہاں سلطانپور جاتا تھا لیکن حمزہ علی کو بشارت ہوئی کہ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے تم اپنے ہاں مجالس شروع کرو جب سے اس گھرانے میں 9 محرم کو مجلس منعقد ہونی شروع ہوئی جس میں سادات کی چاروں بستیاں اور علاقہ کے مسلمان کثرت سے شریک ہوتے تھے اور بڑی عقیدت و احترام و خلوص سے یہ مجلس ہوتی تھیں تبرک ادھ سیر لڈو کا تقسیم ہوتا تھا ہمارے ہوش میں یہاں مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی اور دیگر علماء الکعظم جو امام بارگاہ امیر علی میں آتے تھے وہ یہاں ضرور مجلس پڑھتے تھے، مرثیہ خوانی میں سید اشتیاق حسین بڑی کامیابی سے مجلس پڑھتے تھے ان کے بعد محمد محسن اور مولانا نذر حسین بھی مرثیہ خوانی کرتے تھے، ان کی تمام اولاد صوم و صلوٰۃ کی پابند تھی، سید نصرت علی 30-05-1947 کو رسولپور میں تنہا رہ گئے عالم اضطراب میں سارے گاؤں میں بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ منظر میرے آنکھوں کا دیکھا ہے، سید عبدالوہاب کے مکان کے سامنے انہیں زبردستی پکڑا، حیدر عباس، اور عبدالوہاب اور میں نے بہت سمجھایا کہ ساری سادات جا رہی ہے آپ تنہا رہ جائیں گے اور مارے جائیں گے مگر وہ کسی کے ہاتھ نہ آئے اور بھاگ گئے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ پہلے اپنے گھر میں رہے پھر مسجد میں آگئے اور مینار پر چڑھ کر جان بچائی مگر ان کی رعایا کے چماروں میں جن میں ایک سکھ ہو گیا تھا اور منگل نام تھا نے مسجد میں شہید کر دیا۔

طالب حسین اور محمد تقی زردار اور عابد و زاہد تھے بروقت زبان پر ذکر محمدؐ و آل محمد علیہ السلام کرتے رہتے تھے اور واقعات کربلا بیان کر کے روتے تھے، یہ دونوں بھائی ملتان میں رہے محمد ذکی پولیس میں تھانیدار تھے جو 1947ء میں شیخوپورہ میں تبادلہ میں آکر آباد ہو گئے اور پھر ڈی ایس پی ہو کر ریٹائرڈ ہوئے ان کے صاحبزادے محمد مہدی بھی پولیس میں ڈی ایس پی ہیں۔

خاندان انتظام علی



میر عابد علی

بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی کے داروغہ گل تھے۔ پتہ نہیں رنگون میں ہی نہ ہوں۔

سید شاکر

ان کا باغ قریب بارہ دری سید شاکر تھا۔ ان کے بیٹے سید محمدؐ سے سید دلوالے محمد شاہ خاندان رضا علی نے قبضہ کر لیا، دختر سید محمد زوجہ سید دلوالے تھی، سید شاکر کی حویلی اور مال اسباب بھی لے لیا، سید دلوالے کے انتقال کے بعد سید محمد شکوہ وغیرہ پر افلاس آیا تو تمام مکان سید دلوالے کا لوٹ لیا اور سید محمد شکوہ پورب (یو۔ پی) چلے گئے وہاں پرگنا تھرا کے عامل ہو گئے، اپنی منکوحہ بیوی کو رسول پور چھوڑ گئے اور مساۃ "گھسیو" کو ہمراہ لے گئے۔ (سرمائے رضا)

شوکت صاحب

بڑے سبل پسند شاعر تھے مدح اہلبیت علیہ السلام میں کافی ذخیرہ چھوڑا ہے، صاحبزادے اکثر مجالس میں پڑھتے ہیں۔

ریاض احمد

ان کی بیگم مولانا امانت حسین کی صاحبزادی تھیں، ان کا نکاح قبلہ ناصر الملتہ لکھنوی نے پڑھایا تھا۔ خاندان مولانا کا ان پر بڑا اثر تھا اور مذہبی جوش و خروش بہت زیادہ تھا حاجی وزوار اور محب اہلبیت علیہ السلام تھے ان کا ایک صاحبزادہ علی احمد ڈاکٹر ہے۔

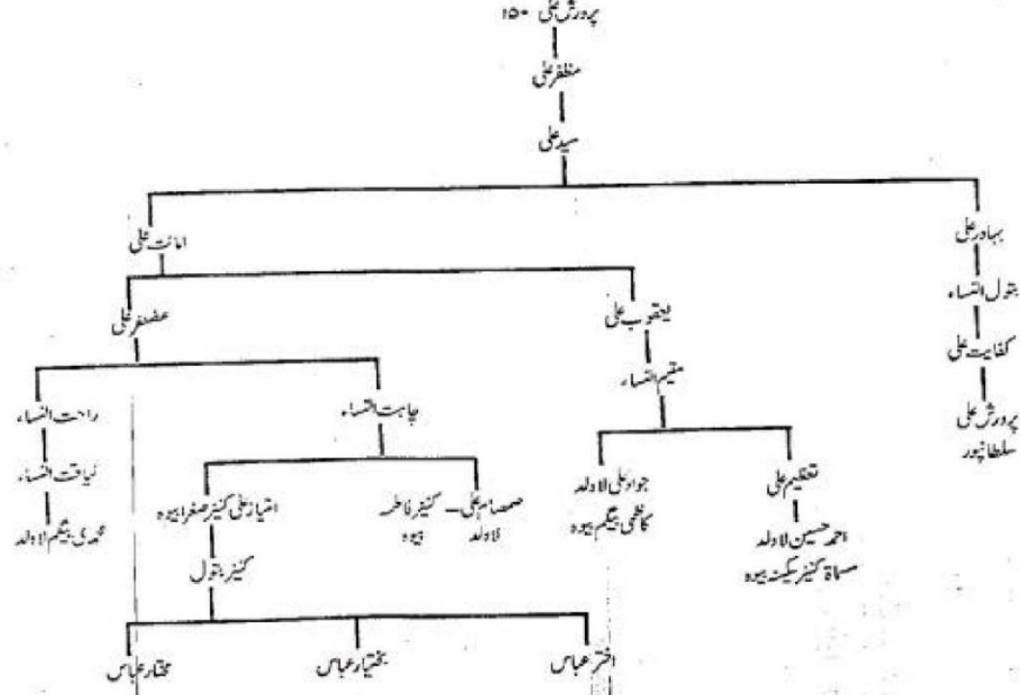
ریاض حیدر

اعلیٰ تعلیم حاصل کی فوج میں بھرتی ہوئے اسلحہ کی خریداری کا کام اور ان کی پڑتال ملکی وغیر ملکی ان کے سپرد تھا، نہایت لائق، بااخلاق، محبت والی شخصیت ہیں، راولپنڈی میں سیٹل ہوئے۔

عنایت احمد، عنایت عباس

عنایت عباس کی والدہ سیالکوٹ کی تھیں وہ پہلے ہی سے سیالکوٹ میں تھے، عنایت احمد کی والدہ دوسری تھیں چنانچہ یہ بھی عنایت عباس کے پاس 1947ء میں سیالکوٹ چلے گئے۔

خاندان غضنفر علی


پرورش علی ۱۵۰
مظفر علی
سید علی
امانت علی
بہادر علی
بتول النساء
کفایت علی
پرورش علی
سلطانپور
یعقوب علی
مقیم النساء
تعظیم علی
احمد حسین لاولد
مساۃ کنیز سکینہ بیوہ
جواد علی لاولد
کاظمی بیگم بیوہ
غضنفر علی
راحت النساء
لیاقت النساء
مہدی بیگم لاولد
چاہت النساء
امتیاز علی کنیز صغرا بیوہ
کنیز بتول
صمصام علی لاولد
کنیز فاطمہ بیوہ
مختار عباس
بختیار عباس
اختر عباس

میر امانت علی

ریاست گوالیار میں ملازم تھے انگریزی افواج میں رسالدار ہو گئے، جنگ کہانہ سکندرہ میں مارے گئے۔ ان کی پوتی چاہت النساء، مصاحب علی خاندان مردان علی کی زوجہ تھی راحت النساء زوجہ اکرام علی پلول تھیں، جن سے فضیلت النساء، دختر تھیں، جو منظور عباس رسولپوری کی زوجہ تھیں ان سے محمدی بیگم دختر تھیں جو علی عباس رسولپوری سے بیاہی تھیں، اور لاولد فوت ہوئیں کنیز فاطمہ صمصام علی رسولپوری خاندان مردان علی کی زوجہ تھیں جو لاولد فوت ہوئیں، کنیز صغرا امتیاز علی رسولپوری خاندان مردان علی کی زوجہ تھیں جن سے کنیز بتول دختر تھیں، کنیز صغرا 15-12-1935 کو فوت ہوئیں اور کنیز بتول زوجہ منظور عباس تھیں جن سے اختر عباس، مختار عباس، مختار عباس لڑکے تھے اور ریاض فاطمہ زوجہ حسن علی رسولپوری دختر تھیں اور ایک اور دختر عزیز فاطمہ تھیں جو اسرار الوہاب رسولپوری کی بیوی تھیں، کنیز بتول 02-06-1936 کو فوت ہوئیں۔

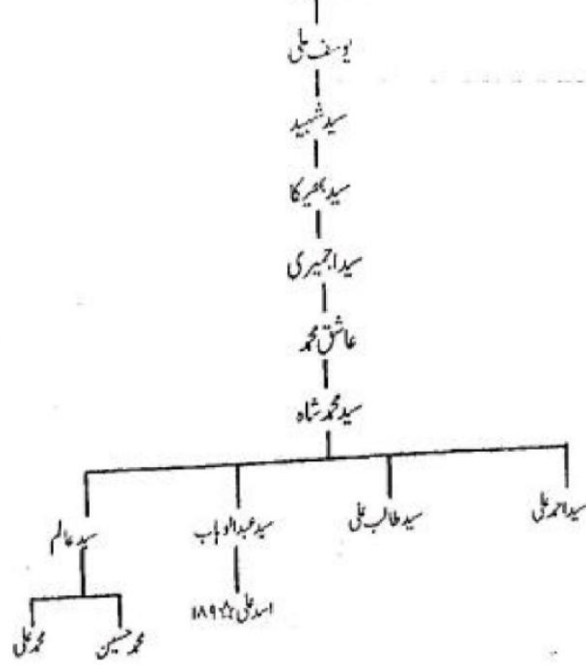
محمد مہدی: (☆ روایت مولانا مبین)

محمد مہدی عرف مذی، کلو، فاضل نقل دہلوی اور محمد رفیع محمد رضا کے فرزند تھے، یہ حضرات غضنفر علی کے غلام تھے، یہ لوگ رسولپور میں ہمارے ساتھ ہی علیحدہ مکان میں رہتے تھے، چچا مذی کا ایک جوان سال لڑکا تھا جو مشتاق احمد اور اقبال احمد کی سلامی کے وقت ان کی گھوڑی کی لات لگنے سے مر گیا تھا ایک لڑکی باسی تھی۔

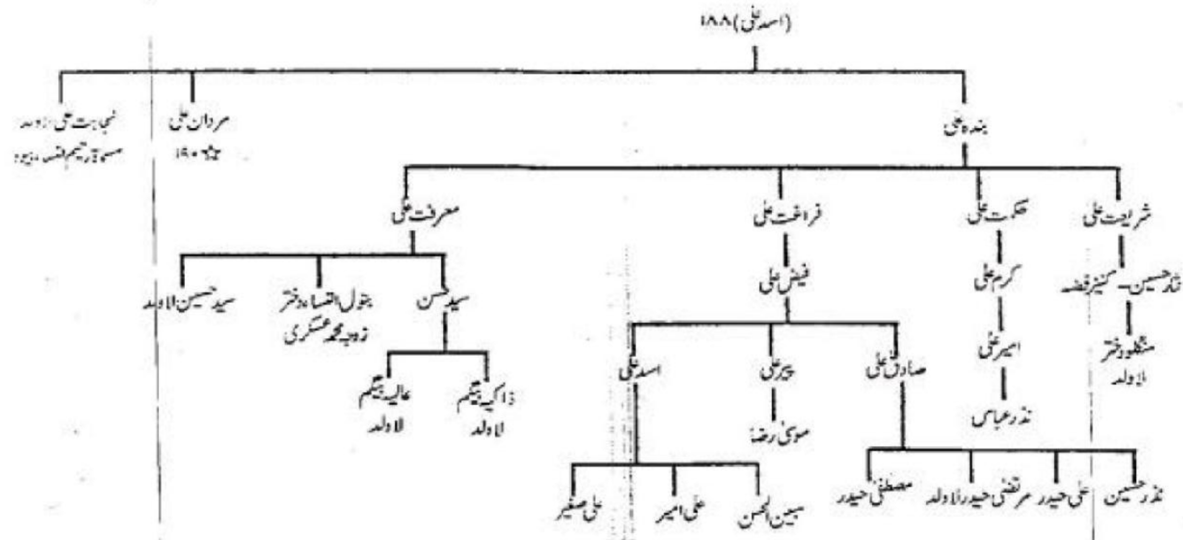
محمد رفیع درزی کا کام کرتے تھے، چچا کلو کالڑکا کاظم تھا جو شیعہ میانی ملتان میں ہے، فاضل نقل دہلی میں تھے اور اب کرشن نگر لاہور میں کتب خانہ کا کام کرتے ہیں۔ کنیز صغرا میری نانی کی وفات 15-12-1935 پر میری والدہ کنیز بتول اور ان کی وفات 02-06-1936 کے بعد ہمارے اور اولاد بندوعلی کے درمیان مقدمہ بازی ہوئی آخر ریونیو بورڈ سے ہمارے حق میں فیصلہ ہو گیا، جو 1940 لاہور لا ٹائمز میں بہ عنوان امیر علی وغیرہ بنام اختر عباس شائع ہوا۔

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولپوری

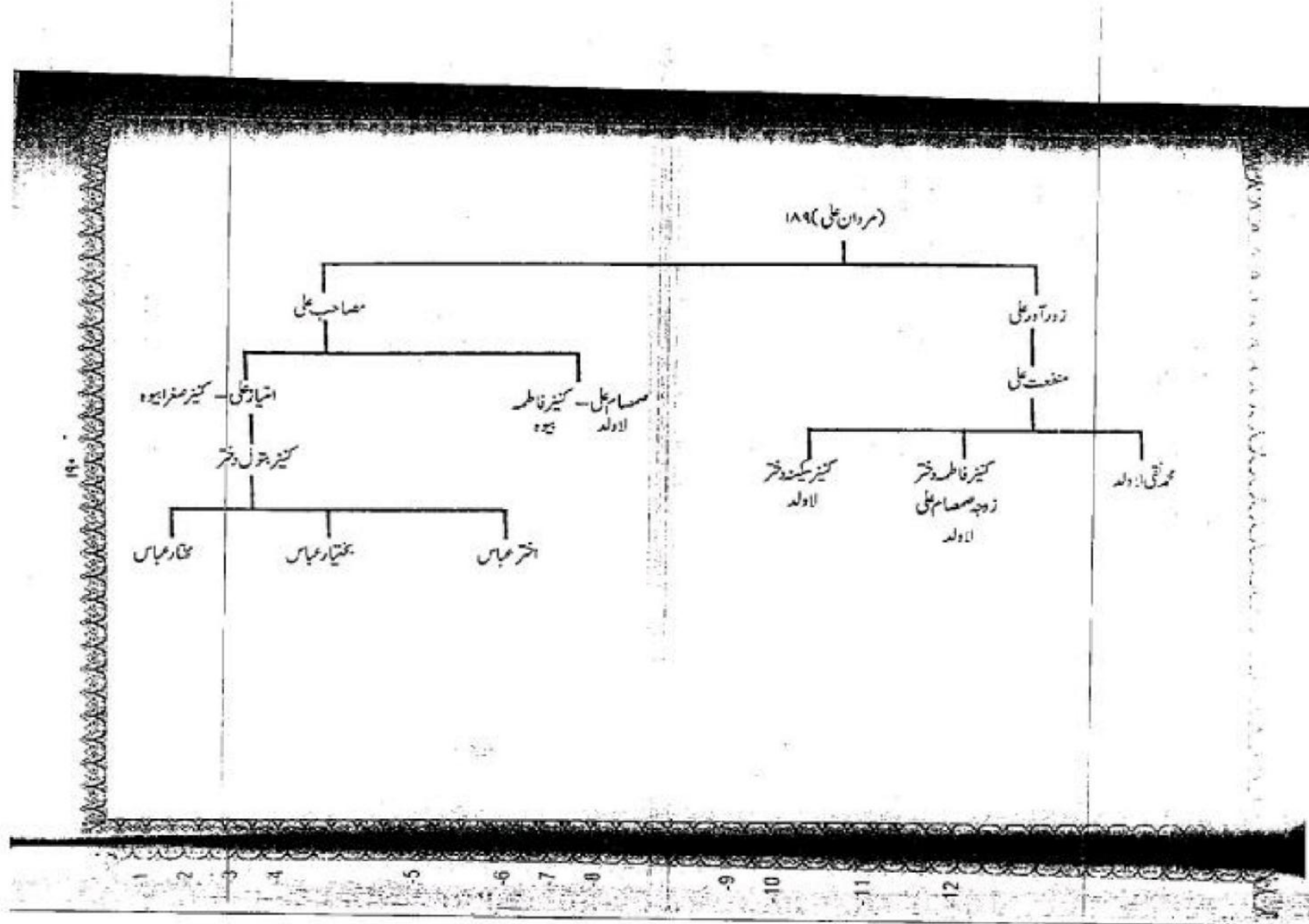
خاندان مردان علی



ماسوائے اسد علی، تمام اجداد سید احمد علی، طالب علی، محمد حسین، محمد علی، تحریک آزادی <u>1857</u>ء میں ترک وطن کر کے لکھنؤ میں آباد ہو گئے تھے اور ان کی جائیداد سولپور پر ان کے اور اسد علی کی اولاد کے درمیان مقدمہ بازی ہوئی تھی کیونکہ برٹش گورنمنٹ نے ان کی تمام جائیداد ضبط کر لی تھی جو اولاد اسد علی نے اپنے نام بحال کرائی تھی، ہائی کورٹ لاہور سے اولاد اسد علی کامیاب ہو گئی اور سید احمد علی وغیرہ محروم رہ گئے، محمد حسین کی نسل سے ایک لڑکی مولانا انصار حسین خاندان ذوالفقار علی سے متزوج ہوئیں، اسی خاندان سے سکندر ہیں جو حیدرآباد سندھ میں محکمہ انکم ٹیکس میں ملازم ہیں (مولانا امین)



(اسد علی) ۱۸۸
بندہ علی
مردان علی
نجابت علی
شریعت علی
حکمت علی
فراغت علی
معرفت علی
نثار حسین ـ کنیز فضہ
منظور دختر
لاولد
کرم علی
امیر علی
نذر عباس
فیض علی
صادق علی
پیر علی
اسد علی
موسیٰ رضا
نذر حسین
علی حیدر
مرتضیٰ حیدر لاولد
مصطفیٰ حیدر
مبین الحسن
علی امیر
علی صغیر
سید حسن
بتول النساء دختر
زوجہ محمد عسکری
سید حسین لاولد
ذاکیہ بیگم
لاولد
عالیہ بیگم
لاولد



(مردان علی)۱۸۹
زور آور علی
منفعت علی
محمد تقی لاولد
کنیز فاطمہ دختر
زوجہ صمصام علی
لاولد
کنیز سکینہ دختر
لاولد
مصاحب علی
صمصام علی۔ کنیز فاطمہ
بیوہ
لاولد
امتیاز علی۔ کنیز صغرا بیوہ
کنیز بتول دختر
اختر عباس
بختیار عباس
مختار عباس

1- اسد علی کی شادی بشیر و سید علی وارث غضنفر علی سے ہوئی (راوی دائی بیگم عرف دادی ذکی)

2- مصاحب علی کی زوجہ چاہت النساء دختر غضنفر علی //

3- مردان علی کی لڑکی "اکسی" زوجہ مہدی حسن ہیلیئی //

4- مردان علی کی دوسری لڑکی حیری کی زوجہ معرفت علی تھیں جن سے سید علی اور بتول النساء زوجہ محمد عسکری خاندان رضا علی تھیں بتول النساء سے محمد خورشید اور سیدہ بیگم تھے سیدہ بیگم سے ایک دختر بدر الحسن سے تھیں جو زوجہ پرورش علی پسر دادی ذکی سے منسوب تھیں جو لاولد فوت ہوئیں۔

5- مردان علی کی تیسری لڑکی عترت زوجہ جعفر حسین ابن نادر حسین تھیں ان سے ایک لڑکی "بندی" تھیں جو لواب ہادی حسین کی زوجہ تھیں جن سے شمشاد حسین وغیرہ اولاد تھی۔

6- بتول النساء کی ایک لڑکی عابدہ حیدر عباس کی زوجہ تھیں اور تیسری طیبہ بیگم زوجہ جمیت علی تھی۔

7- صمصام علی کی زوجہ کنیز فاطمہ دختر محمد حسین تھی جو لاولد فوت ہوگئیں۔

8- امتیاز علی کی زوجہ کنیز صغرا دختر محمد حسین پلول تھی جن سے صرف ایک لڑکی کنیز بتول ہوئی جو زوجہ منظور عباس سلطانپوری تھی جن سے اختر عباس اور میں اور مختار عباس پسران اور ریاض فاطمہ زوجہ حسن علی رسولپوری اور عزیز فاطمہ زوجہ اسرار الحق رسولپوری دختران تھیں۔

9- مصاحب علی کی ایک لڑکی گی زوجہ انظار عباس اور دوسری چھنیالا ولد فوت ہوئی (راوی دادی ذکی)

10- مسماۃ وحیدا دختر فراغت علی زوجہ کرم علی اور مسماۃ چھنیا دختر کرم علی زوجہ نثار حسین جن سے ایک لڑکی مسماۃ منگو تھیں جو عباس سے منسوب تھیں لیکن یہ جائیداد کی نذر ہوگئیں اور بلا شادی فوت ہوئیں۔

11- حکومت علی کی زوجہ مسماۃ منصف بانو دختر منصف علی تھی اور دختر زلفا النساء تھی جس سے رقیہ بیگم دختر تھی (راوی مولانا مجتبیٰ الحسن)

12- مولانا مبین الحسن اور نذر حسین نے ہمراہ مولانا محمد فاضل اور بھائی اختر عباس کے ہمراہ مسیہ کالج میرٹھ میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی اسی وجہ سے مولانا کہلانے لگے، یہ ابتداء ہی میں اور بھائی اختر عباس والد کی وفات کے بعد ہی واپس چلے آئے تھے مولانا فاضل نے مکمل تعلیم حاصل کی۔

اولاد حیدر علی ابتداء ہی میں جون 1947ء میں گجری پورہ ضلع گجرات آ گئے تھے جب ہندو گجرات سے چلے گئے تو یہ لوگ مع مولانا فاضل گجرات محلہ قلعہ میں آ گئے، صابر حسین اور افضل حسین بھی گجرات آ گئے تھے ان کا ایک ہی قافلہ تھا اور انہوں نے حویلیاں اور دوکانات الاٹ کرائیں۔

1-اولاد حکمت علی

اولاد حکمت علی میں نمبرداری، پنج سیوہ آخیر تک رہی اس نسل کی خوبی یہ ہے کہ ایک ہی لڑکا چلا آتا ہے، نذر عباس ملتان میں آباد ہوئے ان کا صاحبزادہ امیر عباس ایم اے ہے یونائیٹڈ بنک میں منیجر تھے، نذر عباس شاعری بھی کرتے تھے۔

2-اولاد صادق علی

اولاد صادق علی پہلے گجرات پھر وزیرآباد چلی گئی وہاں سے ملتان آ گئے تھے اور سب سے الگ ریلوے لائن کے ساتھ ٹیکسٹائل مل کے شمال میں مکان بنالیا تھا، مولانا نذر حسین مرثیہ خواں تھے اور علی حیدر و مصطفیٰ حیدر سوز خوانی کرتے تھے، نذر حسین ملتان سے کراچی اپنے پسر کے پاس چلے گئے تھے اور وہاں ہی فوت ہوئے علی حیدر لاولد ملتان میں فوت ہوئے۔

3-پیر علی

پیر علی رسولپور میں منیجر تھے انہوں نے بھی شجرہ نسب ترتیب دیا تھا جو رضا حسین نے نقل کیا تھا میں بھی ان کا شاگرد رہا ہوں ان کی صفت یہ ہے کہ گرمیوں کی چھٹی میں دو ماہ تک کلاس کو اپنے گھر بلا معاوضہ پڑھاتے تھے ان کا بھی ایک لڑکا موسیٰ رضا ہے جو کراچی چلے گئے۔

4-اولاد اسد علی

مولانا مبین الحسن پولیس میں ملازم تھے یہ سب گجرات آ گئے تھے اور علی امیر دعلی منیر ملتان میں مولانا نذر حسین کے ساتھ رہے مولانا مبین گجرات میں ہی رہے وہاں کے چودھریوں میں مقبول تھے ہمارے ساتھ مقدمہ بازی میں انہوں نے ہی پیروی کی ان کی اولاد نے بہت ترقی کی، شبیہ محمد بی کام اکاؤنٹنٹ سوئیڈش ٹریننگ کالج گجرات ہیں، علی ظہیر بی ایس سی ہیں، پشیم میں تجارت کرتے ہیں جہاں ذاتی دکان اور مکانات ہیں کافی آمدن ہے لاہور میں بھی ایک بلڈنگ خریدی ہے مال روڈ پر، سید محمد میٹرک ہیں یوسف حسین ایف ایس سی ہیں جرمنی میں فیکٹری میں ملازمت کرتے ہیں زائرہ خاتون اور ساجدہ خاتون دختران ہیں۔

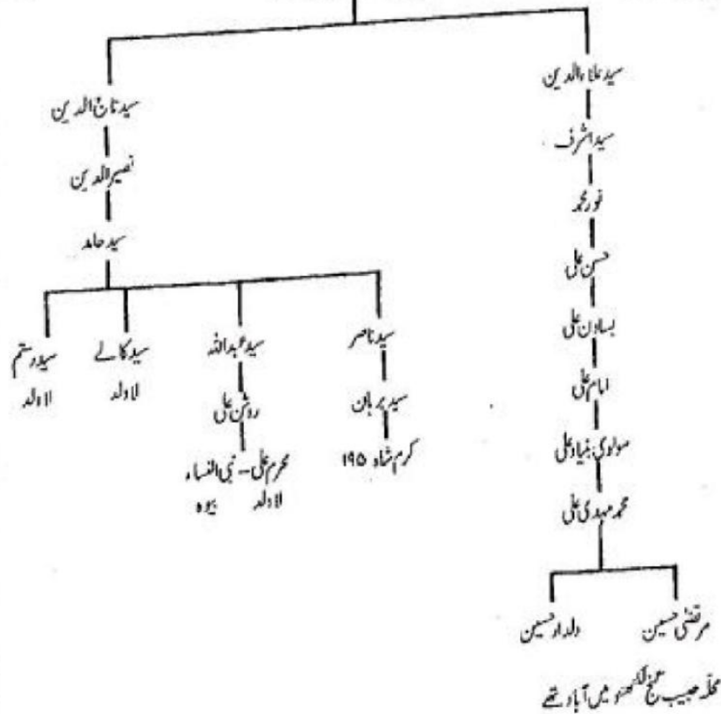
مولانا مبین جس طرح آل داولاد سے بے فکر رہے اس کے برعکس ان کی اولاد ماں کی تکالیف میں صبر کے صلہ میں ماں کی دعا سے بہت ترقی کی نذر عباس کی ہمشیرہ ان کے گھر میں تھیں تمام اولاد [illegible]

ہیں اور محافل اور مجالس کی رونق رہے ہیں۔

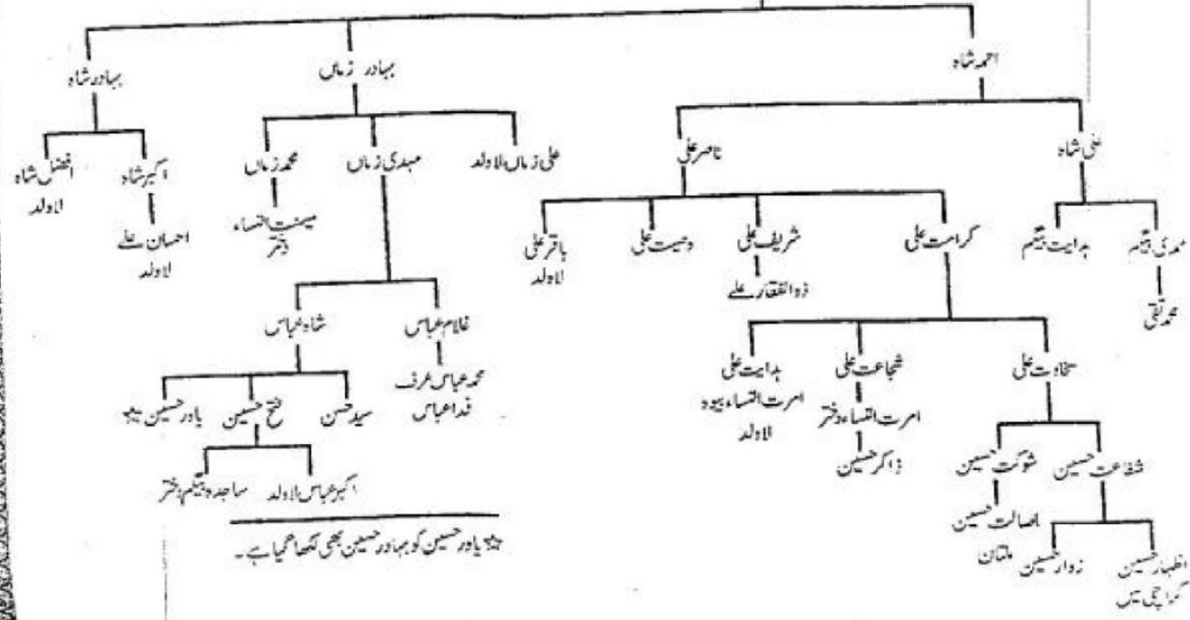
اولادِ مرداں علی میں کوئی اولادِ نرینہ نہیں ہے میری ماں کنیز بتول صرف ایک دختر امتیاز علی اور ہم تین لڑکے اور دو لڑکیاں باقی

اولادِ بندہ علی نے 1913 سے کنیز فاطمہ کی وفات کے بعد ہم سے مقدمہ بازی جاری رکھی جو 1945 تک جاری رہی
والد میں ماموں شمشاد حسین پیروی کرتے تھے پھر والد صاحب نے 1939 تک تا زندگی پیروی کی اور زبردست تیاری کی ان کی
وفات کے بعد والدہ کے مرنے پر میں نے ان کی تیاری پیروی مقدمہ کی 1945 میں پیپر بک چھپنے کے بعد میں نے ایک بحث برائے
برکت علی لکھی جس پر انہوں نے مجھے بہت داد دی جس روز ہائی کورٹ میں بحث ہونا تھی اس کی رات کو ملک صاحب نے کہا کہ مجھے
کم کی ہے ہمارے پاس صرف دو سو روپیہ تھا صبح جب ہم ان کی کوٹھی پر پہنچے تو انہوں نے عبدالرحمان اپنے منشی کو طلب کیا اور کہا کہ ان
لوں نے مجھے دو سو روپیہ دیا ہے یہ دروازے پر بیٹھے فقیروں کو تقسیم کر دو چنانچہ مقدمہ ہمارے حق میں فیصلہ ہو گیا ہمارے ساتھ محمد ذکی
علی قاسم علی بھی معہ سرمایہ کے دہلی مسلم ہوٹل میں مقیم تھے اور نانی کنیز صغرا کی سالم جائیداد ہمارے حق میں ہو گئی یہ کیس 1946 آل
انڈیا رپورٹ لاہور صفحہ نمبر 10 پر چھپوایا گیا۔

خاندان محرم علی



محلہ حبیب گنج لکھنؤ میں آباد تھے



☆ یاور حسین کو بہادر حسین بھی لکھا گیا ہے۔

میر مہدی زماں

میر پرورش علی جاگیردار کے پھوپھی زاد بھائی تھے انگریزی افواج میں رسالدار بہادر تھے ان کے ماتحت افواج نے 1857ء کی تحریک آزادی میں بغاوت کی وہ مسٹر ولیم فورڈ ڈپٹی کمشنر اور جنرل اسٹورڈ کے پاس معہ اپنے دو پسران کے حاضر ہوئے تو ان کی بڑی قدر دانی کی گئی جنرل موصوف نے عہدہ رسالداری برقرار رکھا جنگ آزادی 1857ء میں انگریزوں کے لئے بڑے بڑے کار نمایاں سرانجام دیئے صلہ میں ضلع بریلی میں تین مواضعات جاگیر میں دیئے وہ انکے پسران کے قبضہ میں ہیں مواضعات "سنجاوان، رتا منو، امیریاں" نسل بعد نسل رہے۔

(ماخوذ از درخواست میر انتظام علی وغیرہ پسران میر پرورش علی جاگیردار نقل رضا)

میر ناصر علی پلٹن میں صوبہ دار تھے پھر رسالدار ہوگئے مہاراجہ گوالیار کے مقربین میں سے تھے۔

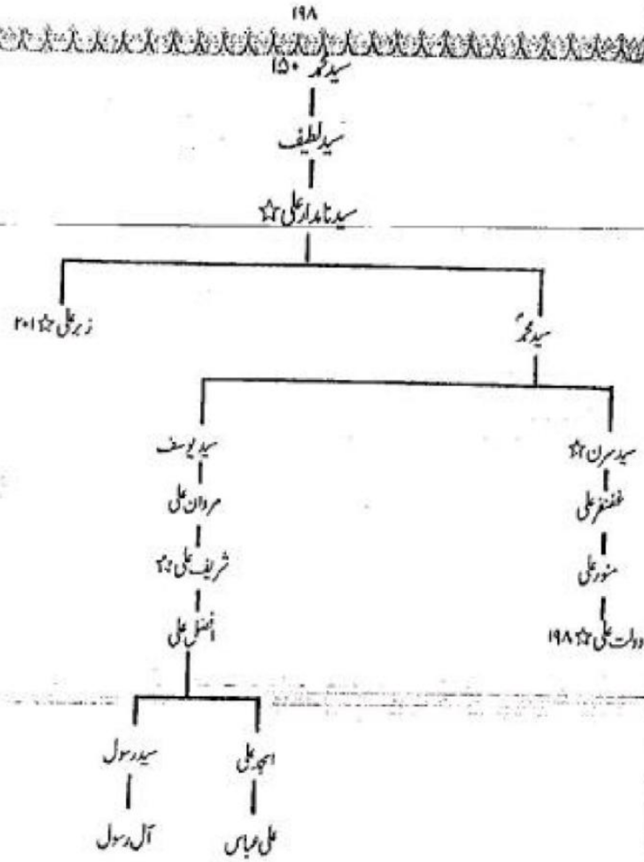
اظہار حسین

ریذیڈنٹ برٹش انڈیا ریاست گوالیار کے ہیڈ افسر تھے بڑے قابل اور متین شخصیت تھے قیام پاکستان 1947ء میں کراچی جنرل گورنمنٹ سیکرٹریٹ میں انڈر سیکرٹری تھے کہا کرتے تھے کہ کشمیر تقسیم ہو جائیگا 18 رمضان 1416ھ مطابق 8 فروری 199[illegible] بروز جمعرات کراچی میں فوت ہوئے۔ رضویہ کالونی کراچی میں بمعہ برادر زادہ حسین سیٹل ہوئے انکا بڑا لڑکا ریاض حیدر انجنئیر ہے اکثر بیران ملک رہتے ہیں انکے ہمراہ ان کے برادر خورد زوار حسین بھی کراچی میں سیٹل ہوئے اصالت حسین ملتان محلہ اندرون بوہڑ گیٹ سیٹل ہوئے اصالت حسین شریف الحسن سلطانپوری کے نواسے ہیں۔

یہ خاندان شرفاء میں شمار ہوتا ہے سماجی سرگرمیوں میں پیش پیش رہا ہے۔



خاندان جمعیت علی



☆ نامدار علی کا نام نادر علی بھی لکھا ہے۔

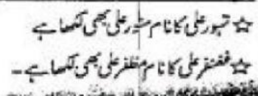
☆ زبر علی کا نام وزیر علی بھی لکھا ہے

☆ سید سرن کا نام سید اشرف بھی لکھا ہے

☆ غضنفر علی کا نام مظفر علی بھی لکھا ہے۔

☆ شریف علی کا نام بوتراب علی بھی لکھا ہے۔

- دولت علی ۱۹۷
  - طالب حسین لاولد
  - صادق حسین
    - عاشق علی
      - مشتاق علی
        - تہور علی ☆ لاولد
        - ہادی علی
          - محمد جعفر
      - محمد آفتاب علی
        - محسن علی لاولد
      - ابوالحسن
        - سید حسن لاولد
      - نیاز حسین لاولد
    - غضنفر علی ☆
      - واحد علی
  - اشرف علی
    - حسن رضا
      - حسن بانو
      - تاج بانو
        - ولایت علی
          - ابوالحسن
            - شوکت حسین
            - ریاض احمد
            - ریاض حیدر
        - سید حسن
          - محمد باقر
          - محمد جعفر
      - شہر بانو
      - لطیف النساء
    - محمد علی
      - اعظم علی لاولد
      - امیدت
        - انظار عباس
          - محمد عباس
          - اختر حسین
        - منظور عباس
        - منصور عباس
  - جمیت علی لاولد



☆ تہور علی کا نام شیر علی بھی لکھا ہے
☆ غضنفر علی کا نام مظفر علی بھی لکھا ہے۔

1- علی عباس و آل رسول ملتان میں منتقل ہوئے آل رسول کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کا عقد قبلہ و کعبہ ناصر حسین مجتہد لکھنو نے
ہمراہ دختر مولانا امانت حسین پڑھایا قبلہ ناصر الملۃ اور امانت حسین خالہ زاد بھائی تھے
علی عباس کی کنیت "سیولیا" مشہور تھی یہ آل حسن سلطان پوری کے بھانجے تھے۔

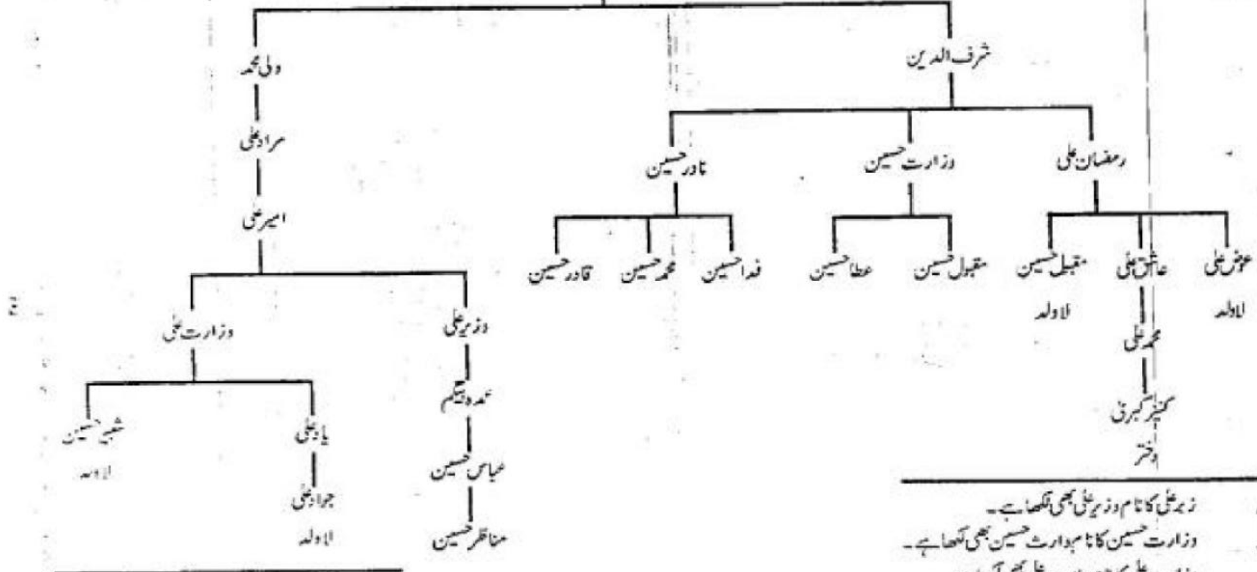
2- محمد جعفر ولد ہادی علی ملتان میں منتقل ہوئے یہ مظفر عباس سلطانپوری کے خسر تھے محمد عباس حیدرآباد سندھ میں منتقل ہوئے۔
ان کا بڑا صاحبزادہ جرمنی میں منتقل ہو گیا اور جرمن دوشیزہ سے شادی کر لی وہاں ہی فوت ہو گئے۔
اختر حسین وہاڑی شہر میں بوجہ ملازمت منتقل ہوئے بڑے نیک اور سماجی شخصیت تھی ان کا لڑکا بھی وہاڑی شہر میں ہے۔

3- منظور عباس۔ منصور عباس کی اولاد لاہور میں منتقل ہو گئی۔

شوکت حسین

شاعر اہلبیت اور غزل سرا تھے ممتاز آباد ملتان میں منتقل ہوئے سید مظفر قمر عباس سید مدثر اولاد نرینہ ہے اولاد دختری بھی ہے
میر تقی میر کی سی شاعری کرتے ہیں انکے بھائی ریاض احمد محب اہلبیت زوار اور حاجی تھے۔ ان کی اولاد شبیہ الحسن، عقیل احمد،
نہال احمد اور علی احمد ڈاکٹر اولاد پسری ہے۔ ان کے تیسرے بھائی ریاض حیدر ملٹری میں بطور سولین ملازم تھے راولپنڈی میں
منتقل ہوئے۔ سید حسن وارث، حسین وارث، احمد سجاد اولاد پسری ہے۔





اس خاندان کا مجھے علم نہیں البتہ مناظر حسین کا نام بی
تجارت میں رسولپور میں تھے ان کی اولاد لاہور میں ہے

- زبر علی کا نام وزیر علی بھی لکھا ہے۔
- وزارت حسین کا نام وارث حسین بھی لکھا ہے۔
- وزارت علی کا نام ولایت علی بھی لکھا ہے۔
- یاد علی کا نام نیاز حسین بھی لکھا ہے۔

یہ خاندان رسولپور میں "محل" نامی حویلی میں رہائش پذیر تھا۔ تھوڑی بڑی لمبی چوڑی تھی جس کے اوپر مناظر حسین کی رہائش تھی، مشرقی سمت "بندان" رہتے تھے۔ یہ محل ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا کہتے ہیں رام پور موجودہ رسولپور کا قدیم ہندو محل تھا دو منزلہ عمارت تھی جس میں خاندان کے دیگر افراد رہتے تھے۔

مناظر حسین کا انتقال رسولپور میں ہی ہو گیا تھا۔ ان کے مقابر حسین لاہور اور منور حسین مظفر گڑھ شہر میں تھے دونوں کا انتقال ہو گیا۔



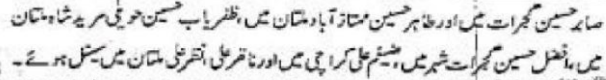
خاندان جمال

(سید جمال) ۱۵۰

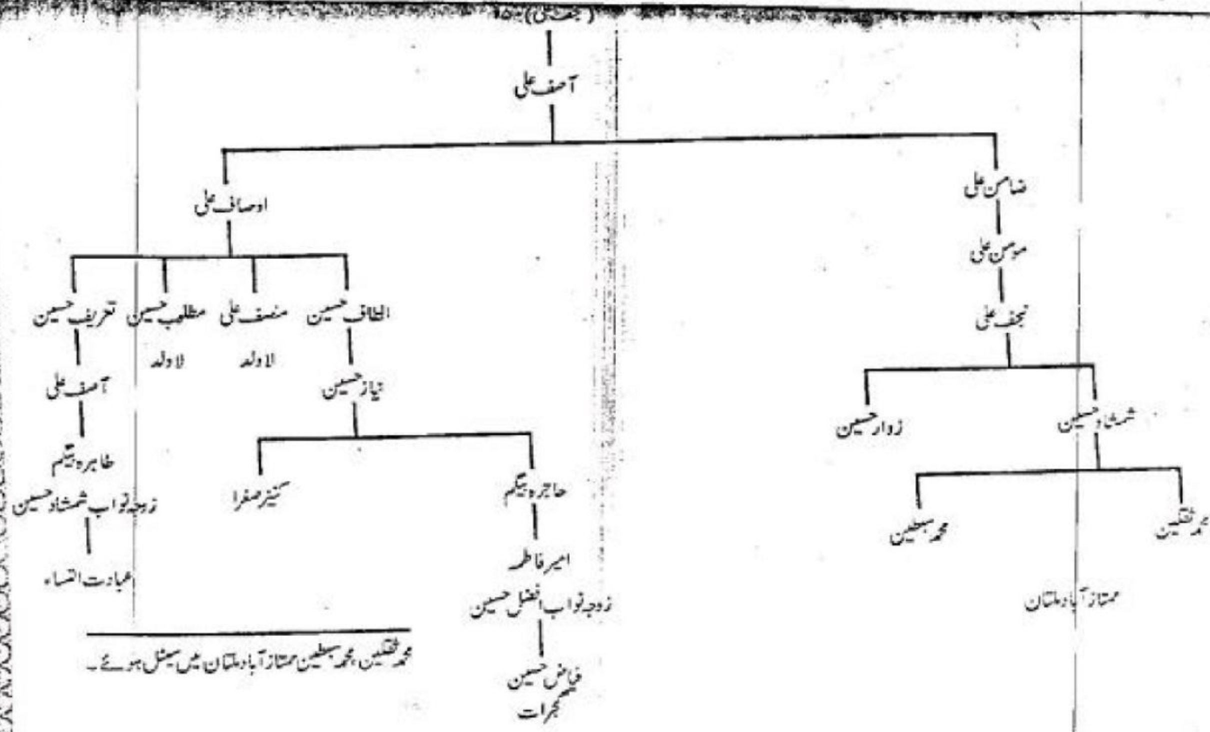
- محی الدین
  - سید ابوتراب
    - سید ابونصر
      - فتح علی
        - مظفر علی
          - ممتاز علی
            - عباسی بیگم — لاولد
            - احمدی بیگم
              - رحمت حسین
          - حامد علی
            - محمد عبداللہ
              - روشن علی
                - محرم علی — لاولد
              - امتیاز علی
                - عزیز النساء
            - سید علی
              - عباسی بیگم (بیوہ) — لاولد
      - رجب علی ☆۲۰۵
      - نجف علی ☆۲۰۶
    - طالب علی
      - محب علی
        - جیون حسین
          - نبی حسین
            - ابوالحسن بسم اللہ بیگم بیوہ — لاولد
    - سید کامیاب
      - علی حسین
        - ریاض حسین ☆۲۰۷
      - مصطفیٰ حسین
        - مرتضیٰ حسین ☆۲۰۸
- محمد شریف
  - علی احمد
    - غلام مصطفیٰ
      - غلام حسنین ☆۲۰۹
      - غلام محی ☆۲۱۰

(انجب علی) ۳۰۴

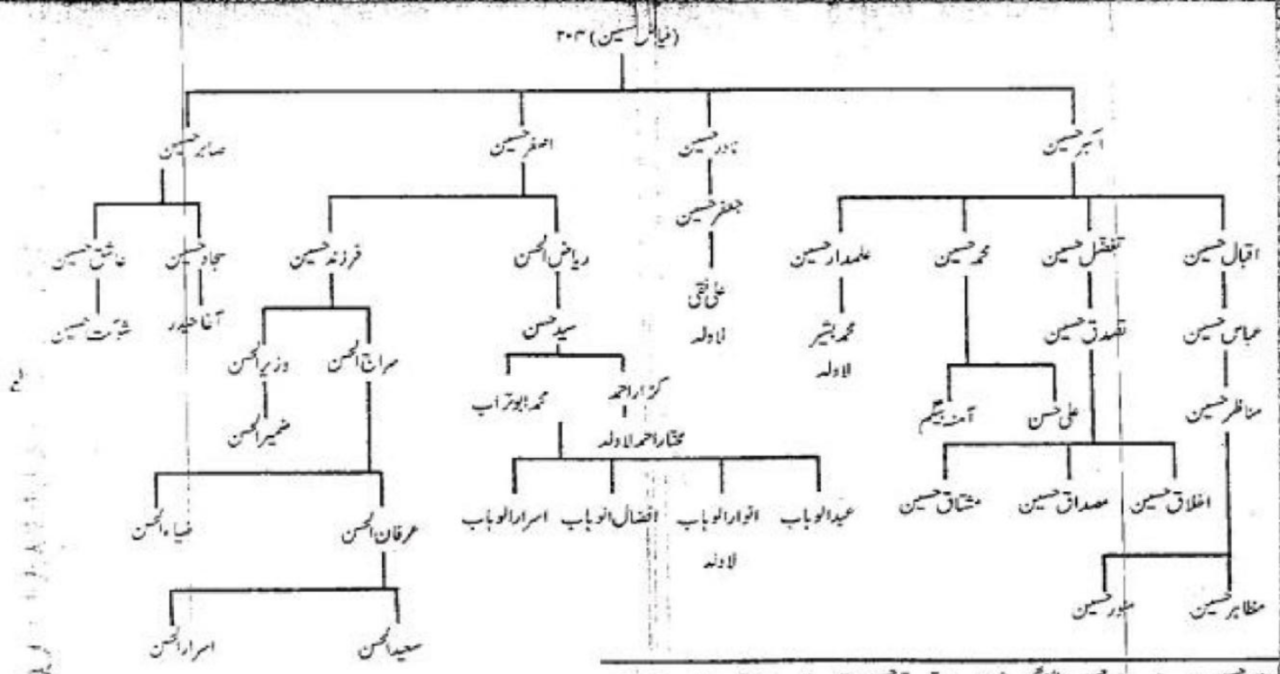
- حسن علی
  - حسین علی
    - طفیل حسین (لاولد)
  - پرورش علی
    - انتظام علی
      - انجب علی
        - حسن علی
          - اعجاز فاطمہ (بیوہ، لاولد)
    - محمد ہادی علی
      - شمشاد حسین
        - صابر حسین
        - طاہر حسین
        - عبادت النساء (دختر)
      - ابوتراب
        - ظفریاب حسین
        - آغا حسین
        - محمد ابوذر (لاولد)
      - ہاشم علی
        - قاسم علی
    - باقر علی
      - ابن علی
        - افضل حسین
        - ضیغم علی
        - ناظر علی
        - نظیر علی
      - سبط علی



صابر حسین گجرات میں اور طاہر حسین ممتاز آباد ملتان میں، ظفریاب حسین حویلی مرید شاہ ملتان میں، افضل حسین گجرات شہر میں، ضیغم علی کراچی میں اور ناظر علی، نظیر علی ملتان میں مستقل ہوئے۔



محمد ثقلین، محمد سبطین ممتاز آباد ملتان میں سیٹل ہوئے۔

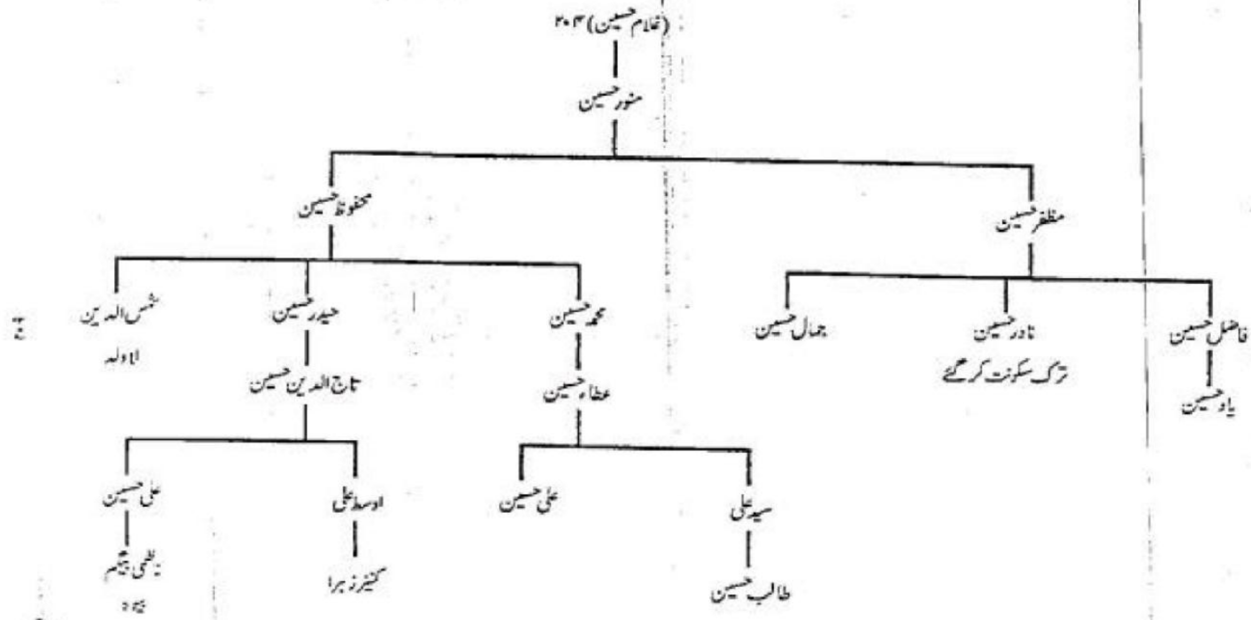


مظاہر حسین لاہور میں، منور حسین مظفر گڑھ شہر میں اور تصدق حسین ملتان میں ۔ اولاد محمد ابوتراب ملتان میں

(مرتضیٰ حسین) ۲۰۳

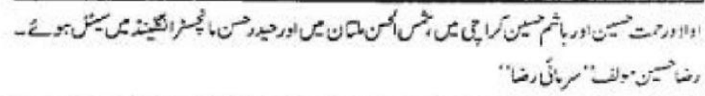
- نجابت حسین
  - سید حسن
    - محمد جمال
      - مرتضیٰ حسین
    - حمید الحسن
- عطاء حسین
  - ابوالحسن — لاولد
  - ابراہیم حسین — لاولد
  - شبیر حسین
    - لطیف حسین
      - زوار حسین
  - رحمت حسین
    - عترت حسین

…لی میں رہائش اختیار کی، حمید الحسن شاعر اور مرثیہ گو تھے، رسولپور آتے رہتے تھے۔


(غلام حسین) ۲۰۴
منور حسین
محفوظ حسین
مظفر حسین
شمس الدین
لاولد
حیدر حسین
تاج الدین حسین
علی حسین
زکی بیگم
بیوہ
اوسط علی
کنیز زہرا
محمد حسین
عطاء حسین
علی حسین
سید علی
طالب حسین
جمال حسین
نادر حسین
ترک سکونت کر گئے
فاضل حسین
یاور حسین

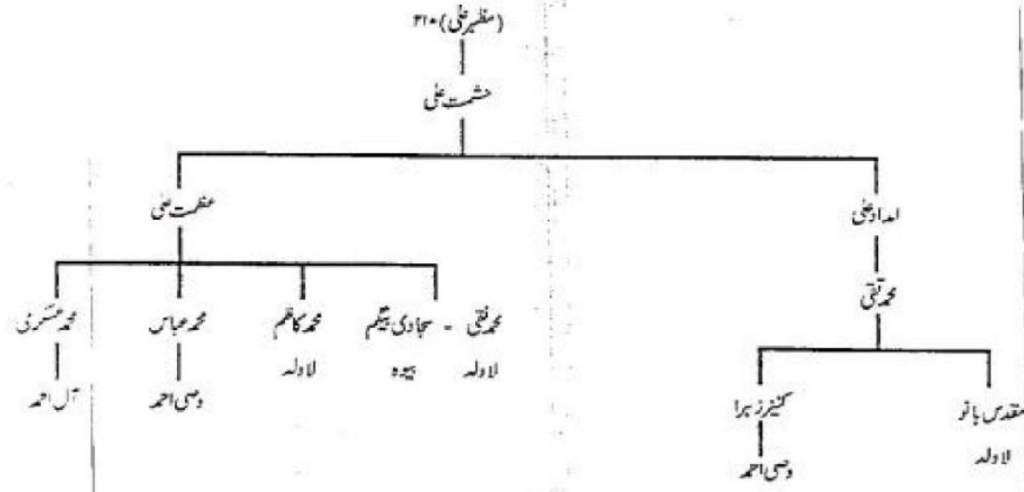
(غلام علی) ۳۰۳

- مظفر علی ۳۱۱
- مہر علی
  - اولاد حسین
    - رحمت حسین — لاولد
    - تجمل حسین — لاولد
  - عنایت حسین
    - غلام حسین
      - راضیہ بیگم — دختر
      - دختر
- عابد علی
  - سجاد علی
    - ارشاد حسین — لاولد
    - انوار حسین
      - رحمت حسین
        - جعفر حسین
        - رضوان حسین
        - ریحان حسین
    - سخاوت حسین
      - ہاشم حسین — لاولد
      - شمس الحسن ..
    - حبیب حسین — لاولد
    - رضا حسین — لاولد
  - نادر علی
    - امیر حسین
      - ضمیر حسین
        - حیدر حسن
    - محمد حسین — لاولد
  - حاتم علی
    - سرفراز علی — لاولد
    - زین العابدین — لاولد
- ارشد علی
  - محمد علی
    - ذاکر علی — لاولد



اولادِ رحمت حسین اور ہاشم حسین کراچی میں، شمس الحسن ملتان میں اور حیدر حسن مانچسٹر انگلینڈ میں سیٹل ہوئے۔

رضا حسین مولف "سرمائی رضا"



وصی احمد و آل احمد 1947ء میں بسلسلہ ملازمت اولا جھنگ میں آباد ہوئے۔

سید محی الدین

سید محی الدین اور ان کے صاحبزادے سید ابوتراب سرکار مرہٹہ میں حاکم "بزور گڑھ" تھے سید محی الدین نے دسولپور میں ایک گڈھی و دیگر عمارات محل سرائے و چاہ و باغات تعمیر کرائے۔ جو دسولپور کے جانب غرب گندے نالے کے ساتھ ساتھ اور تالاب کے جنوب میں واقع تھے سید انجب علی سرکار مرہٹہ میں ناظم علاقہ گوالیار تھے اور سید نجف علی مزنی وکونسلر ریاست بھرت پور میں عامل و سید علی حسین "لال لوٹ" ریاست جے پور میں عامل تھے۔

1802ء میں میر حسن علی اور ان کے بھائی میر امانت علی نے جنرل لیک کے ہمراہ بہ عہدہ رسالداری رہ کر مرہٹہ گردی و پیر گردی اور نجف خان گردی رفع کی اور امن و امان بحال کیا۔ جنگ میں بہادرانہ و دلیرانہ طور پر خدمات سرانجام دیں سید امانت علی جنگ دژہ گھپانہ میں مارے گئے ان کی قبر "چتوڑ گڑھ" ریاست اودے پور کے مشہور قلعہ میں ہے اس صلہ میں چھ دیہات ٹیکری، مہول، ہرپھلہ، ہرپھلی، بکلوا کا، حاجرو حین حیات، بہ منافع پندرہ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر عطا ہوئی۔ میر حسن علی جنگ بھرت پور گوالیار اور جنگ کابل میں شریک ہوئے بعد وفات میر حسن علی جاگیر حین حیات ضبط ہوئی اور تمام خاندان کی پنشن مقرر ہوئی ایام مفسدہ مئی 1857 میں مسٹر ولیم ڈپٹی کمشنر گوڑگانوہ نے بمقام ہوڈل سید پرورش علی کو بلایا وہ معہ ملازمین و عزیزان پہنچے، ان ایام میں یہ ضلع خودسر ہو گیا تھا ہر گاؤں کے آدمی خودسر حاکم بن کر دوسرے دیہات سے ہر روز جنگ و جدال کرتے تھے چنانچہ ضلع میں امن و امان اور وصولی معاملہ سرکار و تقسیم اشتہارات میں ڈپٹی کمشنر کے ساتھ رہ کر خدمات سرانجام دیں، مئی سے نومبر 1857 تک ہوڈل، پلول، جنگ پہاڑی دہلی و کرنال و جنگ جمال پور ضلع حصار و گوڑگانوہ و بلب گڑھ و جھجر و جنگ نارنول میں کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے اس صلہ میں میر پرورش علی کے لیے مثل گزشتہ چھ دیہات مذکورہ دوبارہ جاگیر عطا کرنے کی سفارش کی لیکن صرف موضع ٹیکری تحصیل بلب گڑھ برائے دوام منظور ہوا۔ میر پرورش علی دربار گورنر جنرل و لفٹیننٹ گورنر جنرل میں شامل ہوتے رہے سید ابو نصر سرکار مرہٹہ میں ناظم تھے اور سید انجب علی عامل پرگنہ سرکار مرہٹہ تھے۔

زوجگان خاندان ابوتراب

زوجہ سید ابوتراب مسماۃ سیدہ نوخلا "قصبہ سبہ" ضلع گوزگانو وزوجہ سید کامیاب رفعت النساء دختر سید محمد پناہ بن سید محمد شاہ سہولپوری تھیں۔ زوجہ سید علی حسین دختر سید ابونصر اور زوجہ سید علی حسین امیر النساء دختر ابونصر اور زوجہ سید فیاض حسین وزیر النساء دختر انجب علی زوجہ ثانی فیاضی دختر سید طالب علی جولی (جانسٹھ ضلع مظفرنگر) زوجہ سید احمد حسین پسر علی حسین مسماۃ شرف النساء دختر غلام علی، زوجہ سید مصطفیٰ حسین پسر سید کامیاب مسماۃ کرم النساء دختر سید طالب علی زوجہ سید ابونصر پسر سید ابوتراب رقیہ بی بی خاندان نصیر الدین، زوجہ سید طالب علی صبح دولت محمد ہادی علی کی زوجہ جعفر حسین بن نادر حسین کی دختر تھیں۔ "نقل رضا"

حسن علی

حسن علی سرکار مرہٹہ میں ملازم تھے بعد میں انگریزی فوج میں رسالدار ہو گئے 1805ء میں رسالدار کی حیثیت سے جنگ بھرت پور دگوالیار میں کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

سید ابونصر

سید ابونصر اور سید انجب علی سرکار مرہٹہ گوالیار میں ناظم پرگنہ تھے۔ (از میر انتظام علی نقل رضا)

جعفر حسین

جعفر حسین دہلی میں انسپکٹر پولیس تھے قیام پاکستان پر 1947ء میں سرگودھا آ گئے تھے ممتاز آباد ملتان میں آباد ہوئے ان کے بڑے صاحبزادے پروفیسر سید اقبال عباس صاحب تعلیم، صاحب فہم، مدبر اور شاعرانہ مزاج رکھتے ہیں ترقی کرتے کرتے پرنسپل سائنس کالج ملتان ہو گئے، ان کی شادی مولانا ناظر حسن زیدی کی نواسی سے ہوئی۔

صابر حسین

1913 میں پیدا ہوئے ذاکر حسین علیہ السلام تھے، 1947 میں عالم انتشار میں رسولپور میں خدمات سرانجام دیں

گجرات محلہ قلعہ میں آباد ہوئے ان کی والدہ بتولی بیگم دختر وارث علی گوالیار کی تھیں، اور زوجہ نظیر فاطمہ دختر ابن علی اور ہمشیرہ عبادت النساء زوجہ سراج الحسن گوجرانوالہ ہیں۔

فیاض حسین

فیاض حسین کے والد افضل حسین 1905 رسولپور میں پیدا ہوئے 1947 میں گجرات شہر میں صابر حسین وغیرہ کے ساتھ رہائش اختیار کی۔ فیاض حسین نے اپنے مکان ہی میں متعدد دکانات تعمیر کیں اور وہ اب بازار کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ اور بڑی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ گجرات اور راولپنڈی کے سرکل میں مذہبی لیڈر اور سیاستدان ہیں حاجی اور زوار ہیں۔ افضل حسین چار بیویوں کے شوہر تھے 1۔ رئیس فاطمہ دختر سید علی، 2۔ ذاکیہ بیگم دختر مولانا امانت حسین، 3۔ ساجدہ بیگم دختر حیدر عباس، 4۔ شاہدہ بیگم دختر حیدر عباس۔ میر فیاض حسین و میر محرم علی ریاست بیگم شروانی پرگنہ سردہنہ، چھین، جھاڑسہ، علی گڑھ، میں صوبہ اور نائب صوبہ تھے۔ ان کے نانا میر طالب حسین جولی والے تھے۔ سید طالب حسین اور میر فیاض حسین ہم زلف تھے۔

نادر حسین

ریاست جونپور میں ملازم تھے 1857 کی جنگ آزادی میں انگریزوں سے بغاوت کے الزام میں گوز گانوہ بالمقابل سرائے اور مسجد پھانسی دی گئی۔ وزیر الحسن ریاست جے پور میں سب انسپکٹر پولیس تھے۔ اور سراج الحسن ریاست ٹونک میں اعلیٰ عہدیدار تھے۔

عبدالوہاب اور اولاد ابوتراب

یہ 1947 میں پلول میں بسلسلہ ملازمت رہائش پذیر تھے اپنے خسر محمد عباس جلوی کے ہمراہ براستہ آگرہ، احمد آباد حیدر آباد سندھ میں آ گئے اور وہاں سے محلہ شاہ ہنگر وارڈ نمبر 4 ملتان شہر میں منتقل ہو گئے۔ ان کا انتقال اپنے بڑے صاحبزادے علی ساجد کے پاس کراچی میں ہو گیا۔ ان کے دوسرے فرزند حشمت عباس ایم اے کراچی میں لیکچرار تھے بعد ازاں کینیڈا چلے گئے اور ٹورنٹو میں ملازمت کر لی۔ اور وہیں کسی انگریز عورت سے شادی کر لی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے بیوی چھوڑ کر چلی گئی اور ایک لڑکا اپنے ساتھ لے گئی۔ اور ان سے لاتعلق ہو گئی اب سنا ہے کہ انہوں نے کسی ایرانی مسلم سے شادی کر لی ہے، بہت اچھا اور نفیس انسان ہے۔

اسرار وہاب بی ایس سی ملیگ ہیں میرے کلاس فیلو ہیں علی گڑھ میں اندھوں کے ہوسٹل میں رہتے تھے۔ پاکستان میں آنے

کے بعد سروے آف پاکستان میں ملازمت کی اور سارے مغربی پاکستان کے ڈائریکٹر ہو کر ریٹائرڈ ہوئے ان کے بھائی افضال الوہاب اور یہ ملتان میں سیٹل ہو گئے۔

سید محمد عباس موسوی خسر عبدالوہاب اور ان کی بیوی پلول میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ بڑے مجلسی اور دلیر انسان تھے۔ قاضیان پلول سے بھی تعلقات تھے۔ بسلسلہ مقدمہ جائیداد رسولپور 1940 میں ہماری امداد کی اور فنانشل کمشنر پنجاب لاہور، ممبر بورڈ آف ریونیو کے پاس کمشنر انبالہ نے کیس ریفرنس کے ساتھ لاہور بھجایہ ممبر موسوی صاحب کا دوست تھا۔ اور مظفر نگر میں ڈی سی رہا تھا لاہور گئے اور کیس ہمارے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ جو 1940 لاہور لا ٹائمز میں طبع ہوا "امیر علی بنام اختر عباس وغیرہ"۔

اول اولاد ابوتراب محلہ شاہ مہنگر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان میں سیٹل ہوئی بعد ازاں موضع طرف دائرہ میں زمین الاٹ ہوئی اور افضال الوہاب نے مکان تعمیر کیا اور سب نے بمعہ آ پانسی یہاں رہائش اختیار کی آ پانسی کی دولت سے مسجد و امام بارگاہ ابوتراب تعمیر ہوا زمین افضال الوہاب نے دی اور کچھ زمین اسرار الوہاب نے بھی دی۔

مدح کا چھٹو

ابوتراب کا نام تھا جو ان کے باغ کی دیکھ بھال کرتا تھا ان کا لڑکا وزیر علی تھا جو دہلی سٹی میں ملازم تھا۔

اولاد تصدق حسین

تصدق حسین نے رسولپور میں جانب جنوب ایک شاندار حویلی چونہ ریختہ تعمیر کی تھی یہ اب بھی موجود ہے۔

ان کی پہلی بیوی سے، اخلاق حسین، مصداق حسین تھے جو اسی حویلی میں 1947 تک رہے دوسری بیوی سے مشتاق حسین تھے جن کی پرورش دہلی میں ہوئی اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ مسجد فتح پوری میں دینی تعلیم حاصل کی، جس کا اثر ان پر طاری رہا۔

1947 میں بحیثیت انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹی ملتان رہے اور سائڈ تجارت بھی کرتے رہے اور کافی سرمایہ کمایا انہوں نے ہی ہمیں ترغیب دی کہ بھانہ رام کاٹن فیکٹری نیلام میں حاصل کی جائے چنانچہ 17٪ لاکھ روپے میں انہوں نے حاصل کر لی جس میں ہمارا سارا خاندان اور امیر عباس وغیرہ کا سارا خاندان اور یہ خود جو 50/51 حصہ دار تھے لیکن یہ دو تین سال خود ہی چلاتے رہے اور کسی نے دلچسپی نہ لی اس لئے وہ فیکٹری ضبط ہو گئی انجمن یادگار حسینی حویلی مرید شاہ ملتان کے صدر بھی رہے اور بہت اچھا انتظام کرتے رہے ہماری بھی رضا کاروں کی ٹیم اس خدمت میں رہتی 11 صفر 1420 مطابق 16 مئی 2000 انتقال کیا۔

شہباز خان

ہادی علی جاگیردار کے غلام تھے۔ ان کے ارتضیٰ خان اور ہدایت علی دولڑکے تھے جو رسولپور میں نواب ظفریاب حسین کے برابر مکان میں رہتے تھے 1947 میں ملتان شہر مہنگر محلہ میں رہائش اختیار کی، ارتضیٰ خان کے ایک لڑکی "اللہ رکھی" تھی جو ابرار حسین موہنوی سے شادی شدہ تھی۔ اس کا ایک لڑکا کرار حسین ہے جو کراچی میں ہے۔ ہدایت علی کی کوئی اولاد نہیں ہے قوم سے پٹھان تھے۔

خاندان اسد علی کے غلام، شاہ قلی کی دختر ارتضیٰ خان کی زوجہ تھیں اس وجہ سے خاندان اسد علی 1947 تک شادی بیاہ میں بھات دیا میں کرتے تھے، خاندان اسد علی کے دوسرے غلام ریاست علی نے ایک جشن کے ساتھ شادی کی تھی دادا فراغت علی نے انہیں نکال دیا تھا، یہ موضع سیولی چلا گیا تھا۔ (راوی مولانا مبین الحسن)

میر فیاض حسین

ان کی شادی میر انجب علی کی دختر سے ہوئی تھی دوسری شادی سید طالب علی جولوی کی لڑکی سے ہوئی "بیگم شمرو" کی فوج میں صوبیدار تھے۔

میر اصغر حسین کی شادی دختر سید حسن زمان سلطانپور سے ہوئی اکبر حسین کی زوجہ سید حسن علی جاگیردار رسولپور کی دختر تھیں صابر حسین کی زوجہ حکیم مرزا محمد مہدی کی دختر تھیں۔

جعفر حسین کی بیوی میر مردان علی ولد اسد علی کی لڑکی تھی۔ جنگ آزادی 1857 میں بلاقصور پھانسی پاکر شہید ہوئے۔

میر ریاض الحسن کی زوجہ میر صفدر علی جولوی کی دختر تھیں جن سے سید حسن پسر پیدا ہوا سید حسن کی شادی میر امیر علی سلطانپوری کی دختر سے ہوئی۔ یہ محافظ دفتر کلاں گوڑ گانوہ تھے، نائب کوتوال دیوانی مقرر ہوئے پھر ریاست ٹونک میں ناظم عدالت دیوانی مقرر ہوئے۔

سید سخاوت حسین

رسولپور میں چونا ریختہ حویلی تعمیر کی تھی۔ بڑے معروف اور قابل انجینئر تھے۔ دریائے جمنا "رڑکی" کے مقام پر بہت بڑا بااستون ریلوے پل بنایا تھا جسکی شہرت اور طرز تعمیر کی انگریز بہت تعریف کرتے تھے۔ اس میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جب بارش

ہوتی تھی تو ایک ہی جگہ سے پل کے اوپر سے پانی نکل کر دریا میں گرتا تھا جس کا سراغ انگریز انجینئر بھی نہ نکال سکے یہ پل اب بھی موجود ہے۔

رضا حسین

یہ موہنہ سادات کے نواسے تھے اور لاولد فوت ہوئے انہوں نے سرمایہ رضا کے نام سے سادات میوات، پنگوڑ، سلطانپور، رسولپور، موہنہ، بھونگر وغیرہ کا شجرہ نسب اکٹھا کرنا شروع کیا تھا۔ 1901 سے 1906 بہت کوشش و تگ و دو سے جمع کیا تھا رسولپور، سلطانپور اور موہنہ کا شجرہ اور مواضعات میں نے انہی سے نقل کئے ہیں۔ میں نے بھائی عبدالوہاب سے کہا کہ ہاشم حسین جوان کے خاندان کے ہیں یہ ذخیرہ ہوگا وہ کراچی سے یہ ذخیرہ میرے پاس لے آئے اور یہ 15/16 سال میرے پاس رہا بھائی عبدالوہاب کو میں نے واپس کر دیا وہ کراچی لے گئے اور اپنے پسر علی ساجد کے پاس چھوڑ آئے اور یہ سید علی اختر موہنوی کے پاس ملتان میں ہے۔ اور ان اوراق پریشاں سے میں نے کثیر استفادہ کیا، میں نے جتنے مقالے لکھے ہیں وہ اسی ذخیرہ سے ہیں۔ تاریخ سادات میوات مصنفہ مولوی محبوب علی دھلوی، مولانا علی نقی کا مقالہ حالات شاہ یوسف گردیز وغیرہ انہی سے نقل کئے ہیں۔ خدا انہیں اجر عظیم عطاء فرمائے۔

ونگ کمانڈر ریحان حسین

دہلی میں آپ کی ہمشیرہ کنیز زہرا زوجہ صفدر حسین سونی پت تھیں انہوں نے گود لیا ہوا تھا دہلی سے بی اے کیا اور ... میں ایئر فورس میں بھرتی ہو گئے۔ اور 35 سال ملازمت کی۔ 1947 میں بطور ونگ کمانڈر کراچی میں تبادلہ ہوا کراچی یونیورسٹی سے مینجمنٹ کورس کیا ائیڈنگ انسٹرکشن کورس امریکہ سے کیا 1944 سے 1946 تک جاپان اور سنگاپور میں پوسٹنگ رہی۔ 194[illegible] میں کانپور انبالہ ہوتے ہوئے پاکستان آئے۔ 1949 میں کمیشن ملا 1973 میں بحیثیت ونگ کمانڈر 9 سال رہ کر بطور ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن مقرر ہوئے 1949 میں لاہور میں بطور سائیکوجسٹ مقرر ہوئے ائیر فورس میں انگلینڈ امریکہ کورس کئے اور لیبیا ڈیپوٹیشن پر رہے اور لیبیا اکیڈمی کو منظم کیا۔ 1947 میں شاہدرہ دہلی میں 46 عورتوں کی جان بچائی جاپان میں جب زلزلہ آیا تو فوجیوں کی جان بچائی۔ 23-12-1979 کو ریٹائر ہوئے کراچی میں آباد ہوئے۔

والدہ سلمیٰ خاتون بنت سخاوت حسین انجینئر، ہمشیرہ کنیز زہرا زوجہ صفدر حسین سونی پتی اور کنیز عزا زوجہ آل احمد ... کی بڑی بیگم زوجہ احمد حسین رسولپوری، خالہ زوجہ محمد تقی، بیوی سکینہ خاتون بنت آغا محمود سلطان دھلوی، ساس امت الفاطمہ سولا ...

حسین آزاد کے خاندان سے تھیں۔

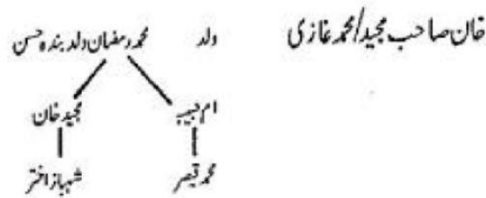
اولادیں

مبشر حسین ایروناٹک انجینئر وفلائٹ لیفٹیننٹ، نیر حسنین ایم بی بی ایس ڈاکٹر، رفعت حسین بی ایس سی آرمی میں ہیں، اختر حسین کیڈٹ ائیرفورس میں انجینئر، ظفر عباس سول انجینئر، عارف عباس مکینکل انجینئر، ریحان حسین میرے کلاس فیلو رہے ہیں رسول پور میں ساتھ کھیلتے رہے ہیں۔

غلام حسنین

غلام حسنین نے آخری عمر میں موضع سیتولی کی بلوچ سے شادی کی تھی جس سے ایک لڑکی تھی ان کی پہلی بیوی جو لکھنو کی تھیں ایک لڑکا اور راضیہ بیگم لڑکی تھی۔ لڑکا اور لڑکی دونوں بہت خوبصورت تھے لڑکا جواں سال 1940 میں انتقال ہو گیا راضیہ بیگم کو ٹی بی ہو گئی تھی ان سے حیدر حسن نے شادی کر لی حیدر حسن سرخوار تھے اسی سردوآتشہ سے اپنی بیوی کو بیماری سے نجات دلائی۔ حیدر حسن 1947 میں ملتان آ گئے اور کچھ عرصہ رہ کر غالباً 1950 میں پہلے ان کا صاحبزادہ انگلینڈ چلا گیا اور پھر حیدر حسن بھی معہ اہل خانہ انگلینڈ چلے گئے۔ اور مانچسٹر میں سیٹل ہو گئے۔ ان کے صاحبزادے کی شادی ابن علی کی صاحبزادی فاطمہ سے ہوئی جو ڈاکٹر ہیں یہ بھی مانچسٹر چلی گئی ہیں اور ان کے صاحبزادے نے وہاں معاشی اور سیاسی طور پر بہت ترقی کی اور ممبر مجسلیہ کونسل بن گئے۔

خان صاحب مجید/محمد غازی ولد محمد رمضان ولد بندہ حسن



"ہماری اصل سیالکوٹ ہے محمد رمضان رسالہ فوج میں ملازم تھے۔ رسالدار برکت علی موہنوی کے ہمراہ آپس کی ناچاقی کی وجہ سے موہنہ میں آ کر آباد ہو گئے۔ رمضان کا موہنہ آ کر انتقال ہو گیا میری ہمشیرہ کی شادی محمد غازی سے ہوئی اس لئے رسولپور میں آ کر آباد ہو گئے ہم قزلباش پٹھان ہیں میری شادی لطف فاطمہ بلوچ رحیم پور سے ہوئی"۔ (خان صاحب مجید 15-10-1983)

سید علی، والد طالب حسین و افضل حسین بیگم کے بطن سے تھے اور یہ بھرتپور کی تھیں، غالباً غیر سید۔

محمد غازی

محمد عسکری ڈیرہ اسماعیل خان میں فوج میں ملازم تھے۔ وہ اپنے ساتھ دو لڑکے محمد غازی و بشیر احمد جو کم سن تھے رسولپور لائے تھے محمد غازی کو بسم اللہ بیگم زوجہ محمد تقی نے پرورش کیا اور بشیر احمد کو مقدس بانو نے پالا محمد غازی کی شادی موہنہ میں "جبیا" دختر رمضان سے ہوئی۔ بشیر احمد کے دو لڑکے ہیں۔ خان صاحب مجید موہنہ کے تھے ان کے والد کا نام رمضان تھا ان کی ہمشیرہ ام حبیا محمد غازی کی زوجہ تھیں۔ اس وجہ سے ان کو آباد کر لیا تھا۔

محمد غازی کے والد احسن پور کے تھے (بروایت سید وصی احمد)

یہ خاندان محلہ شاہ جگر قریب حویلی مرید شاہ بوہڑ گیٹ ملتان 1947 میں آباد ہوا محمد قیصر کی شادی شہناز اختر دختر خان صاحب مجید سے ہوئی۔

وصی احمد کے تین لڑکے ہیں مشتاق احمد جو ASI پولیس تھے، اشتیاق احمد بی اے جو اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو تھے لاہور میں سبنل ہوگ، شبیرہ مہدی ایم ایس سی منیجر یونائیٹڈ بنک ہیں اور زائرہ بیگم زوجہ امیر عباس، فاخرہ بیگم زوجہ محمد مستحسن، کشور سلطانہ زوجہ حسن عباس، ارجمند بیگم زوجہ مظہر حسین، خورشید بیگم زوجہ مہدی حسین ولد محمد د کی دختران ہیں۔

آل احمد کا پہلی بیوی سے ایک لڑکا وقار احمد جو بحری فوج میں ملازم ہے اور ایک لڑکی ہاشمی بیگم جو مشتاق احمد کی زوجہ ہیں۔ آل احمد صاحب میرے استاد تھے اور بڑے نفیس طبیعت اور نفیس لباس کے تھے۔

نسب سادات سلطان پور

سلطان پور

وجہ تسمیہ

زمانہ مہابھارت میں سلطان پور کا نام "رتن پور" تھا اور ایک ہندو برہمن راجہ کی ملکیت تھا، یہ ایک بہت بڑی ریاست تھی۔ دریائے جمنا اس وقت اضلاع بلند شہر و علی گڑھ میں کافی دور تھا۔ عہد غور میں اسی علاقہ کا نام "برن" تھا اور اس کے حدود میں حامد پور، کشک، نگری، چھچہ، باز کا، مصطفیٰ آباد، پیغمبر پور، لطیف پور، فاضل پور، محب علی پور اور بلند شہر و علی گڑھ کے اضلاع کا کافی حصہ اس ریاست میں شامل تھا، یہ ریاست قطب الدین ایبک نے اپنے داماد شمس الدین التمش کو عطا کی تھی اور 627ھ میں التمش نے اپنے داماد شمس الدین گردیزی کو دے دی۔ عہد شاہ ناصر الدین بن التمش میں سید سلطان ہمراہ بادشاہ یہاں شکار کے لیے آئے تھے تو دریائے جمنا کے کنارے سید مسعود ابن اعز الدین نقوی البخاری سے ملاقات ہوئی جو ہمراہ اہل و عیال یہاں مقیم تھے، اس زمانہ میں دریائے جمنا ہی دلی سے آمد و رفت کے لیے بذریعہ کشتی استعمال ہوتی تھی، چنانچہ یہاں ہی سید سلطان کا عقد سید مسعود کی دختر سے ہوا۔ سید مسعود درویشانہ زندگی گزارتے تھے چنانچہ وہ یہاں ہی مقیم رہے اور سید سلطان ہمراہ بادشاہ دلی روانہ ہو گئے۔ 659ھ میں سید سلطان نے اپنے نام پر اس جگہ کا نام "سلطان میراں پور" رکھا جس کے سن تاریخی 659ھ ہوئے کثرت استعمال سے "میراں" کا لفظ مخفف ہو گیا اور سلطان پور نام شہرت پا گیا۔

محل وقوع

ضلع گوڑگانوہ پنجاب کا سرحدی ضلع تھا اور سلطان پور دریائے جمنا کے کنارے جانب غرب سرسبز و شاداب علاقہ میں اپنے قدرتی مناظر کے ساتھ آباد تھا۔ مشرق میں دریائے جمنا اور یو۔ پی کے اضلاع بلند شہر و علی گڑھ، مغرب میں موضع بڑولی، شمال میں موضع رحیم پور، جنوب میں موضع نگری و مصطفیٰ آباد تحصیل پلول واقع ہیں۔ سڑک اعظم دہلی آگرہ سے بمقام پلول براستہ سڑک حسن پور و دیگھوٹ، ہوڈل سے آباد 10½ میل جانب شرق، تھانہ حسن پور تحصیل پلول کمشنری انبالہ، تقسیم ہند 15 اگست 1947ء کو مشرقی پنجاب ہندوستان میں شامل ہو گیا۔

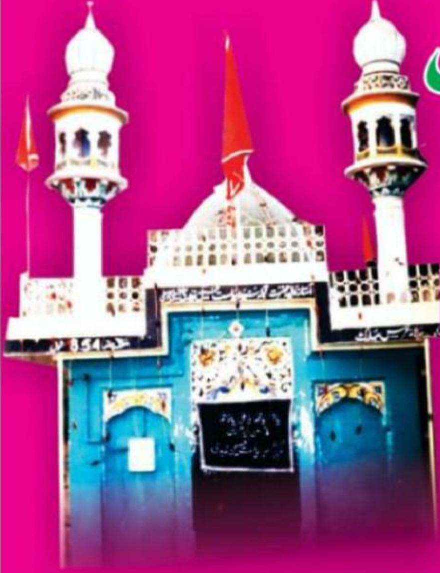
حدود

1857ء سے 1947ء تک اس کا رقبہ سکڑ کر ستائیس سو بیگہ پختہ بہ جریب 99 گٹھہ پر مشتمل تھا اور آبادی تیس بیگہ میں محصور تھی۔ عہد مغلیہ 1857ء تک اس کے حدود میں "برن" کا علاقہ شامل تھا اور ریونیو ریکارڈ آگرہ میں تھا۔ یہ علاقہ سورج مل جاٹ راجہ بھرت پور کی دشمنی و عناد کے سبب سلطان پور کے حدود سے مواضعات مذکور خارج ہو گئے اور موضع رحیم پور اور جانڈنٹ جو سید مرزا علی کی ملکیت تھے حدود سے نکل گئے اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ سلطان پور رسول پور اور سوہنہ کی حدود 1833ء جبکہ ابتدائی سروے ہوا ایک ہی تھیں اور سوائے سادات کے ان کا کوئی اور مالک نہ تھا۔ اکرم اسکر اسٹیٹ جو بائیس مواضعات پر مشتمل تھی بھی جو سلطان پور کے جنوب میں واقع تھی پنگوڑ تک سادات کی ملکیت تھی، لیکن سادات سورج مل گردی اور تحریک آزادی 1857ء اور مغل سلطنت کے خاتمہ کے بعد منتشر ہو گئے، اور ان کے مواضعات دوسروں کی ملکیت میں چلے گئے۔ کنکک جو اکرم اسٹیٹ کا ہیڈ کوارٹر تھا "نیہ" کہلاتا تھا یہ دریائے جمنا کے جنوب میں دریائے جمنا کے کنارے واقع تھا، یہاں عین دریا کے کنارے پانی میں "تاج الدین زیرہ" جو شاہ وزی کے نام سے مشہور ہیں مزار اور مسجد تھی اور یہاں سیر گاہ اکبری بھی تھی۔

قدیم آبادی

آثار قدیمہ اور متعدد اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ یہ موضع چھاؤنی تھا اور آگرے کے درمیان گزرگاہ اور فوج اور بادشاہوں کی مستقر رہا، سید شمس الدین گردیزی، سید عماد الدین، سید بدر الدین تاج الدین اور سید سلطان اس چھاؤنی کے سربراہ تھے۔ سات سو ڈیوڑھیاں ایسی تھیں جن کے دروازوں پر شان امارت سے پنج وقتی نوبت بجتی تھی۔ 748ھ مطابق 1347ء محمد تغلق شاہ ولی ضیاء الدین برنی کے ہمراہ ملک مقبول خان کی سرکوبی کے لیے تغلق آباد دہلی سے یہاں آکر مقیم ہوا۔

سید شاہ نواز مختار و بندہ منصب دار جو قراخان کی طرف سے بنگال کے وزیر تھے، سید تاج الدین عرف سید بڑے فاتح مارواڑ سید عبداللہ خاں عہد اکبری میں صوبہ دار ملتان، عہد ہمایوں میں صوبہ دار لاہور تھے اور اس کے علاوہ اور مشاہیر سادات سلطنت اسلامیہ میں خدمات سرانجام دے رہے تھے یہ جگہ ان کا مسکن تھی۔ رحیم پور اور اس کے اطراف شرق و جنوب میں قدیم آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان پور ایک بڑی چھاؤنی اور شہر تھا۔ (ماخوذ از تاریخ گوڑگانوہ، کیفیت شجرہ نسب 1877ء، تاریخ فرشتہ و کیفیت خاندان امیر علی)



یاحجتہ القائم علیہ السلام ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات
السید علاؤالدین رسولدار رحمتہ اللہ
زیدی الحسینی مدینہ السادات اوچ شریف



نظرِ کرم
سخیِ السید مروت حُسین زیدی صاحب الحُسینی رسولدار

مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان
خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

منجانب
السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حُسین زیدیؒ الحسینی رسولدار

وٹس اپ نمبر 03007579114 محلہ علی پور پاکپتن شریف

1947ء کی آبادی

مشرق میں حویلی نثار علی جاگیردار، زمیندار کافی عرصہ سے ویران ہو کر کھنڈرات بن چکی تھی میں نے بچپن میں یہاں مجالس ہوتی دیکھی تھیں۔ وصی علی اور دو عورتوں کو بھی دیکھا تھا ایک ہی دالان اور کمرہ رہ گیا تھا یہ لوگ دراصل "مسیح دولت" کی اولاد تھے اصل ان کی پچھوڑ تھا ترک وطن کر گئے تھے۔

جنوب مشرق میں حویلی کرنل پرورش علی و عنایت علی میں نے اچھی حالت میں دیکھی تھی اور آباد دیکھی تھی وسیع رقبہ پر مشتمل محدود احاطہ، صدر دروازہ پختہ محرابی بلند دونوں حویلی چونہ ریختہ اور دونوں حویلیوں کے اندر دالان میں پتھر کا استعمال اور کرہ جات تھے۔ لیکن ان کی اولاد نے تباہ و برباد کر دی پتھر اور قیمتی عمارتی سامان فروخت کر کے کھا گئے اخیر میں صرف سید نوازش علی یہاں تھے ان کے فوت ہونے پر ان کے برادران کے ہاتھوں بالکل ہی تباہ ہو گئی۔ یہاں ایک چھوٹی مسجد بھی تھی سید احمد حسین و قربان حسین کی حویلی بھی کھنڈرات بن گئی تھی دو کمرے اور دو دالان میں نے دیکھے تھے جن میں احمد حسین اور بہن بوجی اور لڑکی رہتی تھی اسی حویلی کے سامنے ایک کچہری بلند تھی جس کے نیچے دوکانات بنی ہوئی تھیں درست حالت میں تھیں مگر کوئی پرندہ بھی یہاں نہ تھا، مولوی علی نقی شاہ کی حویلی جو اسی عمارت کے جنوب مشرق میں تھی دو کوٹھے اور دالان رہ گیا تھا اسی میں سید زین الدین اور ان کی اہلیہ باب فاطمہ تھے۔

جنوب غرب میں میر امداد علی کی حویلی تھی جو طویل و عریض صدر دروازے، چونہ ریختہ کچہری جس میں مجالس ہوتی تھیں اس کے اوپر سجاد حسین، حسن عباس رہتے تھے خاص حویلی عالیشان چونہ ریختہ ویران پڑی تھی۔ آل حسن نے علیحدہ مکان بنایا تھا جس میں وہ رہائش تھے اور سب خاندان باہر تھا۔ آل حسن کا صاحبزادہ اپنی سسرال علی گڑھ 47 سے پہلے چلا گیا تھا، غرب میں سید علی حیدر کی حویلی کی تباہ ہو گئی تھی جس میں صرف ایک کمرے دالان ہی باقی بچا تھا یہاں بھی میں نے بچپن میں مجالس دیکھی تھیں۔ مسجد بھی ویران ہو گئی تھی یہ لوگ گوالیار چلے گئے تھے۔ شمال مغرب میں حویلی امیر علی تھی بڑی کشادہ جس کے سامنے دائیں کچہری اور بائیں مسجد تھی جہاں کی سید عبداللہ خان اور ان کی اولاد کا مسکن تھا صرف بھائی سید جمال اور ان کی بیوی آپا کلثوم تنہا رہ گئے تھے اور اس شاندار چونہ ریختہ حویلی میں یہی دو افراد تھے، بقایا خاندان باہر تھا وسط میں سید ابرار حسین کی حویلی تھی، اپنی بناوٹ کے اعتبار سے عالیشان دو منزلہ چونہ ریختہ جہاں ان کی اولاد میں حسن شادی تنہا تھے آخر میں جملہ سادات جن کا ذکر ہوا تھا حفاظت کے لیے سن 1947ء میں اسی حویلی میں جمع ہو گئے تھے اور یہاں ہی سے کرنل مستحسن رسولپوری نے انہیں نکالا اور پلول پہنچایا۔

جنوب مشرق میں قصائی اور جنوب مغرب میں ہندو گوجر، وسط میں برہمن اور بنیے اور دو تین گھر مسلمانوں تیلیوں کے اور ایک گھر سقہ کا حویلیاں ویران، مسجدیں نوحہ خواں، بوحق الوؤں کی آوازیں، عبرت کا مقام۔ مسجد عبداللہ خاں میں دو نمازی سید جمال اور ابرار حسین اور بس۔

اسماءگرامی اخیرین

مذکورہ افراد کے علاوہ جو افراد گئی 1947ء میں سلطان پور میں موجود تھے۔ سید جمال، کلثوم فاطمہ، ابرار حسین، عنبر ابیگم، اور امیر حسین، ان کی بیوی ریاض فاطمہ، ایک لڑکی بتول، زین الدین ان کی لاولد بیوی رباب فاطمہ، احمد حسین، ان کی بیوی "بہن بوجی" آل حسن اور ان کے تین لڑکے، ایک لڑکی ان کے پسر جعفر عباس کی بیوی، سجاد حسین کی بیوی ستارا اور ایک لڑکی، حسن عباس ان کی والدہ اور ان کی داشتہ بیوی اور ان کی لڑکی بس یہی افراد سادات سلطان پور کے باقیات الصالحات تھے جو ابرار حسین کی حویلی میں جمع ہو گئے تھے۔ اور معظم علی، آل حسن، ابن حسن، احسن زماں، محمد عسکری عرف سیدو، خالد (جو ڈاکٹر ذاکر حسین صدر انڈیا کا عزیز) امراو امیر حسین، اسماعیل حجام، مریم ماتن ان کے بچے بھی ابرار حسین کی حویلی میں جمع ہو گئے تھے۔ (راوی حسن شاہ، زین الدین)

عالم احتضار

1945ء میں سلطان پور میں اشتمال اراضی ہوا تھا، خاندان احسان علی سے چچا سید احمد بزرگ باقی رہ گئے تھے، حسن عباس خاندان امداد علی میں ذہین و فطین انسان تھے، بہاولپور میں سب انسپکٹر پولیس تھے، ریٹائر ہو کر یہاں آ گئے تھے انہوں نے کچہری امیر علی میں جہاں عملہ اشتمال رہتا تھا سلطان پور کا شجرہ کشتوار پٹواری نے میز پر بچھا یا اور دریافت کیا کہ کس طرح اراضی تقسیم کی جائے۔ حسن عباس نے چچا سید احمد سے کہا کہ یہ دیکھئے یہ باغ امیر علی ہے، یہ سید سلطان کا مزار ہے، باغ میں امیر علی اور مستجاب علی کی قبریں ہیں اور عبداللہ خاں کا مقبرہ ہے، یہاں سے لے کر اور حد بزدلی تک خاندان احسان علی کی اراضیات اکٹھی ہو سکتی ہیں چنانچہ چچا سید احمد ان کے بہکانے میں آ گئے اور سارے خاندان کا ایک پلاٹ بنوالیا جو بنجر اور غیر مزروعہ بنجر قدیم تھا اور اپنے خاندان کی نہری اور کاشتہ اراضی چھوڑ دیں اس کے نتیجہ میں خاندان احسان علی بڑے خسارہ میں رہا اور یہاں پاکستان میں وہی اقسام اراضی ملیں جو اشتمال اراضی 1945ء میں ملی تھیں، اس کے علاوہ کھادر کا نو سو بیگھہ یعنی 565 ایکڑ رقبہ جو دریائے جمنا کے غربی کنارے پر تھا سے اس خاندان

حصہ تھا جس میں جھاؤ کے درخت تھے۔ جب 1945ء سے ہند میں سیاسی سرگرمیاں اور مذہبی انتشار عروج پر تھا سادات نے مشورہ کیا کہ اس بنجر اراضیات پر قوم میو کو آباد کیا جائے چنانچہ باغ امیر علی کے غرب میں تقریباً 15 گھرانے میو کے آباد کیے گئے تا کہ ہندوؤں سے کچھ بچاؤ ہو سکے۔ چنانچہ مئی 1947ء میں جب سارے سادات ابرار حسین کی حویلی میں اکٹھے ہو گئے تو میوؤں کو بھی خدشہ ہوا زین الدین نے انہیں بھی اسی حویلی میں بلا لیا۔

حسن عباس وسجاد حسین کا قتل

سید آل حسن نے کچھ رقبہ گوجروں کو فروخت کیا تھا، حسن عباس نے ان کے خلاف دعوی شفع کیا تھا اور گوڑ گانوہ اس کی پیروی کے لیے جاتے رہتے تھے یہ بھی 1946ء کی بات ہے چنانچہ مئی 1947ء میں گوڑ گانوہ سے واپسی پر رسولپور آئے تھے اور اسلحہ فراہمی کیلئے بھائی اختر عباس سے صلاح مشورہ کیا تھا چچا زین الدین کا بیان ہے کہ میں نے "پورن برہمن" کو رقعہ دیکر رسولپور بھیجا تھا کہ یہاں نہ آنا (حسن عباس کو) لیکن انہوں نے (حسن عباس نے) بڑولی کے گوجروں سے ملاقات کی اور دن بارہ بجے سلطانپور پہنچے، میں نے انہیں لعنت ملامت کی کہ یہاں کیوں آئے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں یہاں سے رحیم پور کے راستہ "نواب سنگھ جاٹ" ذیلدار کے پاس چلا جاؤں گا اور ان کی امداد اور حمایت حاصل کروں گا تا کہ تم لوگوں کا تحفظ ہو سکے تو میں نے منع کیا کہ یہ وقت مناسب نہیں ہے، ہمارے چاروں طرف مسلح ہندوؤں کی دھاڑیں (جتھے) موجود ہیں۔ اسی اثناء میں میو آ گئے اور کہا ہمارے جانور بھوکے مر رہے ہیں اور بھوسہ نہیں ہے، بھوسہ ہندوؤں کے پاس ہے، اسلئے بھوسہ کا انتظام کرو میں نے (چچا زین الدین) تلارام پٹواری کو کہا لیکن اس نے مجھے بھیج دیا اور میں نے بھوسہ بھروا دیا لیکن کسی ہندو نے کچھ نہ کہا، گاؤں واپس آ گئے مسجد امیر علی کے نیچے دو گھوڑی تیار ملیں حسن عباس اور پورن برہمن (جو حسن عباس، زین الدین، اختر عباس کی پارٹی میں رہا کرتا تھا) اور ایک میو رحیم پور جانے کے لئے آ گئے کہ رحیم پور پر حملہ ہونا ہے، اور میں (حسن عباس) نواب سنگھ جاٹ کو منع کروں گا کہ رحیم پور پر حملہ نہ ہونے دے، چنانچہ گھوڑوں پر سوار ہو کر رحیم پور پہنچے اور پیغام دیکر کے بے حد پانی پیا اور واپسی کا ارادہ کیا، بلوچوں نے منع کیا کہ یہاں سے نہ جائیں، چنانچہ حسن عباس، پورن برہمن کے ساتھ بمعہ میو چلے جب وہ دروازہ کے پاس پہنچے (رحیم پور میں داخلہ کے لئے پرانے زمانے کا حفاظتی دروازہ تھا) تو سلطانپور سے پانچ گھڑ سوار جو پہلے سے ان کے تعقب میں تھے پہنچ گئے جونہی دروازے سے باہر نکلے جہاں ایک تالاب تھا تو سواروں نے انہیں گھیر لیا، پورن برہمن چونکہ ہندو تھا اسے چھوڑ دیا، اور میو بھاگ گیا، حسن عباس کو بھالوں سے زخمی کر دیا اور وہ گھوڑی سے گر گئے،

ہندو گوجروں نے انہیں سرسوں کے بھوسہ میں پھینک کر آگ لگا دی، گوجروں میں گھاسی گوجر کا بھائی جمعیتر شہری بگوکا شامل تھے آل حسن نے ان گوجروں کو اپنی گھوڑی دی تھی۔ (مشہور ہے کہ یہ گوجر وہی تھے جن کو آل حسن نے زمین بیچی تھی اور حسن عباس نے ان کے خلاف گوز گا نوہ میں دعویٰ شفع کیا تھا)

اس سے پہلے میں زین الدین حسن عباس، سجاد حسین اور ان کی والدہ کے پاس گیا تھا اور کہا کہ ایک جگہ ہو جائیں، جس کے لئے ابرار حسین کی حویلی مناسب ہے لیکن انہوں نے انکار کیا اور جب حالات دگرگوں دیکھے تو حویلی میں آ گئے، میوؤں نے کہا ہم اپنے وطن جانا چاہتے ہیں، میں نے منع کیا، لیکن وہ بھی نہ مانے میں ان کو پہنچانے بڑودلی تک گیا، معظم علی (یہ سلطانپور کے نہ تھے بلکہ آل حسن سے ان کا کچھ تعلق تھا اور ان کی حویلی کی ایک دکان میں کاروبار کرتے تھے) کالیمن دین ہندوؤں کے دیہات میں تھا، ان سے رام جی لال نے کہا تم آ جاؤ ہم جمنا پار (دریا پار) کرا دیں گے، اسی نے ان سے کہا کہ فوج آ گئی ہے اب کوئی خطرہ نہیں اپنا سامان لے لو، جب وہ رام جی لعل کے گاؤں "بہلی" دریا پار پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اب سلطانپور واپس نہ جاؤ بلکہ نہٹل (ایک قصبہ یوپی جو ضلع بلند شہر میں دریائے جمنا کے پار واقع ہے) چلے جاؤ لیکن وہ معظم علی واپس ہوئے جب دریائے جمنا کے کنارے پہنچے تو بہت ہندو تھا، جنہوں نے ان پر حملہ کر دیا جس میں معظم علی کے اہل و عیال، سجاد حسین اور ان کی والدہ، حسن عباس کا حسین و جمیل لڑکا، حسن عباس کی مدخولہ بیوی جو بہاولپور کی تھی مارے گئے اور حسن عباس کی لڑکی "اکبری" اور سجاد حسین کی بیوی "ستارا" کو ہندوؤں نے اغوا کر لیا جن کو علی گڑھ میں تعینات ایک سید سب انسپکٹر پولیس نے برآمد کر لیا جہاں سے وہ بہاولپور شہر آ گئیں۔ (راوی زین الدین، حسن شاہ، آل حسن)

حسن عباس، سجاد حسین کی سکنی، زرعی جائیداد کی وارث تنہا حسن عباس کی لڑکی "اکبری" تھی لیکن دعویداروں میں ان کے ماموں محمد عباس ولد افتخار علی (جو پہلے ہی بہاولپور میں تھے) اور سید آل حسن جو میانوالی میں تھے شامل ہو گئے، اکبری میرے پاس گئی آئی تھی کہ میری مدد کی جائے میں نے وعدہ کیا لیکن وہ انتقال کر گئیں ان کی ساری جائیداد ان کے ماموں محمد عباس کو مل گئی۔ بختیار عباس

ہجرت 30-05-1947

ابرار حسین کی حویلی سے زین الدین آل حسن، احمد حسین رات کو نکلے اور کھادر (دریائے جمنا کا علاقہ) سے ہوتے ہوئے جمنا پار کی اور عالم اضطراب اور خوف و دہشت اور ہو حق میں "سولیڑہ یا گپور" پہنچے، پٹل علی گڑھ سے ہوتے ہوئے دہلی آئے، آل حسن کا بیان ہے کہ اسی شب پنڈت جیون لال (منیجر انگرام انکم اسٹیٹ پنہ بلوچ پور) ہمارے جانے کے بعد آیا تھا کہ ہم سب کو مروانے

آل حسن شاہد رودلی چلے گئے اور زین الدین اور احمد حسین پلول آئے جہاں اہل رسولپور وصی احمد وعبدالوہاب اور ہدایت علی کے مکانات محلہ خیل جو کرایہ پر ہندوؤں سے کرایہ پر لئے ہوئے تھے مقیم تھے، بھائی اختر عباس نے رسولپور سے بیل گاڑیاں بھیجی تھیں لیکن یہ گاڑیاں اہل بڑولی گوجروں نے واپس کردیں۔

بریلی سے کرنل مستحسن رسولپوری اپنی فوج کے ہمراہ دہلی آگرہ روڈ سے کانوائے لے کر پلول آئے، کانوائے میں سکھ فوجی بھی تھے، جیپ میں سلطانپور آئے، اپنا تعارف کرایا تو ابرار حسین کی حویلی کا قلعہ بند دروازہ کھلا اور محصورین نے پہچانا، مل کر بہت روئے ہم سے کہا "میں اور فوجی لے کر آتا ہوں" تین فوجی چھوڑ کر واپس ہونے لگے تو سکھ فوجیوں نے حفاظت سے انکار کردیا تو پلول جا کر اسی دن بڑی گاڑی اور فوج لیکر آگئے ہم سب سوار ہو گئے جب تالاب پر پہنچے "تو گھاسی گوجر" کے نوہرے پر سب ہندو جمع تھے جنہوں نے کہا "لے گیا مستحسن" اور رونے لگے، جب بڑولی کے قریب پہنچے تو ہندوؤں نے راجبہ حسن پور توڑ دیا اور راستہ میں پانی بھر گیا اور ہماری گاڑی پانی میں پھنس گئی جسے ہندوؤں نے چاروں طرف سے گھیر لیا، لیکن کرنل مستحسن کے پاس سکھ آرمی تھی اور مسلح تھی اس لئے نکل گئے اور بحفاظت رسولپور سکول کے پاس گاڑی روکی، ہو حق تھا ساری سادات اور رعایا نکل چکی تھی، شام کو پلول پہنچے، سب رعایا جو مسلمان تھی قصائی فقیر وغیرہ وہ باغ امیر علی کی طرف ہندوؤں نے قتل کردی۔

(راوی زین الدین30-06-1970ملتان، سید آل حسن بیانوال22-04-1972
حسن شاہ کراچی28-12-1970)

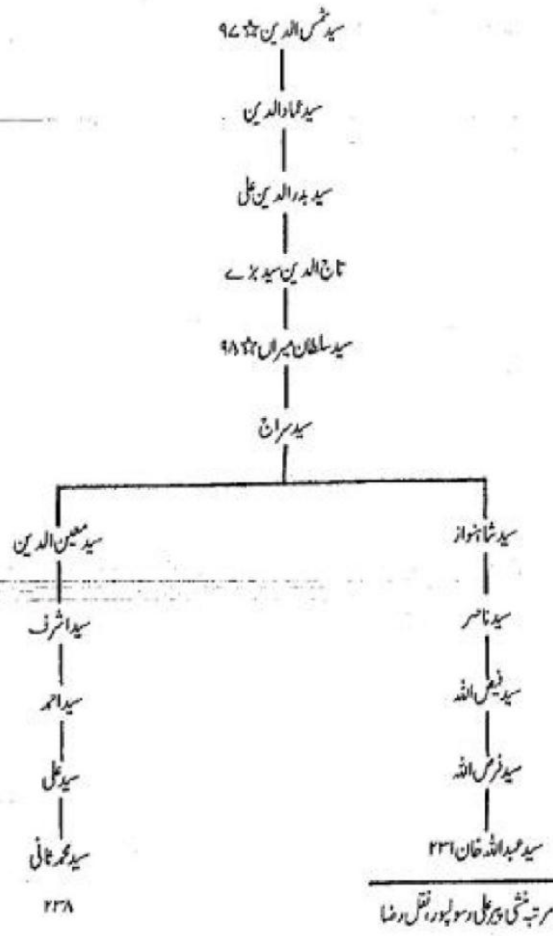
"پلول تھانہ میں ایک سید سکندر" اے ایس آئی دہلی کے تھے جن سے بھائی اختر عباس کے مراسم تھے، اہل سلطانپور ماسوائے اولاد امداد علی وہ ہمیں اور اولاد علی اصغر رسولپوری کو لیکر دہلی اپنے مکان پر لے آئے اور بڑی خاطر مدارت کی، جہاں سے ہم "بدھانیوں" کے محلہ قرول باغ میں آگئے اور وہاں سے پرانے قلعہ دہلی میں آگئے، پھر "لیاقت نہرو" معاہدہ کے تحت 4 دن اور 5 رات میں براستہ امرتسر فوج کی نگرانی میں لاہور آگئے اور پھر ملتان پہنچا محرم ہم نے "حویلی مرید شاہ" میں کیا۔

بختیار عباس

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سادات نقوی الگردیزی

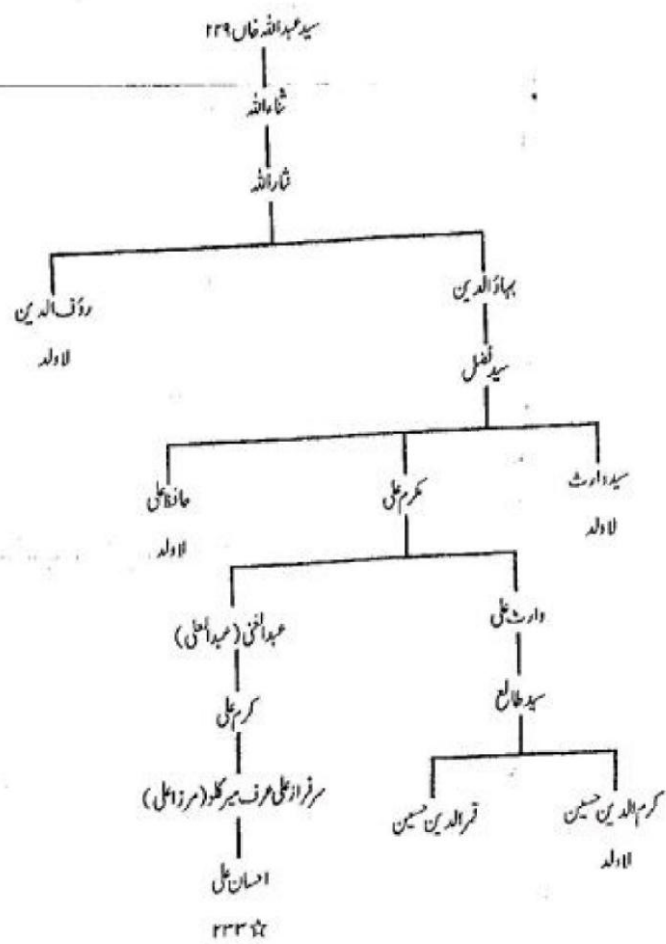
سلطان پور


سید شمس الدین ☆ ۹۷
سید عماد الدین
سید بدر الدین علی
تاج الدین سید بڑے
سید سلطان میراں ☆ ۹۸
سید سراج
سید شاہنواز
سید ناصر
سید فیض اللہ
سید فرض اللہ
سید عبداللہ خان ۲۳۱
سید معین الدین
سید اشرف
سید احمد
سید علی
سید محمد ثانی
۲۳۸
مرتبہ منشی پیر علی رسولپور، نقل رضا

تذکرہ اجداد

سید تاج الدین ابن سید بڑے کہ جو فاتح گوکھی ماروا ڑ اور حکمت پالنہارہ بان ز و خلائق ہیں ان کے بیٹے سید سلطان میراں آباد کنندہ موضع سلطانپور اور حسب مشہور سات سو ڈیوڑھی سادات اور جملہ ان کے سات نقارہ بند کہ شان امارت سے جن کے دروازوں پر پنج وقتی نوبت بجتی تھی اس موضع میں ہے اور سلاطین اسلامیہ میں ارا کین و معتمدین سلطنت ہند میں شمار ہو کر بہ مناصب اعلیٰ ممتاز رہے۔
چنانچہ سادات گردیزی سلطان پور سے سید شاہنواز منصب دار کہ صوبہ بنگال میں صوبہ (گورنر) سلطان قرآہ خاں 1286ء کی طرف سے تھے اور علو مرتبت سے جنازہ ان کا بنگلہ سے سلطان پور لا کر پہلو سید مسعود میں دفن ہوئے۔ جس کے باعث سے عمدہ تعمیر خانقاہ و مسجد و نقار خانہ و مسافر خانہ اب تک موجود ہے۔ اور نبیرہ ان کے سید عبداللہ خاں کے عہد سلطنت ہمایوں (1530/1556) ء میں حاکم صوبہ لاہور و ملتان تھے اور ہمایوں بادشاہ کا وقت مصیبت ساتھ دے کر ایران پہنچایا اور وہاں سے پھر قوت حاصل کر کے ہند میں سلطنت پھیلائی اور بادشاہ سے خان کا خطاب پایا۔ ان سید عبداللہ خان کی عمارت کہ جن کا مقبرہ معہ باغ پختہ جسکی مرمت اب از سرنو سید امیر علی پوتے ان کے تھے، آبادی گاؤں سے جانب شمال چاہات و مسجد و حویلیات متعدد سلطان پور میں بڑی شان و عمدہ عمارت کے بحال قائم ہیں اور مذکور ہے کہ کسی دشمن نے یہاں گھر کو لکھ بھیجا کہ خان سید عبداللہ مر گئے جنازہ ملتان سے آتا ہے، لونڈی نے اپنے اہتمام سے بنا مقبرہ کی شروع کی، چند مدت میں یہ سید عبداللہ خاں زندہ آئے، مقبرہ سے مکان تک تھان ہائے زر بفت و کمخواب بچھائے گئے اس کے اوپر سے سواری زر سرخ تصدق کرتے ہوئے داخل محل سرا ہوئے اور پچاس ہزار روپیہ کعبہ معظمہ نذرانہ بھیجا اور ایک جہاز واسطے سواری حاجیان و زواران بندرگاہ پر وقف کیا۔

"ماخوذ تاریخ گوڑگانوہ گزیٹر آف انڈیا"

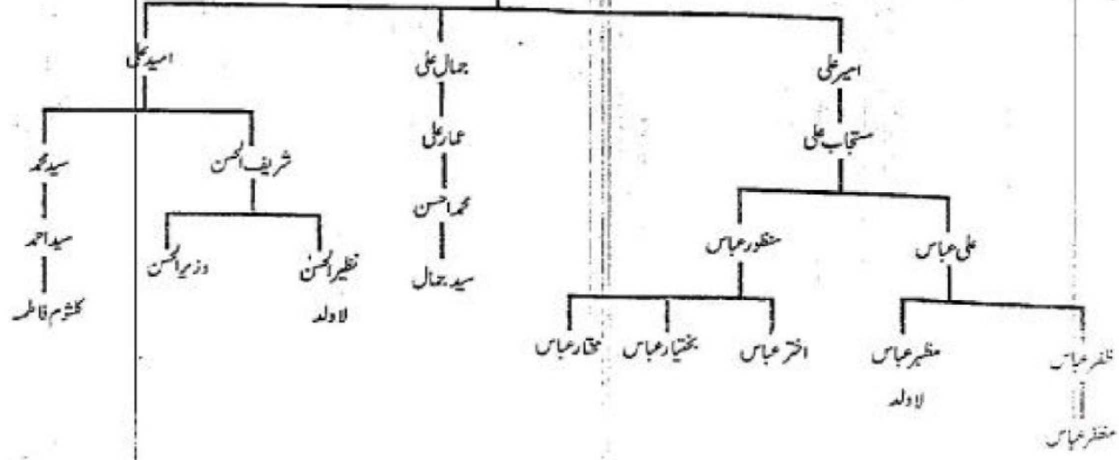


سید عبداللہ خاں ۲۲۹
ثناءاللہ
نثاراللہ
بہاؤالدین
روٗف الدین
لاولد
سید افضل
سید وارث
لاولد
مکرم علی
حافظ علی
لاولد
وارث علی
عبدالغنی (عبدالعلی)
سید طالع
کرم علی
کرم الدین حسین
لاولد
قمرالدین حسین
سرفراز علی عرف میر کلو (مرزا علی)
احسان علی
☆۲۳۳

"ان کی (عبداللہ خاں) اولاد میں سید عبدالعلی خاں بڑے نامور اور بہادر و معتمد نواب صفدر جنگ سے تھے انہی کے عروج کے سبب، ایذا رسانی راجہ سورج مل سے بہت سے سادات سلطان پور پورب (یو۔ پی) کو چلے گئے بعض واپس آئے اور اکثر وہاں آباد ہیں اور سید عبدالعلی مخار بہ صفدر جنگ و احمد خاں بنگش میں کارنمایاں کر کے قتل ہوئے۔ ان کے پسر سید کرم علی نواب عنایت علی خان کے ساتھ نواب نجف خاں کی سرکار میں آئے اور حسب استدعا ان کے نواب نجف خان نے بد الاخرابی ان دیہات، شریف سادات کا کہ جو "سورج مل" اور پسر اس کے وقوع میں آیا تھا کیا، اور یہ کرم علی حاکم بیانہ وغیرہ و سید روشن علی بھائی چچازاد کو حاکم میان دوآبہ (دریائے جمنا و گنگا کا درمیانی علاقہ) مقرر فرمایا۔ مشہور ہے کہ لونڈی باندی اسی خاندان کی موسم برسات میں کنز اوں طلا رکھتی تھیں، بعد ان کے سید مرزا علی عرف میر کلو معزز رسالدار پانچ صد سوار سرکار نجف خاں میں رہے۔

ایام تحریک آزادی ہند اکثر سادات سلطانپور چھوڑ کر چلے گئے اور زمینداری انکی ضبط کر لی گئی۔ سید امیر علی نے 1868ء میں سالم سلطان پور اور مصطفیٰ آباد اپنے ماموں میر امداد علی کی معرفت نیلام میں حاصل کر لئے اور بعد ازاں بلا معاوضہ اصل حقداران کو منتقل کر دیئے۔ لیکن مصطفیٰ آباد کا 2/3 حصہ بنام امیر علی، جمال علی، امید علی بدستور رہا اور 1947 تک اس موضع کی ان کی اولاد ہی مالک رہی۔ "ماخوذ از تاریخ گوڑگانوہ"

خاندان احسان علی



"ان کے نبیرہ (مرزا علی کے) امیر علی اٹھارہ برس کی عمر میں ابتداً نائب تحصیلدار تعلقہ دار ہوا، ایک سال کے بعد تحصیلدار تحصیل (ضلع گونڈا گانوہ) مقرر ہوئے لفٹنٹ گورنر آگرہ سے حسن کارکردگی پر سند ملی ہے۔ یہ امیر علی اس ضلع میں کارگزاری الائقی کی بنا پر تیئیس سال نمبر اول تحصیلدار رہے اب تک (1877)، پرگنہ نوح ذیقین دیوبانہ وفیروز پور جھرکہ و ہوڈل کے زمیندار، ان کے مداح اور شکر گزار ہیں۔

سید جمال علی و سید امید علی زمینداران سلطان پور و مصطفےٰ آباد پرگنہ میں منتخب ہیں چنانچہ امید علی ضلع کے ڈسٹرکٹ کمیٹی کے ممبر ہیں، سید مستجاب علی اس ضلع کے ناظر مقرر ہوئے، یہ خاندان سید امیر علی و امید علی کا، اس موضع میں اعلیٰ لیاقت کا ہے 1868ء میں انہوں نے اور ان کے ماموں سید امداد علی ذیلدار نے باوجودیکہ دروبست سلطان پور کے مالک و قابض تھے، اپنی نیک نیتی سے مدت مدید کے بعد کل اپنی برادری جن کا نام تک کاغذات سرکار میں درج نہ تھا، حصہ زمینداری بسوہ داری ان کو خوشی خاطر دے دیا، یہ امر اس پرگنہ میں نادرات سے وقوع میں آیا ہے بدیں وجہ یادگار ہے"۔ "ماخوذ تاریخ گوڑگانوہ گزیٹر آف انڈیا"

حویلی احسان علی

کتبہ ہذا بر دروازہ اندرونی (حویلی) بر تختہ چوبی بر چوکھٹ بایں عبارت کندہ است "در عہد اکبر بادشاہ غازی 12 رجب 1213ھ بدستخطی سید فیاض حسین رضوی است، 12 رجب 1213ھ بر دروازہ اندرونی کندہ است" دروازہ بیرونی (حویلی) یعنی صدر دروازہ بایں عبارت بر تختہ چوبی بر چوکھٹ کندہ است 11 "شہر ربیع الثانی 1223 ہجری در عہد اکبر بادشاہ غازی دہلی" در اندرونی 1805ء میں تیار ہوا۔ "حالات خاندان امیر علی، نقل رضا"

یہ حویلی اندرونی طور پر تین دالان اور تین کمرہ جات پر مشتمل تھی چونہ ریختہ اور اوپر کی دو منزلوں اور دو زینوں پر مشتمل تھی یہ ڈیوڑھی عریض و طویل تھی جس پر دوسری منزل تھی۔ شمال میں کھیت، مشرق میں کشادہ صحن اور اس کے بعد صدر دروازہ جو اسی قسم کا تھا جیسے ملتان کا بوہڑ گیٹ، یہ بھی طویل و عریض ڈیوڑھی قسم کا تھا صحن بیچ دائیں بائیں ڈبل منزل دروازہ تھا جنوب میں صدر دروازہ کے اندر دادا شریف الحسن کی چونہ ریختہ دالان اور کمرہ جات پر مشتمل حویلی اندرونی حویلی کی پشت پر جانب جنوب ہماری دادی منی کی طویل و عریض حویلی تھی اس کے کونہ جنوب مغرب میں کوٹھری کے اندر اشرفیوں کا خزینہ تھا جو کسی نے نہ چھیڑا۔

اس حویلی کے باہر صدر دروازہ کے بیرون جنوب میں کچہری تھی یہ بھی ایک دالان اور وسیع کمروں پر مشتمل تھی اس میں عزاداری بھی ہوتی تھی اور صحن کے شمال میں وسیع و عریض مسجد تھی جس میں پانی کا حوض بھی تھا، مشرق میں چونہ ریختہ کنواں تھا، صحن کے شرق اور شمال میں وضو کے لیے چونہ ریختہ دو فٹ چوڑا اور نیچا نالی تھی، میرا خیال ہے کہ یہ ساری دو ایکڑ رقبہ پر پھیلا حویلی تھی۔

میں نے اس حویلی کو شاد و آباد دیکھا ہے، بزرگوں کی محفلیں، جوانوں کی رنگینیاں تو نونہالوں کی اٹھکیلیاں، بچوں کی چہل پہل، مگر افسوس 1947ء میں حالت یہ تھی کہ بھائی سید جمال تنہا اپنی اہلیہ بیوی کے ساتھ لاٹھی لے کر رات بھر اوپر نیچے پہرا دیتے اور بزرگوں کی آبرو رکھتے، حقیقتاً یہ شخصیت خاندان احسان علی کا محسن ہے۔

قدرت کا انتباہ

یہ واقعہ 1946ء میں گڑھ مکتیسر کے میلہ میں ہندو مسلم فساد کے بعد جو ایک مسلمان لڑکی اغوا ہونے کے بعد ہوا میری موجودگی میں رونما ہوا

ایک قدر آور اور بھاری بھرکم لنگور آیا جو مسجد عبداللہ خان خاندان کی مسجد پر چڑھ گیا اور کنگورے اور گنبد جو سونے سریوں اور چونے سے بنے ہوئے تھے ہلا ہلا کر توڑ دیئے اور صحن مسجد میں پھینکتا گیا پھر وہ مکانوں کی چھتوں کو پھلانگتا ہوا مسجد پر گیا اور یہی عمل کیا اور غائب ہو گیا، پچازید الدین کی بندوق بھی اس پر اثر نہ کر سکی۔ پھر رسولپور میں بھی میں نے اس لنگور کا یہ عمل دیکھا ہر مسجد کے کنگرے اور گنبد اسی طرح شہید کر دیئے۔

ازدواجی رشتہ

احسان علی کی زوجہ کریم النساء دختر سید مددعلی پلول سیدوارہ کی تھیں جو مساۃ کفایت النساء زوجہ سید حسن زماں سلطانپوری کے بطن سے تھیں جمال علی کی زوجہ علیم النساء دختر نثار علی پلول کی تھیں، ہاجرا بیگم دختر سے سیدہ بیگم زوجہ آل احمد رسولپوری تھیں جس سے ہاشمی بیگم زوجہ مشتاق احمد ولد وصی احمد رسولپوری دختر تھیں، دوسری دختر میر جمال علی عالیہ بیگم زوجہ کرنل پرورش علی تھیں جن سے اکبری بیگم زوجہ سید محمد دختر تھیں جن سے سید احمد پسر اور ان سے کلثوم فاطمہ دختر تھیں جو سید جمال کی لاولد بیوی تھیں۔

عالیہ بیگم دختر جمال علی سے دوسری لڑکی اصغری بیگم زوجہ شریف الحسن تھیں جو لاولد فوت ہوئیں، امید علی کی زوجہ احمد النساء دختر کفایت علی تھیں جن سے شریف الحسن، سید محمد اور رقیہ بیگم عرف منی اور صدیقہ بیگم عرف مندی دختران تھیں۔ امیر علی کی زوجہ ظہور النساء "پیاسو" کی تھیں ان کی ایک بہن جمعیت النساء زوجہ بشارت علی بھی تھیں، یہ دونوں رضا علی رسولپوری کی خالہ کی بیٹیاں تھیں جو شفیع پور لکھنؤ کی تھیں۔

امیر علی کی بیٹی کنیز کبریٰ زوجہ سید حسن رسولپوری تھیں جس سے کرار احمد لڑکا ہوا اور ان سے اقبال احمد ولد عبدالوہاب پیدا ہوا جو لاولد فوت ہوا دوسری بیٹی عباسی بیگم زوجہ شریف الحسن تھیں جن سے رقیہ بیگم زوجہ محمد احسن اور ان سے سید جمال اور رباب فاطمہ دختر زوجہ زین الدین ہوئے جو لاولد فوت ہوئے۔ تیسری بیٹی امیر علی، خدیجۃ الکبریٰ زوجہ محمد حسین پلول کی تھیں جن سے کنیز فاطمہ زوجہ علی عباس تھیں اور ان سے ظفر عباس، مظہر عباس اور عابدہ بیگم دختر زوجہ نظیر الحسن لاولد۔ خدیجۃ الکبریٰ کی دوسری بیٹی کنیز صغرا زوجہ امتیاز علی رسولپوری تھیں جن سے صرف کنیز بتول دختر زوجہ منظور عباس اور ان سے ریاض فاطمہ زوجہ حسن علی رسولپوری، اختر عباس، بختیار عباس، مختار عباس اور عزیز فاطمہ زوجہ اسرار الوہاب رسولپوری اولاد ہوئی۔ امیر علی کی چوتھی بیٹی عظیم النساء زوجہ طالب حسین تھیں جن سے مطلوب حسین سلطانپوری اور ان سے جاوید حسین اور ان سے زاہد حسین ہیں۔

شریف الحسن کی زوجہ حیدری بیگم سے نظیر الحسن تھے جو لاولد فوت ہوئے اور وزیر الحسن پسر اور رقیہ بیگم زوجہ محمد احسن والدہ سید جمال اور رضیہ بیگم زوجہ ظفر عباس جن سے مظفر عباس اور تیسری زوجہ شفاعت حسین رسولپوری جن سے اصالت حسین پسر ہیں، چوتھی لڑکی زوجہ نوازش علی جن سے نیازی بیگم دختر زوجہ محسن رضا ہیں جن سے حسن علی پسر ہیں اور پانچویں دختر حاجرہ بیگم زوجہ سید احمد جن سے کلثوم فاطمہ دختر زوجہ سید جمال تھیں۔

شریف الحسن پولیس میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تھے ان کے بڑے صاحبزادے نظیر الحسن بڑے شکیل و قوی تھے، عابدہ بیگم دختر علی عباس سے تایا سے شادی ہوئی، دہلی میں جب میری والدہ سخت علیل تھیں یہ بھی بیمار ہو گئے اور دہلی ہی میں علاج کرایا مگر جانبر نہ ہو سکے اور وفات ہو گئے، دوسرے صاحبزادے وزیر الحسن تھے یہ بھی اجمیر میں پولیس میں ملازم تھے ان کی شادی کنیز فاطمہ حسین پور میں ہوئی، ان

کی برات میں چالیس رتھ تھیں۔ جن سے غلام السیدین جو ہالینڈ ایئر لائن کے سنیئر منیجر ہیں لاہور میں مقیم ہیں، اختر نقی، خورشید عباس، عقیل حیدر اور سلیم اختر ڈھر حسین پسران ہیں اور فیروزہ خاتون زوجہ مختار عباس اور زائرہ خاتون بیوہ مطاہر حسین شہید دختران ہیں۔

فخر خاندان اختر نقی

ملتان سے ایم اے ایل ایل بی کیا کچھ عرصہ وکالت کی پھر سول جج منتخب ہو گئے پھر اپنی کارگزاری اور محنت سے ترقی کر کے سنیئر سول جج اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کے عہدہ پر اینٹی کرپشن کے جج مقرر ہوئے پھر بحیثیت سالسٹر وزارت قانون لاہور میں تقرر ہوئی، اور یہاں سے 2003ء میں ریٹائرڈ ہو گئے۔ بیوی فیروز خاتون ڈاکٹر ہیں اور سنیئر رہ کر ریٹائرڈ ہوئیں۔ ان کے دو صاحبزادے ڈاکٹر ہیں۔

شہید قوم

عقیل حیدر بنک میں آفیسر تھے، فقہ جعفریہ پاکستان کے ملتان ڈویژن کے صدر تھے، بے شمار اوصاف کے پیکر تھے، وحدت اسلامیہ کے علمبردار 27 جون 2002ء، جمعرات 9½ بجے شب کو دہشت گردوں نے شہید کر دیا۔

محسن خاندان، سید جمال

خاندان احسان علی میرے بچپن سے ہی منتشر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ تایا علی عباس کی کفالت اجڑ گئی تھیں، والد صاحب اپنی سسرال رسولپور میں بہ مجبوری ان کی زوجہ کنیز بتول میری ماں اور نانی تنہا رہ گئے تھے اور میرے نانا کی اراضیات پر ددھیال والوں کی طرف سے مقدمہ بازی 1913ء سے شروع تھی اسی لیے والد صاحب وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ بھائی ظفر عباس ملازمت کی وجہ سے باہر، ان کے فرزند مظفر عباس کی شادی کے بعد اپنی سسرال رسولپور کے ہو رہے، ہم تینوں بھائی، ماں اور نانی کے ساتھ رسولپور میں رہ پڑے۔ چچا وزیر الحسن بسلسلہ ملازمت باہر اجمیر میں رہے، رہے تو بس سید جمال اور آپا کلثوم، اسی لق و دق حویلی میں تنہا دن رات بھر اور زندگی بھر حویلی کا پہرہ دیتے رہے اور تنہا مسجد میں نماز پڑھتے رہے اور کچہری سنسان ہو گئی، کبھی کبھی دادا ابرار حسین نماز پڑھنے آیا کرتے تھے اور کہتے رہتے تھے کہ "میں اس حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا" پتہ نہیں انہیں کون سا بغض ستاتا تھا۔ حویلی کا شرقی طرف سنسان جس میں دادا شمس الدین تنہا رہ گئے تھے، غرب میں جنگل اور شمال میں جنگل اور جنوب میں آثار قدیمہ کی حویلیاں ڈھنڈر، اسی ماحول میں یہ تنہا اس خاندان کے محسن مئی 1947ء تک آباد رہے۔

اختر عباس

رسولپور میں پیدا ہوئے، مولانا نذر حسین کہتے تھے کہ ان کا تاریخی نام اختر حسین تھا، 1334ھ میں پیدا ہوئے۔ ماں اور نانی کے لاڈلے تھے، رسولپور میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور پھر والد صاحب نے میرٹھ مصبح کالج میں بھجوا دیا، جہاں مولانا فاضل، نذر حسین

اور مبین الحسن بھی زیر تعلیم تھے لیکن نامساعد حالات کے پیش نظر واپس آ گئے تھے، محمد ذکی اور در دانہ محمد رضی اور مو ہنہ کے عزیز الحسن اور چکوڑ کے فدا حسین کی پارٹی میں رہے اور پھر حسن عباس سلطانپوری کی بہاولپور سے آمد پر ان کو بھی اسی پارٹی میں شامل کر لیا تھا، والدہ نانی اور والد کی وفات کے بعد بعض اراضیات کا مقدمہ ان کا مقدر بن گیا، علاقہ میں اسی پارٹی کا ڈنکا بجتا تھا، 1946ء سے مئی 1947ء تک سادات رسولپور اور سلطان پور کو ہندوؤں سے محفوظ کرنے میں ان کا سب سے زیادہ حصہ ہے، اور 1946ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کی کامیابی میں ان کا زبردست حصہ ہے۔ 1935ء نانی کی نوحہ گی کے بعد اور 1939ء میں والد کے مرنے کے بعد ہمیں جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا بڑی مردانگی اور حوصلہ سے اس کا مقابلہ کیا۔

عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں اور برادری کی آبادکاری کے لیے 48-1947ء میں ملتان میں زبردست خدمات سرانجام دیں، خاندان اور برادری کو جو اراضیات ملتان کے مضافات میں ملیں وہ سب انہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے اور ہم اب ان پر شاد و آباد ہیں۔ سیر چشمی اور قربانی ایسی کہ دوسروں کو زمین، مکان الاٹ کرا رہے ہیں مگر خود نہیں لیتے، خود خرچ کرتے ہیں مگر ساتھیوں کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کراتے، نتیجتاً وہ خود اراضیات سے محروم رہ گئے۔

قومی اور مذہبی اتحاد کے لیے ان کی کوششیں یادگار ہیں، ملتان میں مختلف جگہ کے سادات آئے اور ان کی آبادکاری اور مذہبی ادائیگی کے لیے یکجہتی کی ضرورت تھی اس سلسلہ میں ان کی جدوجہد بے مثال ہے، متعدد بار سادات مومنین کے اجلاس منعقد کرائے اور انجمن یادگار حسینی کی بنیاد رکھائی، سید محمد رضی شاہ گردیزی اور اشفاق حسین گردیزی کے تعاون سے حویلی مرید شاہ کی جگہ حاصل کی اور اپنی زمین بیچ کر مسجد تعمیر کرائی گو مسجد میں چندہ وصول کر کے کچھ حاصل ہوا اور کچھ نہ ہوا۔ یہ انجمن کے دوسرے صدر تھے۔

گھریلو پریشانیاں اور کام کے دباؤ کی وجہ سے شوگر کا شکار ہو گئے تھے، 28 جون 1981ء کو تیز حسین والے مقدمہ کے لیے سپریم کورٹ میں لاہور جانا ہوا اور وہیں لاپتہ ہو گئے ہم لوگوں نے بہت کوشش اور بھاگ دوڑ کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔

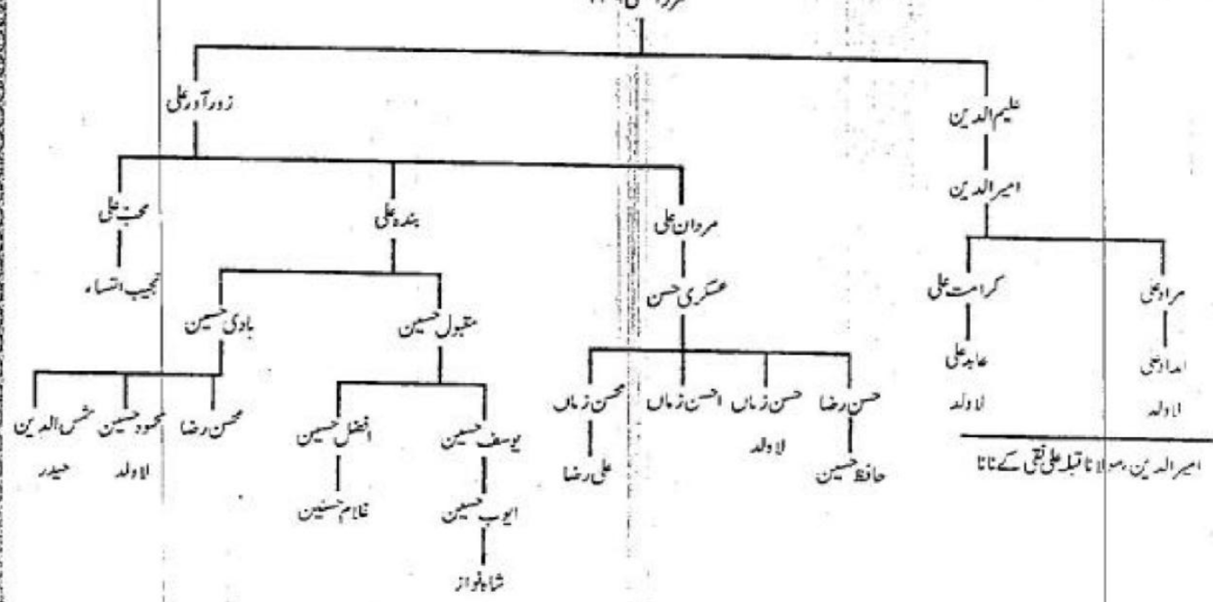
محمودہ بیگم دختر محمد ابوتراب زوجہ ہیں۔ یوسف اختر، گلزار عباس، کلب عباس، جعفر عباس، ذکی حسنین، علی حسنین سعید حسنین پسران ہیں۔ حمیدہ بیگم زوجہ فرحت عباس، نسرین فاطمہ زوجہ علی نقی، ناہید اختر زوجہ اقرار حسین ولد وصی احمد، تسنیم اور طاہرہ دختران ہیں مکان نمبر 1305 وارڈ نمبر 4 اندرون بوہڑ گیٹ سیٹل ہوئے۔

بختیار عباس 15 فروری 1927ء کو رسولپور میں پیدا ہوئے۔ 1948ء ملتان میں ساجدہ خاتون دختر شہاب الدین احمد سے شادی ہوئی، محمد باقر، الطاف باقر، رفعت باقر، حسنین باقر، اسد باقر، نوید باقر پسران ہیں، مکان نمبر 1305 وارڈ نمبر 4 ملتان شہر میں سیٹل ہوئے، پھر 1965ء میں موضع طرف دائرہ کے چاہ بوہڑ والہ پر اپنی الاٹ شدہ زمین پر مکانات بنوائے اور وہیں سیٹل ہو گئے۔ مختار عباس بھی رسولپور میں پیدا ہوئے 1948ء میں فیروزہ خاتون بنت وزیر الحسن سے شادی ہوئی، عرفان حیدر، رضوان حیدر، عمران حیدر پسران ہیں اور تسنیم فاطمہ بیوہ محمد کاظم، افروز خاتون زوجہ محمد باقر، طاہرہ خاتون زوجہ محمد ناصم دختران ہیں۔ یہ بھی موضع طرف دائرہ چاہ ٹالیانوالہ پر الاٹ شدہ زمین میں، مکانات بنا کر سیٹل ہوئے، دونوں بھائیوں نے نیب سلطان کے علاقہ میں 2-2 مربع باغ اگایا اور بڑی محنت و جدوجہد سے کاشت کو سلسلہ جاری رکھا، بفضل خدا سارے بچے برسر کار ہیں۔

خاندان مرزا علی

[سید محمد ثانی] ۲۲۹

- جعفر علی
  - علاؤالدین
    - سید زید
      - سید فضل
        - سید محمد یار (یار محمد)
          - سلطان محمد
            - سید تقی
              - مرزا علی ۲۴۰
  - سید میسر (عزالدین)
    - سید زاہد محمد
      - سید ابراہیم
        - سید علی
          - سید دوست محمد
            - سید علی اکبر
              - ۲۴۲
        - جمال الدین
          - شہاب الدین
            - سید علاؤالدین
              - محمد اچھے
                - ۲۴۳



مرزا علی ۲۳۹
زور آور علی
علیم الدین
محب علی
بندہ علی
مردان علی
امیر الدین
نجیب النساء
ہادی حسین
مقبول حسین
عسکری حسن
کرامت علی
مراد علی
شمس الدین
محمود حسین
محسن رضا
افضل حسین
یوسف حسین
محسن زماں
احسن زماں
حسن زماں
حسن رضا
عابد علی
امداد علی
حیدر
لاولد
غلام حسنین
ایوب حسین
علی رضا
لاولد
حافظ حسین
لاولد
لاولد
شاہنواز
امیرالدین مولانا قبلہ علی نقی کے نانا

احسن زماں

1947ء میں دہلی میں تھے جب ہمارا قافلہ جون 1947ء میں پرانا قلعہ دہلی پہنچا تو ہمیں شہر سے چنے کا آٹا لا کر دیتے تھے کیونکہ دہلی میں گندم نایاب تھی۔ -/5 روپے فی سیر ملتا تھا ٹیکسی میں ہمیں لا کر دیتے تھے۔ ملتان شاہ گردیز میں آ گئے تھے ان کے پہلی بیوی سیدہ بیگم دختر شہاب الدین سے شبیر حسین اور اقبال فاطمہ دختر تھیں انہوں نے دوسری شادی فتح النساء دختر جعفر حسین رسولپوری سے یہاں ملتان کی تھی جن سے اختر حسین اور لڑکے ہیں۔

محسن رضا

گوالیار میں ملازم تھے، بڑے باوضع اور محبت کے انسان تھے، 1947ء میں بستی دائرہ ملتان میں سیٹل ہوئے یہ دادا شریف الحسن کے داماد تھے جن سے حسن علی واحد پسر ہیں، دوسری شادی محمد غازی رسولپوری کی دختر عسکری بیگم سے کی جن سے شبیہ رضا پسر ہیں، شمس الدین حیدر، ایک نڈر اور بے باک بہادر انسان تھے۔ یہ نئی اسٹیشن ملتان کے قریب ایک مندر میں سیٹل ہوئے، ان کے شمیم حیدر، ضمیر حیدر، ونیس فاطمہ، انیس فاطمہ نفیس فاطمہ دختران ہیں۔ غلام حسنین کی اولاد اور وہ خود ممتاز آباد ملتان میں سیٹل ہوئے۔ شان رضا، قمر رضا، اظہر مہدی، حامد رضا، نرجس خاتون، بلقیس فاطمہ، کنیز فاطمہ، کوثر فاطمہ، نورین فاطمہ اولاد ہے۔

شاہنواز

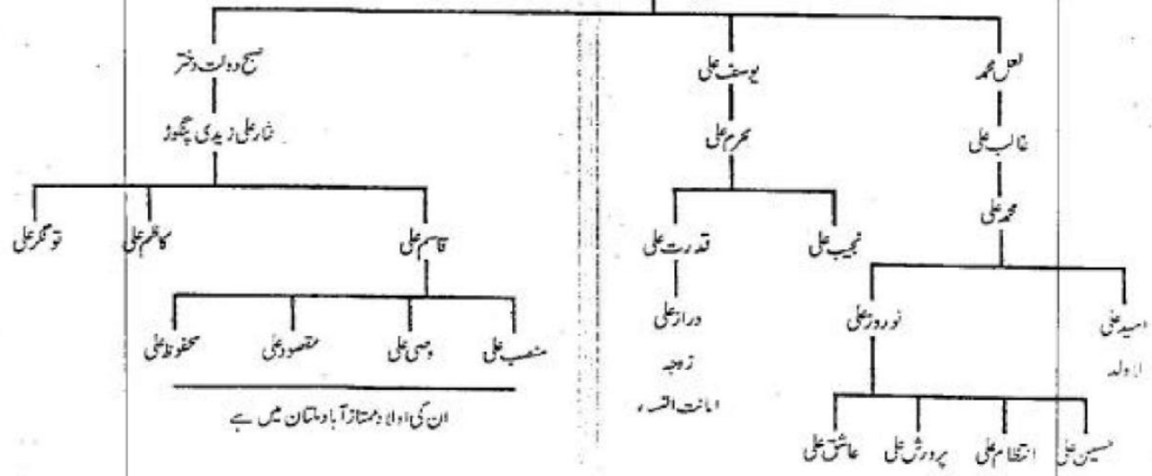
شاہنواز کا خاندان بمعہ دادی طیبہ بیگم دختر عسکری حسن اور زاہدہ بیگم زوجہ امیر حسن 1947ء میں سلطان پور میں تھا، پھر سب کے ساتھ ابرار حسین کی حویلی میں اکٹھے ہو گئے پھر سب کے ساتھ محمد متقی حسن کی کوشش سے پلول آ گئے اور کیمپ میں پناہ حاصل کی اور وہاں سے دہلی مسوری گیٹ کالج میں اور قرول باغ میں مسلمان کے مکان میں رہائش اختیار کی، جب قرول باغ میں آگ لگ گئی تو قلعہ شاہی کے ساتھ کیمپ میں جو مسلم لیگ نے قائم کیا تھا رہے، پھر مسلم لیگ کی کارکن نورالصباح نے تیر پور قریب دہلی بھیجت اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا، 4 ماہ ٹھہر کر نورالصباح کے رشتہ داروں نے رام پور میں اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا، محرم کا زمانہ تھا، نواب رام پور کے داروغہ نے اپنے مکان میں ٹھہرایا، 6 سال تک رہے پھر کرایہ کا مکان لے کر قیام کیا، سید محمد عابدی کا جو رام پور کے مقامی تھے کے صاحبزادے علی محمد سے شمیم فاطمہ کا رشتہ ہو گیا جس سے سید محمد عرف اقبال، ذریت صدیقہ خاتون، عابدہ خاتون، نرجس خاتون اولاد ہے۔

رام پور سے پہلے شاہنواز دہلی آیا جہاں اس نے رسالوں میں لکھنے پڑھنے کا کام کیا اور اوکھلی روڈ دہلی میں رہائش اختیار کی،

بعد ازاں والد داور نسیم دہلی آ گئے اور وقت پور، دہلی میں جمنا کالونی میں ایک مردہ کوفیت کو ثمن سے رہتی ہیں۔

شاہ نواز نے ایک ہندو پنجابی ثمینہ عرف دینا سے دہلی میں شادی کی جس سے سید محمد نواز اور سید احمد نواز ہیں، شاہ نواز دہلی میں اپنا رسالہ نکالتے ہیں۔

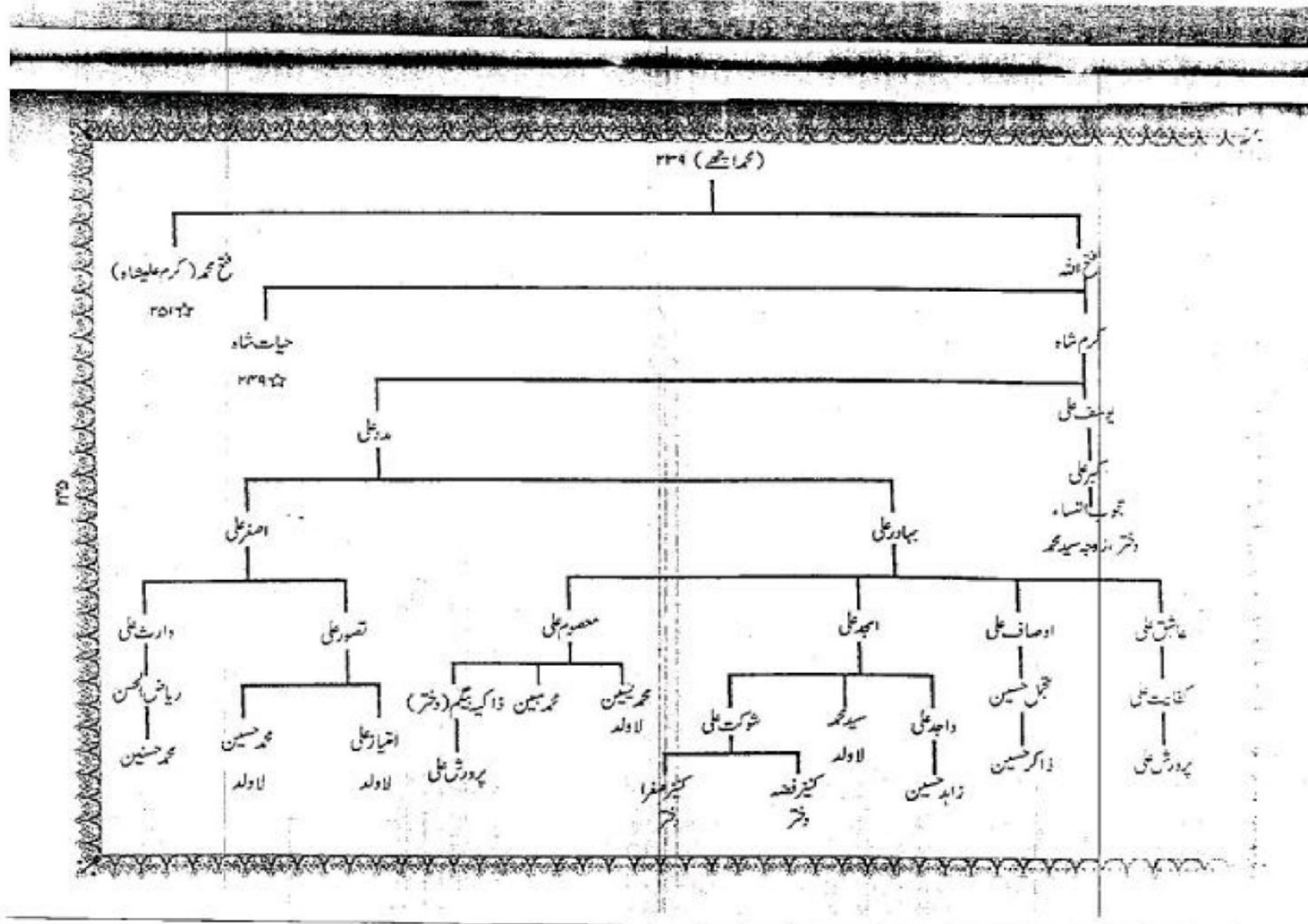
کنیز فاطمہ کا انٹرویو ملتان 17-02-1992


(علی اکبر)۲۳۹حویلی والے
لعل محمد
غالب علی
محمد علی
امید علی
لاولد
نوروز علی
حسین علی
انتظام علی
پرورش علی
عاشق علی
یوسف علی
محرم علی
نجیب علی
قدرت علی
دراز علی
زوجہ
امانت النساء
صبح دولت دختر
نثار علی زیدی پچگوڑ
قاسم علی
کاظم علی
تونگر علی
منصب علی
وصی علی
مقصود علی
محفوظ علی
ان کی اولاد ممتاز آباد ملتان میں ہے

یہ خاندان سلطان پور کے گوشہ شرق میں آباد تھا اور میں نے بچپن میں ان کی حویلی دیکھی ہے۔ یہاں مجالس ہوتی تھیں اور حویلی کا کافی حصہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔

سلطان پور سے کثیر تعداد میں سادات یو پی۔ سی پی انڈیا میں غدر 1857ء کے نتیجہ میں منتشر ہو گئے تھے، دادا امیر علی کے ساتھ نثار علی نے بھی نیلام میں سلطان پور کا کچھ حصہ حاصل کر لیا تھا، چنانچہ حویلی کے شرق میں ایک کافی بڑا باغ تھا، اسی میں سید آل حسن نے ہندوؤں سے مل کر مندر بنوا دیا تھا، جس میں سلطان پور کے گوجر سنکھ بجاتے اور بھجن گاتے تھے، اس پر کافی جھگڑا بھی ہوا تھا لیکن یہ مندر برقرار رہا۔

☆ اولاد لعل محمد اور یوسف علی کے متعلق مجھے معلومات میسر نہ آسکیں اگر ان کی اولاد میں کوئی ہو تو وہ اس شجرہ میں خود اضافہ کر لے۔


(محمد اچھے) ۲۳۹
فتح اللہ
فتح محمد (کرم علیشاہ)
۲۵۱☆
کرم شاہ
حیات شاہ
۲۳۹☆
یوسف علی
مدد علی
کبیر علی
محبوب النساء
دختر منکوحہ سید محمد
بہادر علی
اصغر علی
عاشق علی
اوصاف علی
امجد علی
معصوم علی
تصور علی
وارث علی
کفایت علی
پرورش علی
تجمل حسین
ذاکر حسین
واجد علی
زاہد حسین
سید محمد
لاولد
شوکت علی
کنیز فضہ
دختر
کنیز صغرا
دختر
محمد یسین
لاولد
محمد مبین
ذاکرہ بیگم (دختر)
پرورش علی
امتیاز علی
لاولد
محمد حسین
لاولد
ریاض الحسن
محمد حسنین

پرورش علی

کفایت علی کی والدہ بتول النساء رسولپور خاندان لفنتر علی سے تھیں ان کی زوجہ ذاکیہ بیگم معصوم علی کی دختر تھیں، جن سے صرف ایک ہی اولاد پرورش علی تھے اور ذاکیہ بیگم عرف دادی ذکی محمد نسیمن اور محمد مبین کی ہمشیرہ تھیں۔ رسولپور کی مناسبت سے رسولپور میں بتول النساء کی زمین پر مکان یا امام بارگاہ بنا کر اس سارے خاندان نے رہائش اختیار کر لی تھی۔ مستقل طور پر دادی ذکی تنہا یہاں رہتی تھیں اور ان کے بھائی اور پرورش علی میرٹھ شہر میں ایک ہندو مُتل پرشاد کے پاس رہتے تھے اور اکی زمینوں اور کاروبار کی دیکھ بھال کرتے تھے، صرف ایام محرم و چہلم میں رسولپور آتے اور بڑے سلیقہ و عقیدت سے عزاداری کرتے تھے اور دونوں بھائی "محرم، چہلم" کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے، پتہ نہیں کیا ہوا دونوں بھائیوں کے گھر میں مُتل پرشاد کی لڑکیاں آ گئیں۔ محمد نسیمن کے گھر میں جو لڑکی تھی وہ اپنے ساتھ ایک لڑکا بھی لائی تھی۔ لیکن ان کے نطفہ سے کوئی اولاد تا مرگ پیدا نہ ہوئی۔ البتہ محمد مبین کی اولاد مُتل پرشاد کی لڑکی سے موجود ہے۔ پاکستان میں آنے کے بعد ایک مرتبہ میں اور مختار عباس دونوں بھائی، سعید الدین احمد سلطانپوری افسر مال لاہور کے دفتر میں گئے تو وہاں ان کی سیٹ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے۔ میں تعرف کے لیے ان سے مخاطب ہوا تو انہوں نے کہا کہ میرا نام مفتوری ہے اور میں سعید صاحب کا بھائی ہوں اور محمد نسیمن کا لڑکا ہوں ہمیں حیرانی ہوئی اور کہا کہ ہم بھی سعید صاحب کے بھائی ہیں اور محمد نسیمن سے بھی واقف ہیں ان کی کوئی اولاد نہیں ہے، بھائی سعید کے آنے پر انہوں نے ہمیں تخلیہ میں بتایا کہ یہ محمد نسیمن کی بیوی جو مُتل پرشاد کی لڑکی ہے کے بطن سے پہلے ہندو خاوند کے نطفہ سے ہیں، یہ لوگ لاہور میں ایک مندر میں رہتے تھے اور دادی ذکی محلہ شاد گرو ڑ میں بھائی سعید وغیرہ کے گھر میں رہتی تھیں۔ ایام محرم و چہلم میں لاہور سے آتے تھے اور بڑی عقیدت مندی اور خلوص کے ساتھ عزاداری کرتے تھے۔ جب ملتان میں آبادکاری کے لیے الاٹمنٹ کا سلسلہ شروع ہوا تو پرورش علی نے حسین آگاہی کے محلہ میں ایک بہت ہی بڑی نگین عمارت الاٹ کرائی اور پھر سارے اس میں آباد ہو گئے۔

پرورش علی نے رسولپور میں خالو بدر الحسن کی اکلوتی بیٹی سے شادی کی تھی جس کو پرورش علی دو چار دن بعد ہی چھوڑ کر میرٹھ چلے گئے تھے اور وہ معصوم تکتی رہی۔ ملتان آ کر انہوں نے تانی بیگم جو بازار حسن حرم گیٹ ملتان کی نو خیز کلی تھی رسم و راہ بنا کر باقاعدہ شادی کر لی، نکاح مولانا سبطین مرحوم اور مولانا علی احمد نے اس کے مکان پر ہی پڑھایا، چچا وزیر الحسن آل نبی بھی شریک نکاح تھے جس سے اولاد نرینہ اور ایک ناکتخدا لڑکی نجمہ موجود ہے۔

ملتان سے اجڑ کر بمعہ تانی بیگم لاہور میں رہائش اختیار کر لی اور صرف ایام محرم و چہلم میں ملتان اپنی والدہ کے پاس آتے تھے لاہور میں پرورش علی کی بحرانیوں کے باعث تانی بیگم تو دوسرے گھر چلی گئیں اور ان کی اولاد کئی سال لاہور رہ کر 2002ء میں امریکہ سدھار گئے۔

ڈاکٹر یمین کی ہمشیرہ بیوی محمد تسنیم کی بیوی تھیں جو والدہ مرتضیٰ دوسری زہرا بیگم زوجہ شوکت علی اور تیسری سیدہ بیگم زوجہ حکیم ابن حسن چنگوزی تھیں۔

خاندان مرزا علی کے ڈاکٹر حسنین، زاہد حسین کراچی میں سیٹل ہو گئے اور ان کی اولاد وہیں ہے۔ شوکت علی، کرنل پرورش علی کے داماد تھے یہ لوگ گوالیار میں تھے اور بھائی سعید الدین بھی ان کے پاس تھے۔ کنیز فضہ بھائی سعید کی بیوی تھیں جن سے صرف عزیز الحسن لڑکا ہے۔ بھائی سعید الدین نے دوسری شادی سعیدہ بیگم دختر سعید الدین ابن خان بہادر عبدالرشید میرٹھی سے کی جن سے ایک لڑکی ڈاکٹر مومنہ سیدہ فاطمہ ہے لاہور شادمان میں مقیم ہیں۔ پاکستان میں 1948ء میں نائب تحصیلدار پھر مال افسر ساہیوال و لاہور اور پھر انڈر سیکرٹری انٹی کرپشن پنجاب لاہور مقرر ہوئے۔

غلام حسنین نے پہلی شادی کنیز صغرا سے کی جن کے بطن سے سلیم حسنین، مشتاق حسنین اور علی تقی اولاد نرینہ ہے اور ڈاکٹر فیروزہ خاتون زوجہ اختر تقی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اور ناز پروین زوجہ راشد حسین دختران ہیں، دوسری شادی کوثر بیگم بنت سجاد حسین سے کی جن سے ندیم حسنین، علی حسنین، ریاض حسنین اور احمد رضا پسران ہیں اور ایک لڑکی ارم حسنین نا کتخدا ہے۔ مختار ٹاؤن ملتان میں رہائش ہے۔

اولاد اصغر علی

ان کے دادا کرم شاہ کی بیوی کاظم علی خاندان ذوالفقار علی رسولپوری کی دختر تھیں اسی لیے یہ رسولپور میں آباد ہو گئے تھے بقول ڈاکٹر محمد حسنین مکان کی زمین میرے نانا صمصام علی نے دی تھی۔ تایا امتیاز علی اور چچا ریاض الحسن کو میں نے بچپن سے دیکھا تھا یہ لوگ نہایت پاکباز، متقی، پرہیزگار اور بڑے مومن لوگ تھے، خود کھانا پکاتے تھے، کوئی عورت نہ تھی۔ 1945ء میں جب ہمارا مقدمہ ہائی کورٹ میں تھا چچا ریاض الحسن نے مجھے سورۃ واقعہ کا عمل تجویز کیا تھا جس کو میں نے مسجد امیر علی میں شروع کیا تھا، ابھی چند ہی روز ہوئے تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میرے بہنوئی اسرار الوہاب دریبہ کلاں دہلی میں سائیکل پر سوار جا رہے ہیں دکانیں بند تھیں اور بازار میں علماء کا ایک جم غفیر تھا پھر سائیکل اور اسرار صاحب غائب ہو گئے اور جامع مسجد دہلی کی پشت پر چاوڑی بازار تک لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع تھے میں تنہا وہاں جا کر بیٹھ گیا اور لوگوں کے ساتھ زور زور سے رونے لگا کہیں سے تقریر کی آواز آرہی تھی۔ اب جو میں نے سر اٹھا کر دیکھا مولا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بڑی تصویر تھی سر پر سیاہ عمامہ اور جسم پر عبا، دو زانو تشریف فرما تھے۔ دونوں زانوں پر ذوالفقار ہے میں نے عرض کیا مولا یہ جو ہندوستان میں ہو رہا ہے اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا اگر یہ بتا دیں کیا ہوگا تو تم ابھی سے مر جاؤ گے۔ دوسرا سوال میں نے یہ کیا کہ مولا ہمارے مقدمہ کا کیا بنے گا؟ فرمایا اس میں تم

کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ خواب میں نے چچا ریاض الحسن سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ کسی سے بیان مت کرنا چنانچہ چند ہی روز میں لاہور سے پیشی کا نوٹس آ گیا اور ہم یہ مقدمہ جیت گئے۔

ڈاکٹر محمد حسنین (انٹرویو 1989-10-15)

یہ خاندان رسول پور میں آباد ہو گیا تھا۔ امنز علی کی زوجہ "موتی" صادق علی رسولپوری کی دختر تھیں صمصام علی (نانا راقم) سے زمیں لے کر مکان بنوایا، یہی وجہ ترک وطن تھی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ڈی، آئی، ایم، ایس کا ڈپلوما حاصل کیا۔ پلول میں پریکٹس شروع کی، معہ امتیاز علی پلول میں مقیم تھے والد ریاض الحسن رسول پور میں مقیم تھے جب گاؤں لٹا تو سب کے ساتھ پلول آ گئے۔ اور وہاں سے کرنل مستحسن کے ہمراہ دہلی آ گئے، ایک ماہ قیام کر کے انہی کے ہمراہ ملٹری سپیشل ٹرین سے راولپنڈی آ گئے اور وہاں سے لاہور آ گئے اور یہاں پریکٹس کی، امتیاز علی کا انتقال 1952ء میں لاہور میں ہوا، میکلورڈ قبرستان میں دفن ہیں۔ ریاض الحسن 60-1959ء میں ملتان میں فوت ہوئے اور حسن پروانہ قبرستان میں دفن ہوئے۔

لاہور سے ملتان آ گئے اور بوہڑ گیٹ میں پریکٹس شروع کی۔ اور میڈیکل ہال بھی کھولا، اس کے بعد متعدد میڈیکل کمپنیوں کی ایجنسی حاصل کی اب خانیوال روڈ کے چوک ششتر پر اپنی بلڈنگ بنائی ہے اور کاروبار کرتے ہیں، جاوید اینڈ کمپنی کے نام سے کروڑوں کا کاروبار ہوتا ہے۔ یہ اس لحاظ سے ہمارے سادات میں ایک نام ہے، ڈاکٹر صاحب باقاعدہ، خمس وزکوٰۃ نکالتے ہیں اور بہت سوں کی امداد بھی کرتے ہیں۔ سارے بچے بھی ان کے ساتھ کاروبار میں شریک ہیں، زوجہ بلقیس فاطمہ دختر اشتیاق حسین ہمشیرہ کرنل محمد مستحسن۔

شجرہ اناث از کاغذات سید امتیاز علی، نقل رضا

کرم شاہ (علی) کی زوجہ خواہر رستم علی رسولپور، یوسف علی کی زوجہ بختی اکبر علی کی دختر محبوب النساء زوجہ سید محمد، مددعلی کی زوجہ ایمنہ دختر بشارت علی رسولپور، کرم علی کی دختر رحموں زوجہ ذوالفقار علی عرف للا رسولپور، بہادر علی کی زوجہ شبیر بانو دختر جمیعت علی ولد سید علی، بہادر علی کی دختر محمدی زوجہ ہدایت علی ولد تصدق علی، معصوم علی کی زوجہ کاظمی بیگم، امجد علی کی زوجہ عمدہ، اوصاف علی کی زوجہ کلثوم دختر علی شاہ، عاشق علی کی زوجہ بتول النساء دختر بہادر علی رسولپور، کفایت علی کی زوجہ ذکی فاطمہ دختر معصوم علی، امجد علی کی زوجہ دختر ہدایت علی، معصوم علی کی زوجہ گیلی (؟) بلقیس دختر مددعلی زوجہ اکبر علی، منصور علی کی زوجہ معصومہ دختر عنایت علی، وارث علی کی زوجہ کنیز زینب بنت کرامت علی، ریاض الحسن کی زوجہ نفیسہ بیگم دختر محمد تقی بھوکر، محمد حسنین کی زوجہ بلقیس فاطمہ دختر اشتیاق حسین، امنز علی کی دختر [illegible] زوجہ واحد حسین، امنز علی کی دختر ناظمی بیگم زوجہ علی حسین۔

- حیات شاہ ۲۲۹
  - افضل شاہ
    - امام شاہ
      - علی شاہ
        - محمد مہدی
          - ابو محمد لاولد
          - بنت زہرا زوجہ ابرار حسین
            - امیر حسین
      - محمد شاہ لاولد زوجہ محبوب النساء
      - اعظم شاہ
        - کی دختر زوجہ محسن علی رسولپوری
          - محمد اسحاق
          - محمد اسماعیل
        - صالحہ بیگم
          - بنت فاطمہ زوجہ اشتیاق حسین رسولپوری
            - محمد محسن
            - محمد احسن
        - کی دختر زوجہ جمیعت علی چکوزی
        - محمد مصطفیٰ لاولد
        - محمد مرتضیٰ لاولد
    - غلام شاہ
      - احمد شاہ
        - مبارکہ بیگم زوجہ واجد علی
          - دختر زوجہ حسن عسکری
      - باقر شاہ لاولد
      - علی تقی شاہ
        - شہاب الدین احمد
          - سعید الدین احمد
          - غلام حسین
        - زین الدین احمد لاولد

مولانا علی نقی شاہ

مولانا حامد حسین مجتہد لکھنو کے شاگرد تھے، نہایت متقی، پرہیزگار، عالم فاضل انسان تھے، شاہ گردیز ملتان میں 1918ء تک پیش نماز رہے، لوگ اب تک ان کی تعریف کرتے ہیں، دیگر مذاہب کے لوگ بھی ان کی تعریف کرتے ہیں۔ 1918ء میں سلطان پور میں انتقال کیا، اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کی والدہ امیر الدین (۲۴۰) کی دختر تھیں۔

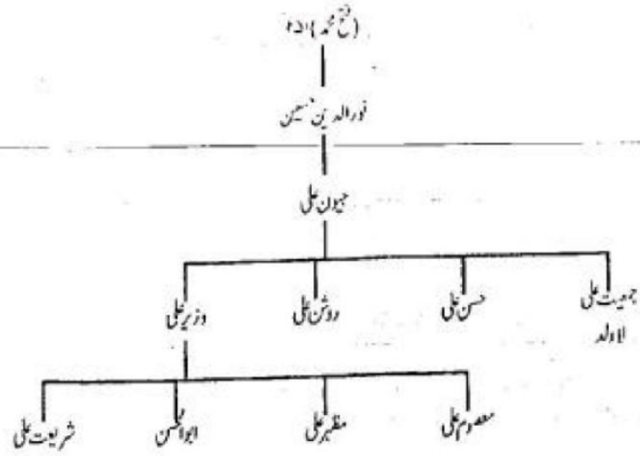
زوجہ بسم اللہ بیگم تھیں جن سے شہاب الدین احمد اور زین الدین محمد دو صاحبزادے ہیں۔ شہاب الدین کی زوجہ بی بی فاطمہ کرنل پرورش علی کی دختر تھیں۔ آگرہ میں گارڈ ریلوے تھے، وہیں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے ان سے سعید الدین احمد اور غلام حسنین اولاد نرینہ اور مسماۃ سعیدہ بیگم زوجہ امیر حسین ولد ابرار حسین اور کنیز فاطمہ زوجہ ایوب حسین اور ساجدہ خاتون زوجہ بختیار عباس راقم اور زائرہ خاتون زوجہ علی حیدر جعفری دختران ہیں۔

زین الدین نے 1947ء میں کرنل محمد متحسن کے ذریعہ سادات کو نکالا اور پلول پہنچایا، پہلی بیوی رباب فاطمہ دختر محمد احسن (خاندان امیر علی) جو لاولد فوت ہوئیں، دوسری حمیدہ خاتون دختر حامد علی موہنوی ہیں ان سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی، ملتان میں انتقال کیا، انہوں نے مسجد حیدریہ گلگشت میں زر کثیر صرف کیا اور مومنین کے لیے گلگشت کے علاقہ میں قبرستان کے لیے اراضی خریدی جس میں بھی ان کا زر کثیر سرمایہ تھا۔ خاندان سے نالاں تھے، اپنی ساری اراضی سلیم حسنین، اپنے بھائی کے پوتے کے نام کر دی۔

سعید الدین احمد

گوالیار میں محکمہ ریونیو میں کلرک تھے 1947ء میں سیدھے ملتان آئے۔ مسٹر اختر حسین فنانشل کمشنر لاہور نے نائب تحصیلدار بھرتی کیا اور بہ سلطان پور تحصیل میلسی میں مقرر کیا جہاں مہاجرین کی آبادکاری کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں بعد ازاں منٹگمری میں تبادلہ ہو گیا اور پھر افسر مال لاہور مقرر ہوئے۔ اپنی اہلیت اور قابلیت کی بنا پر ڈپٹی سیکرٹری ایٹی کرپشن لاہور مقرر ہوئے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔

غلام حسنین: سیون اپ فیکٹری ملتان میں ملازمت ہے، پہلی بیوی کنیز صغریٰ بنت شوکت علی سے ڈاکٹر فیروزہ خاتون زوجہ اختر نقی اور ناز پروین زوجہ راشد حسین دختران ہیں اور سلیم حسنین، مشتاق حسنین اور علی نقی پسران ہیں۔ دوسری بیوی کوثر فاطمہ بنت سجاد حسین ہیں جن سے ندیم حسنین، علی حسنین، ریاض حسنین اور احمد رضا پسران ہیں اور ایک لڑکی ارم نا کتخدا ہے۔



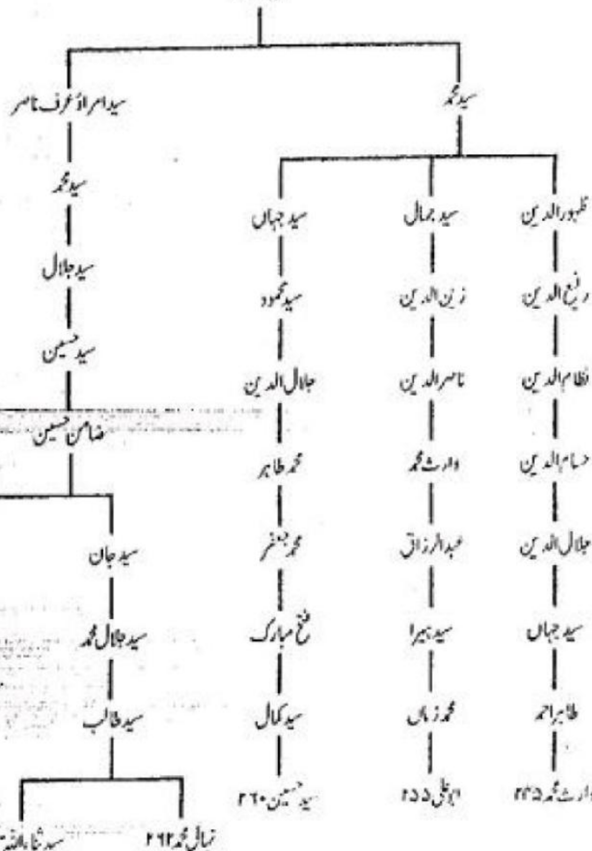
ان اجداد کی نسل دستیاب نہیں ہے۔ اگر کسی
ثقہ شخص کے پاس شجرہ نسب ہو تو وہ اضافہ کر لیں۔

سادات نقوی البخاری سلطان پور

مطابق منشی پیر علی رسولپوری (نقل رضا)

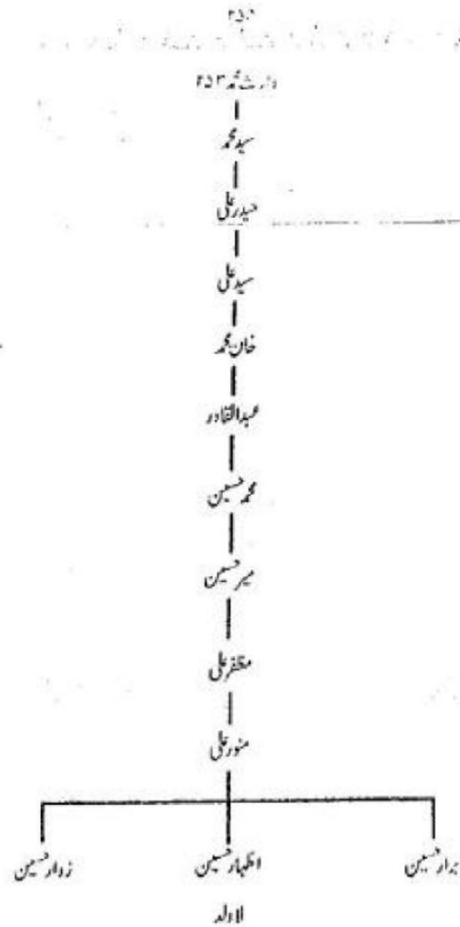
نسب سادات نقوی البخاری

اولادِ سید مسعود بن عزالدین احمد .... مخدوم سید جہانیاں جلال الحق والدین ابوعبداللہ الحسین بن کبیرالدین بن احمد بن سید جلال الملت والدین الشراح البخاری بن ابی المؤید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن علی الاشعر بن ابوعبداللہ بن جعفر تواب بن امام علی نقی علیہ السلام۔



سید مسعود کے اجداد تا مخدوم جہانیاں مجھے دستیاب نہیں ہوئے۔ مخدوم جہانیاں سے اوپر درست ہے۔ [illegible]

سید شجاعت علی رسولپوری سے ... [illegible] ... ہو سکتے ہیں



منور علی انسپکٹر پولیس تھے، انہوں نے نہایت شاندار حویلی تعمیر کی تھی جو دو منزلہ تھی، صدر گیٹ انتہائی خوبصورت اور پتھر کا تھا، امام بارگاہ بھی تعمیر کرایا تھا جس میں مجالس عزا برپا ہوتی تھیں، 1947ء میں یہی حویلی سادات کی آخری پناہ گاہ بنی، ابرار حسین میرٹھ میں کسی ہندو زمیندار کے منیجر تھے، یہ جب تک سلطان پور میں رہے آخری وقت تک مسجد امیر علی میں نماز پڑھتے رہے۔ ان کی اولاد اور زوار حسین کی اولاد کراچی میں آباد ہے۔ دونوں بھائی رنگین طبیعت کے انسان تھے۔ ابرار حسین کا انتقال 1947ء میں لاہور ہی میں ہو گیا تھا۔ پہلی بیوی سے امیر حسین اور دوسری سے حسن شاہ اور حامد حسین دو لڑکے تھے، دو لڑکیاں تھیں ایک بڑی آپا محسن، آخر وقت میں والد صاحب نے عقد کرایا تھا، ایک سال بعد ہی والد صاحب کا انتقال ہو گیا، بڑی نیک اور محبت کی ماں تھی پھر انہوں نے عقد ثانی کرا لیا تھا۔

(ابوعلی) ۲۵۴

طالب علی

محمد سالم

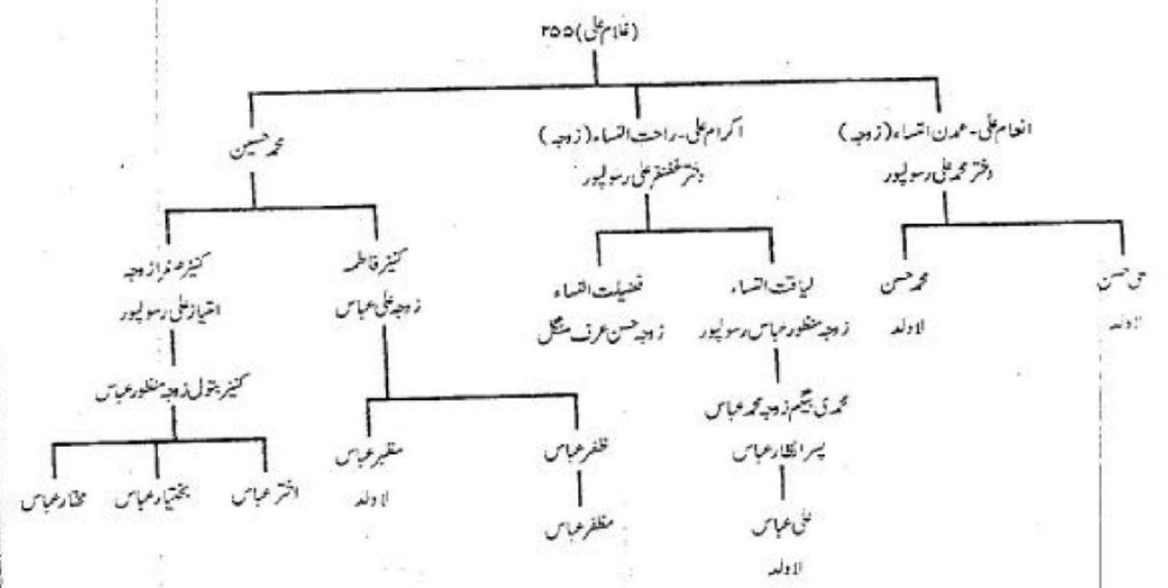
محمد شکوہ

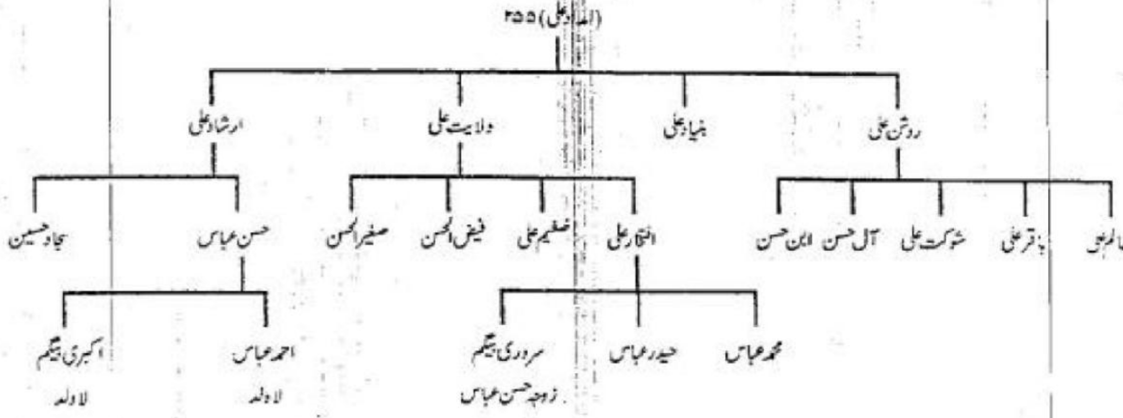
مان محمد

سید مداری

ثناءاللہ

- غلام ضامن — لاولد
- حسن زماں
  - غلام علی ۲۵۶
  - امداد علی ۲۵۷
- قاسم زماں — لاولد


(غلام علی) ۲۵۵
انعام علی - عمدن النساء (زوجہ)
دختر محمد علی رسولپور
اکرام علی - راحت النساء (زوجہ)
دختر غضنفر علی رسولپور
محمد حسین
حق حسن
لاولد
محمد حسن
لاولد
لیاقت النساء
زوجہ منظور عباس رسولپور
فضیلت النساء
زوجہ حسن عرف منگل
کنیز فاطمہ
زوجہ علی عباس
کنیز صغرا زوجہ
امتیاز علی رسولپور
کنیز بتول زوجہ منظور عباس
محمدی بیگم زوجہ محمد عباس
ظفر عباس
مظفر عباس
مظہر عباس
لاولد
اختر عباس
بختیار عباس
مختار عباس
لاولد



اولاد روشن علی، بنیاد علی، ولایت علی میانوالی میں سیٹل ہوئے

حسن عباس، احمد عباس، سجاد حسین مئی 1947ء میں شہید ہوئے
اکبری بیگم پاکستان میں بہاولپور اپنے ماموں محمد عباس کے پاس
آ گئی تھیں لیکن بلا شادی عقد فوت ہو گئیں۔

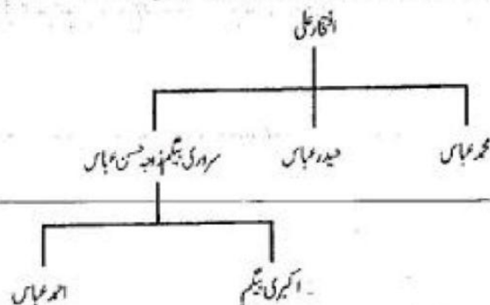
حسن زماں کی شادی تقریباً ... دختر ... علی ... محلہ سید واڑہ پلول سے ہوئی۔ میر غلام علی ان کے فرزند ہیں، باقی اس مناسبت سے پلول میں تھی اور ان کی تمام نسل بھی اسی محلہ میں رہی، میر امداد علی سلطان پور میں رہے، حسن زماں کی دختر میر ریاض الحسن رسولپوری کی والدہ تھیں، دوسری دختر نوروز حسین کی والدہ تھیں (راوی سید آل حسن)۔ میر غلام علی کی زوجہ فہیم النسا دختر سرفراز علی رسولپور اور میر امداد علی کی زوجہ معصوم النسا بھوکری تھیں۔

سید آل حسن (انٹرویو)

1885ء میں سلطان پور میں پیدا ہوئے تعلیم مکتبی تھی، نمبردار تھے اور تحصیل کچہری تھانہ میں اثر و رسوخ تھا اور نام تھا۔ 30 مئی 1947ء بروز جمعہ گیارہ بجے رات ابرار حسین کی حویلی سے میں اور زین الدین اور احمد حسین کھادر کے راستہ (دریائے جمنا کا ساحلی علاقہ) دریائے جمنا پار کی اور جیور پہنچے۔ 31 مئی 1947ء چوٹے کے اسٹیشن سے بلند شہر آئے اور وہاں سے بذریعہ ریل دہلی آ گئے۔ زین الدین اور احمد حسین پلول آ گئے اور میں ضیغم علی کے پاس دہلی رہ گیا، پلول سے یوسف بچوں کو لے آیا، ہم پنجہ شریف (مزار شہید چہارم دہلی) میں اکٹھے ہو گئے وہاں سے ہمایوں کے مقبرہ میں منتقل ہو گئے۔ ابن حسن، عطاء عباس، یوسف اور مستورات وغیرہ پوتے بذریعہ اسپیشل ٹرین روانہ ہوئے۔ جالندھر پر ہماری گاڑی کے دو ڈبے کاٹ دیئے، لاہور پہنچے جب گاڑی میانوالی پہنچی تو ہمیں اتار دیا گیا۔ موسیٰ خیل، دریا خیل تحصیل میانوالی میں گیارہ سو کنال رقبہ پوتوں کو ملا اور سو کنال مجھے ملا۔ کسی جائیداد کے بالعوض کوئی جائیداد حاصل نہ کی۔ کرایہ پر رہتے تھے۔ باقر علی، ابن حسن، عطاء عباس اور یوسف میرے ساتھ رہتے تھے۔

والدہ حکیم النسا دختر ہدایت علی جاگیردار سوہنوی دادی، معصوم النسا بھوکر، بشیر محمدی بیگم زوجہ افتخار علی، پھوپی جعفری بیگم زوجہ امجد علی رسولپور، دوسری عباسی بیگم زوجہ بندہ علی علی گڑھ صاحب اولاد ہیں۔

میرے خاندان میں افتخار علی سپرنٹنڈنٹ جیل بہاولپور تھے یہاں ہی انتقال کیا۔



حیدری بیگم دختر احمد علی رسولپور، مجیدی بیگم دختر روشن علی، جہاں آرا بیگم اہلیہ ضمیر علی، فیض الحسن، ضمیر الحسن کی والدہ ورقیہ بیگم دہلی کی تھیں وہاں رہی، رہائش تھی اور کاروبار تھا اب راولپنڈی میں کاروبار کرتے ہیں۔

جعفر عباس ایک ہی لڑکا تھا، انکی بیوی حسینہ بیگم دختر اعظم علی گڑھ کی تھیں 1945ء میں سلطان پور میں انتقال ہو گیا تھا، اطہر عباس، افسر عباس، افضل عباس لڑکے ہیں۔

سید مسعود کی قبر عیدگاہ سلطان پور میں ہے 29 شعبان کو ان کا عرس ہوتا تھا، ٹھٹھر امیں سید مسعود کا مزار ملاحوں نے بنایا ہے جو میں نے دیکھا ہے یہ اس وجہ سے کہ ملاح دریا کے راستہ آتے جاتے تھے ان کے مزار سے اینٹ اکھاڑ کر چولہا بنایا تو ان کو درد ہو گیا، خواب میں سید مسعود خود نظر آئے درد ختم ہو گیا اس لیے انہوں نے ٹھٹھر امیں ان کا مزار بنایا۔

محرم علی اور محمد عسکری عرف سید پگوڑ کے تھے۔ حیدر عباس رسولپوری والدہ ان کی بہن تھیں، یہ سید ہمارے پاس رہتے تھے۔

میانوالی آل حسن سلطانپوری

22-04-1992

(سید حسین) ۲۵۳

سید اللہ داد

سید شجاع

سید برہان

سید لطف (عبداللطیف)

حلیم محمد

فتح علی

بہادر زماں | فتح زماں

حاتم زماں | طالب حسین

مطلوب حسین

جاوید حسین | ذاکر حسین | محب حسین

زاہد حسین | لاولد | سروری بیگم

مطلوب حسین کی زوجہ احسان علی کی دختر تھیں، زاہد حسین غالباً کراچی میں ہیں۔

سید عبداللطیف

مطابق اردو ڈائجسٹ لاہور اورنگزیب عالمگیر کے استاد تھے، محب علی پاکستان آ گئے تھے ان کی صاحبزادی سرداری بیگم کا عقد چچا سید احمد سے ہوا تھا، جو شادی کے ایک سال بعد ہی فوت ہو گئے، سید احمد کی یہ دوسری شادی تھی۔ سرداری بیگم پتہ نہیں اب کہاں ہیں۔

السید کامشان رضا زیدی الحسینی رسولدار
سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ
السید ریاست حسین زیدی الحسینی
رسولدار
محلہ مصلی پور پاک پتن شریف

سید نہال الدین (محمد) ۲۵۳

|

امان الدین

|

نظام الدین

|

مسعود الدین

|

سید فاضل

|

ہدایت اللہ

|

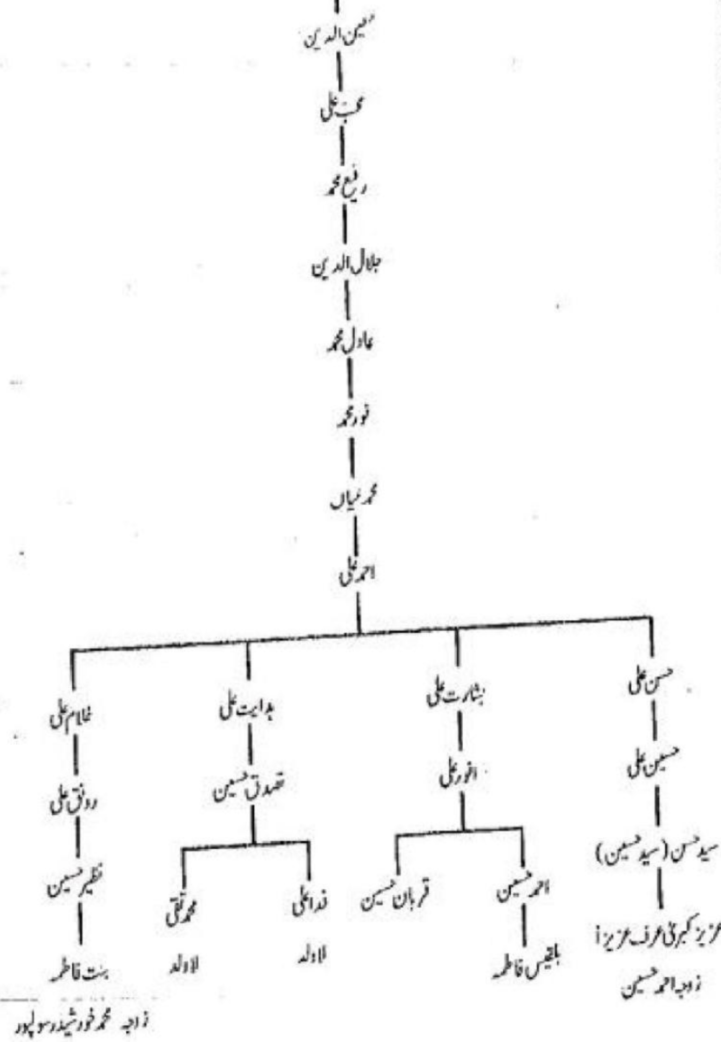
عنایت اللہ

|

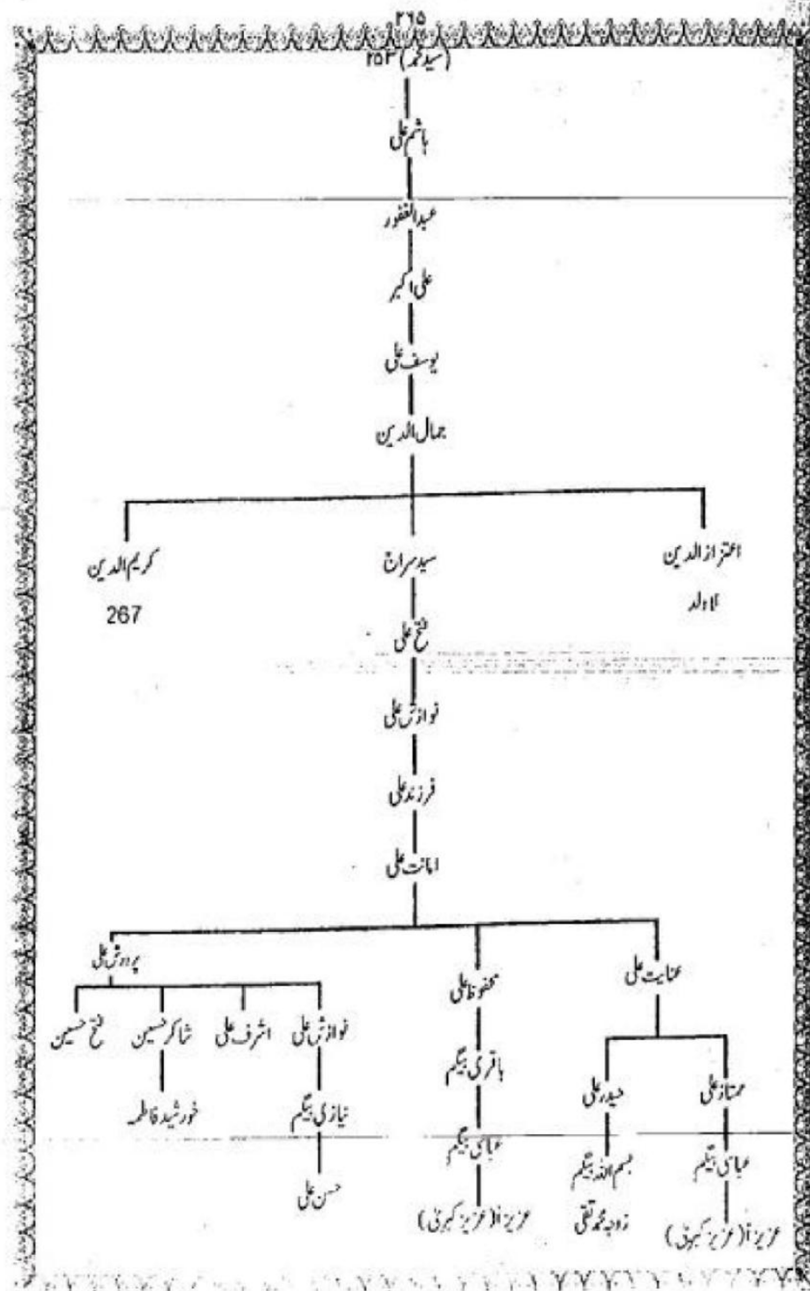
افضل حسین

- نادر حسین
  - زوجہ صاحب النساء
- نصرت حسین
  - امام علی
    - محمد حسین
  - عزت علی
  - ضامن علی
- خادم حسین
  - لاولد

ان کے متعلق علم نہیں، لہٰذا لوگ درستی کرلیں۔

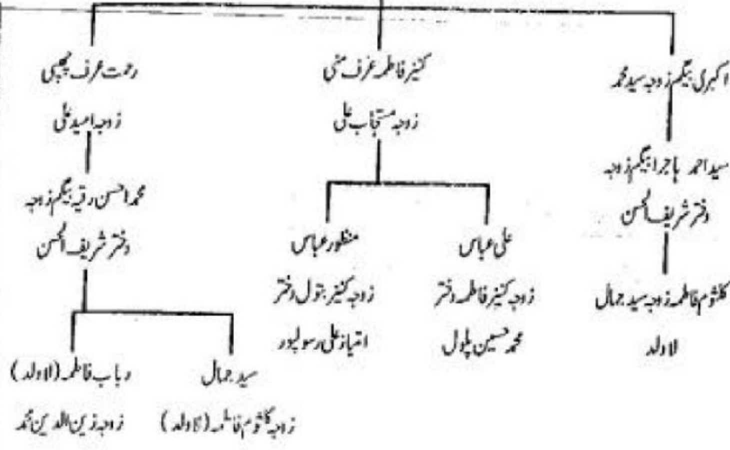

(سید ثناءاللہ) ۲۵۳
معین الدین
محب علی
رفیع محمد
جلال الدین
عادل محمد
نور محمد
محمد میاں
احمد علی
حسن علی
بشارت علی
ہدایت علی
غلام علی
حسین علی
انور علی
تصدق حسین
رونق علی
سید حسن (سید حسین)
احمد حسین
قربان حسین
فدا علی
محمد تقی
نظیر حسین
عزیز کبریٰ عرف عزیزا
زوجہ احمد حسین
بلقیس فاطمہ
لاولد
لاولد
بنت فاطمہ
زوجہ محمد خورشید رسولپور

مئی 1947ء میں احمد حسین، عزیز کبریٰ، بلقیس فاطمہ سلطان پور میں موجود تھیں اور بنت فاطمہ رسولپور میں تھیں۔ احمد حسین پاکستان آ گئے تھے۔ گلگشت کالونی ملتان میں سیٹل ہوئے۔ اب اس خاندان میں اولاد نرینہ نہیں ہے۔ بلقیس فاطمہ اور بنت فاطمہ کی اولاد ہے، قربان حسین فوج میں صوبیدار تھے، ممتاز آباد ملتان میں سیٹل ہوئے۔ شیدائے فاطمہ زوجہ، شاہد رضی، شاہد وصی پسران، فیروز طاہرہ، نوروز طاہرہ، امیر طاہرہ، تنویر طاہرہ، نسرین طاہرہ دختران ہیں۔

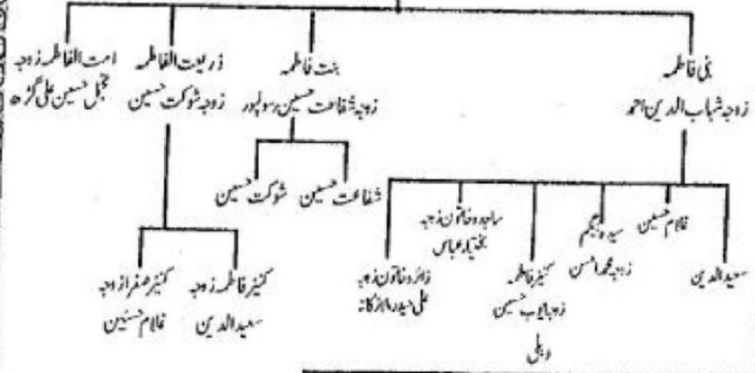

(سید محمد) ۲۵۳
ہاشم علی
عبدالغفور
علی اکبر
یوسف علی
جمال الدین
اعتزاز الدین
لاولد
سید سراج
کریم الدین
267
فتح علی
نوازش علی
فرزند علی
امانت علی
عنایت علی
محفوظ علی
پرورش علی
ممتاز علی
حیدر علی
باقری بیگم
نوازش علی
اشرف علی
شاکر حسین
فتح حسین
نیازی بیگم
خورشید فاطمہ
عباسی بیگم
بسم اللہ بیگم
زوجہ محمد تقی
عباسی بیگم
عزیزہ (عزیز کبری)
عزیزہ (عزیز کبری)
حسن علی

شجرہ اناث

عالیہ بیگم



پرورش علی



اشرف علی 1947 میں دہلی میں شہید ہوئے۔ فتح حسین لاڑکانہ میں اور اب ان کی اولاد کراچی میں ہے۔ خورشید فاطمہ نے دوسرا عقد مولانا شفیع الحسنین محمد ی سے کیا

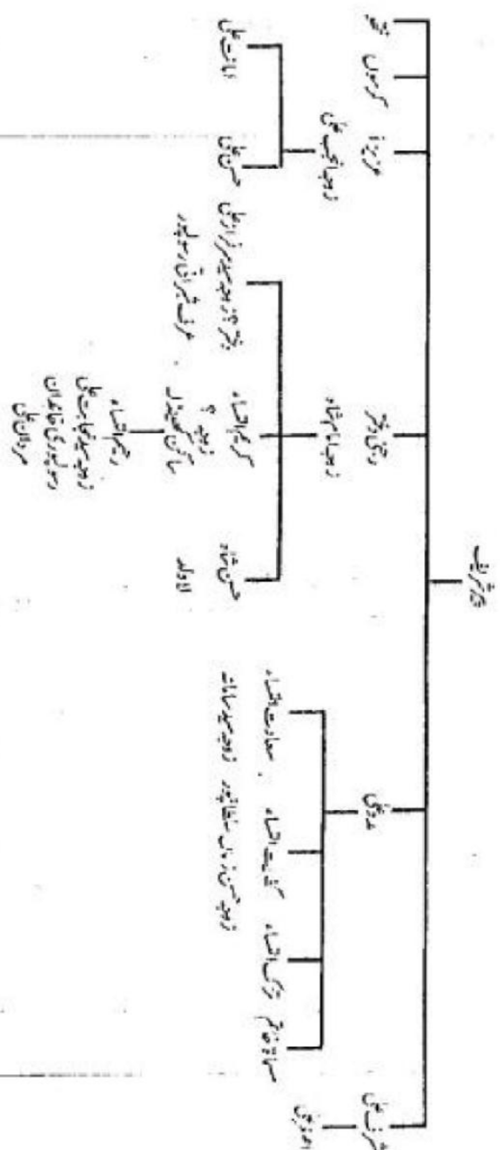
- (نریم الدین) ۲۱۵
  - غلام امام — لاولد
  - سید حسین علی — لاولد
  - غلام حیدر
    - قلندر علی
      - شریعت علی
        - نزاکت علی
          - محمد ذکی — لاولد
      - عارف علی
        - اکبر علی
          - علی حیدر
        - شرافت علی
          - اصغر علی
            - محمد عباس
          - سرفراز علی — لاولد
        - زین الدین — لاولد
    - سرفراز علی — لاولد
    - بو علی — لاولد

علی حیدر گوالیار میں رہ گئے ان کی ایک ہمشیرہ، کرار حسین رسولپوری دوسری مولانا فاضل رسولپوری، محمد عباس کی اولاد احمد عباس، وسیم عباس، اسد عباس اور علی پسران اور انیس فاطمہ زوجہ نذر عباس، رئیس فاطمہ زوجہ ممتاز علی، نفیس فاطمہ زوجہ قیصر عباس، نسیم فاطمہ زوجہ ارشاد عباس، شمیم فاطمہ زوجہ محمد علی، نعیم فاطمہ زوجہ عابد علی دختران ہیں، ملتان میں آباد ہیں۔

محمد عباس سے ہی مجھے مقالہ سادات نقویہ مرتبہ مولانا علی نقی صاحب قبلہ سلطانپوری کا دستیاب ہوا تھا جو میں رضا حسین رسولپوری کے نقل کردہ مقالہ سے ملتا تھا جو میں نے نقل کیا ہے۔

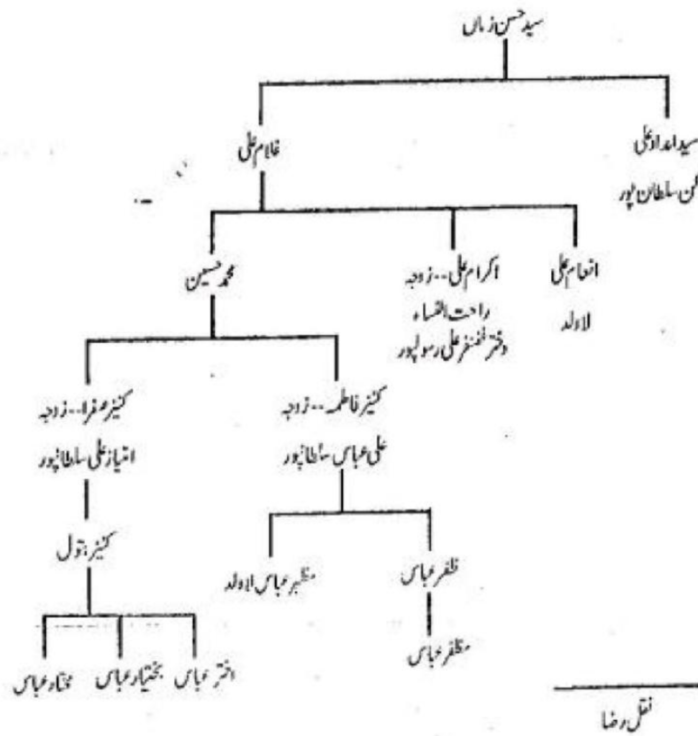
علی حیدر نے ہمیں گوالیار میں مئی 1947ء میں اسلحہ فراہم کیا اور ریل کے ذریعہ لا کر رسولپور تک پہنچایا۔ میں اور احسن مرحوم و قاسم علی گوالیار گئے تھے اور یہ اسلحہ لائے۔ بختیار

نسب نامہ سادات پلول



پلول فصیل اور بیو نیبئی تھی، اس میں جانب جنوب غرب ایک علیحدہ محلہ سید واڑہ تھا جو تمام کا تمام سادات کی ملکیت تھا، اس میں میر اکرام علی کی حویلی، مسجد، امام بارگاہ تھا اور بقایا محلہ میں رعایا آباد تھی، مسجد امام بارگاہ کے سامنے ایک مقبرہ بھی تھا جس کے متعلق محمد اسحاق صاحب پلول راوی ہیں کہ میرے والد نے ایک کتاب مشاہیر پلول پر لکھی تھی جس میں تحقیق کی گئی تھی کہ یہ مقبرہ "میر صادق" بنگالہ کا تھا جو غدار وطن مشہور ہے، امام بارگاہ کے سامنے میر غلام علی کی پختہ قبر تھی۔

یہ سارا محلہ اور اراضیات زرعی و سکنی میر مددعلی کو وراثتاً پیر شریف سے ملی، پیر شریف سے اوپر نسب فراہم نہیں ہوا۔ مسماۃ کریم النساء دختر میر مددعلی زوجہ سید حسن زماں سلطان پوری سے سید امدادعلی، سید غلام علی دو پسران پیدا ہوئے، یہاں میر غلام علی نے رہائش اختیار کی ان کا پیشہ وکالت تھا اور چیف کورٹ لاہور میں بھی وکالت کرتے تھے ان کی اولاد اسی محلہ میں آباد رہی اور میر امدادعلی سلطان پور ہی میں آباد رہے۔



نقل رضا

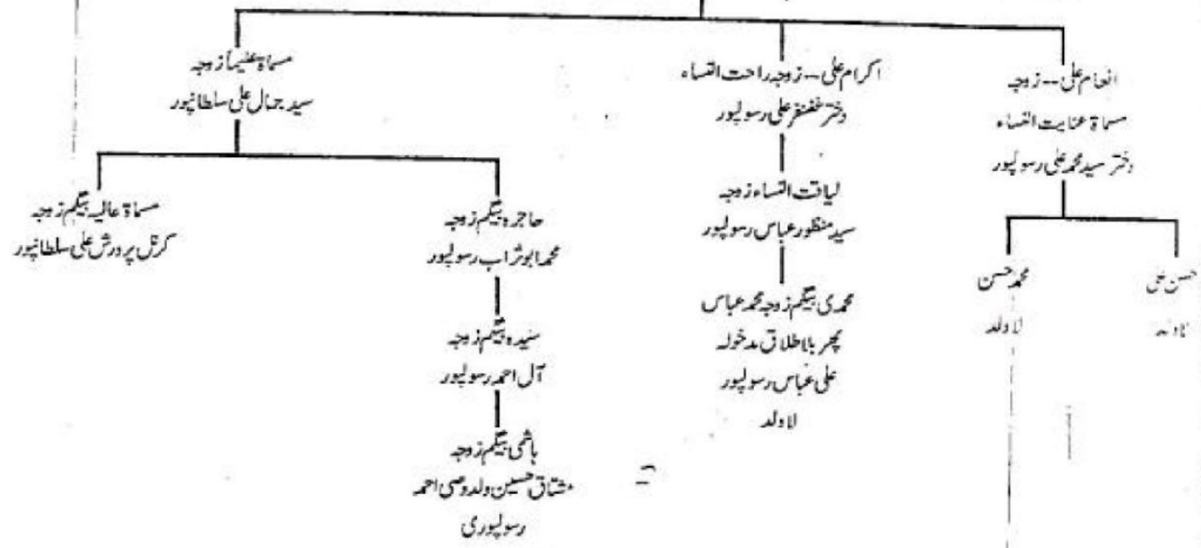
اکرام علی کی زوجہ راحت النساء دختر غضنفر علی (خاندان غضنفر علی) رسولپوری تھیں اور ان کی ایک لڑکی لیاقت النساء زوجہ منظور عباس والدہ امید علی رسولپور تھیں۔ لیکن ان سے کوئی اولاد نرینہ پیدا نہ ہوئی ایک دختر محمدی بیگم زوجہ علی عباس رسولپوری تھیں۔

محمد حسین کی دختر کنیز صغرا زوجہ امتیاز علی رسولپور (خاندان مرادن علی)، کنیز فاطمہ زوجہ سید علی عباس تھیں، کنیز صغرا سے کنیز بتول زوجہ منظور عباس (والد راقم) اور کنیز فاطمہ سے ظفر عباس و مظہر عباس پسران اور عابدہ بیگم دختر تھیں۔

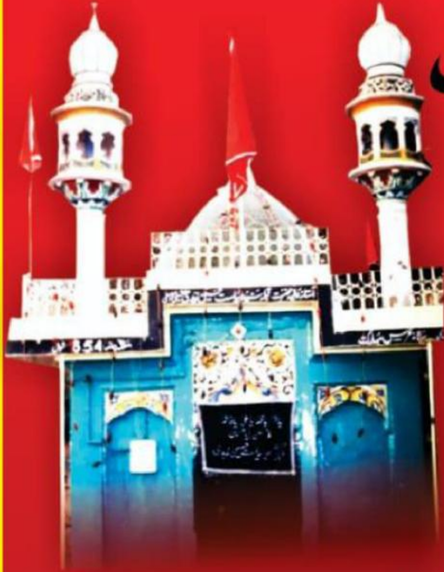
میر غلام علی نے ایک بہت بڑی حویلی چونہ ریختہ اس محلہ سید واڑہ میں بنائی تھی اور باقی محلہ ان کی ملکیت تھا جس میں اکثر مسلمان رعایا کرایہ دار آباد تھے۔

میر اکرام علی پلول کے مشاہیر گزرے ہیں، سفید پوش اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر تھے۔ راحت النساء غالباً 1920ء تک حیات رہیں ان سے لیاقت النساء زوجہ منظور عباس ایک ہی دختر تھیں ان سے محمدی بیگم زوجہ علی عباس رسولپوری تھی۔ یہ علی عباس سید آل حسن سلطانپوری کے نواسے تھے۔ انہوں نے راحت النساء کی تمام جائیداد بیچ کر کھا گئے حتیٰ کہ حویلی میر اکرام علی صرف مبلغ چار صد روپیہ میں ایک پلول کے مہاجن کو بیچ دی اس پر والد مرحوم نے اور بھائی ظفر عباس وغیرہ نے عدالت سے رجوع کیا لیکن ناکامی ہوئی اور محلہ سید واڑہ میں مسجد و امام بارگاہ باقی رہ گئے یا میر صادق کا مقبرہ اور میر غلام علی کی قبر۔ زرعی جائیداد تھی فروخت کردی۔ 1940ء میں راقم اور مظفر عباس و اسرار الوہاب ہائی سکول پلول میں داخل ہوئے تو ہماری رہائش امام بارگاہ سید واڑہ میں تھی، اس وقت اس حویلی کو دیکھتے تو دل کو ایک دھچکہ لگتا، لاکھوں کی حویلی تھی۔

محلہ میں ایک سید محمد علی تھے اور ایک ڈاکٹر تھے جو ابرار حسین سلطانپوری کے سمدھی تھے رہتے تھے۔ محمد علی اس مسجد میں نماز پڑھتے تھے، پھر پلول کے عثمان نے جو محمد اسحاق کا بھائی تھا مسجد و امام بارگاہ سنبھال لیا۔ اور بطریق اہل سنت نماز ہوتی تھی، چلو یہ بھی غنیمت تھا محرم میں امام بارگاہ سے جلوس نکلتا تھا جسکی قیادت بھی عثمان کرتا تھا، یہی عثمان ملتان میں بھی آ گیا اور وہ مسجد جو حویلی میر یدشاہ کی جزو تھی اور سادات کی تھی وہ بھی سنبھال لی۔

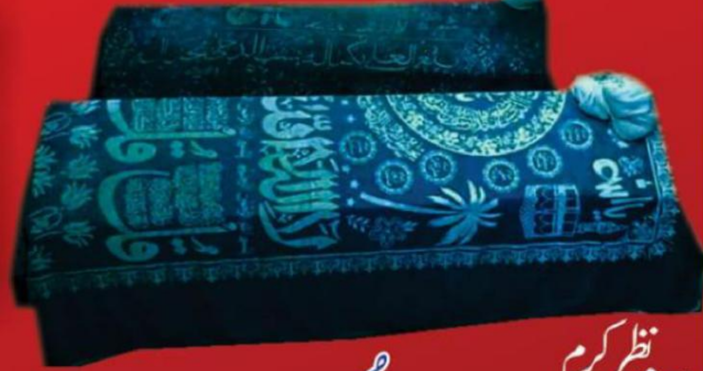


شجرہ اناث
میر غلام علی۔ زوجہ مسماۃ فہیم النساء دختر سرفراز علی عرف سید شبرات علی
انعام علی ۔۔ زوجہ
مسماۃ عنایت النساء
دختر سید محمد علی رسولپور
حسن علی
محمد حسن
لاولد
اکرام علی ۔۔ زوجہ راحت النساء
دختر غضنفر علی رسولپور
لیاقت النساء زوجہ
سید منظور عباس رسولپور
محمدی بیگم زوجہ محمد عباس
پھر بالطلاق مدخولہ
علی عباس رسولپور
لاولد
مسماۃ عظیمہ زوجہ
سید جمال علی سلطانپور
حاجرہ بیگم زوجہ
محمد ابوتراب رسولپور
سیدہ بیگم زوجہ
آل احمد رسولپور
ہاشمی بیگم زوجہ
مشتاق حسین ولد وصی احمد
رسولپوری
مسماۃ عالیہ بیگم زوجہ
کرنل پرورش علی سلطانپور



یا حجتہ القائم علیہ السلام ادرکنی

روضہ مبارک سید السادات
السید علاؤ الدین رسولدار رحمتہ اللہ
زیدی الحسینی مدینۃ السادات اوچ شریف



نظرِ کرم
سخی السید مروت حسین زیدی صاحب الحسینی رسولدار

مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

اس کتاب کی PDF کاپی برائے ایصالِ ثواب بزرگان خاندان سادات زیدی رسولداران نہٹور تیار کی گئی ہے

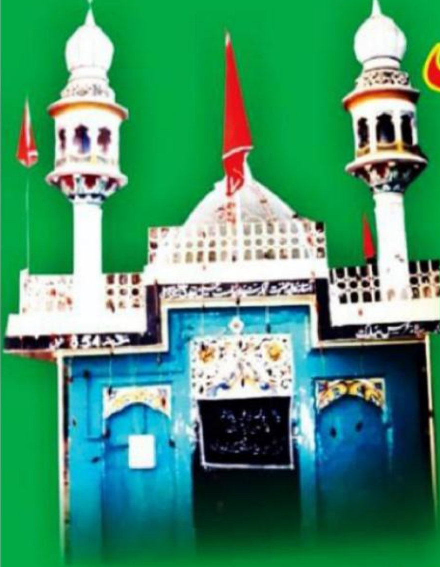
منجانب
السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حُسین زیدی رحمتہ اللہ الحسینی رسولدار

محلہ علی پور پاکپتن شریف

وٹس اپ نمبر 03007579114

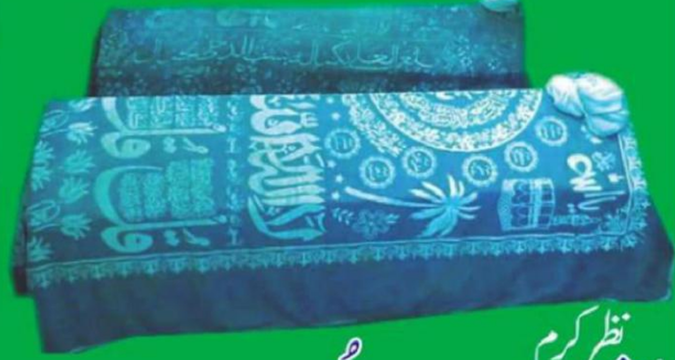
یا حجتہ القائم علیہ السلام ادرکنی



روضہ مبارک سید السادات

السید علاؤالدین رسولدار رحمتہ اللہ

زیدی الحُسینی مدینہ السادات اوچ شریف



نظرِ کرم

سخی السید مروت حُسین زیدی صاحب الحُسینی رسولدار

مکتبہ سادات زیدی رسولداران نہٹور

منجانب

السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ سید ریاست حُسین زیدی رحمتہ اللہ الحسینی رسولدار

وٹس اپ نمبر 03007579114

محلہ علی پور پاکپتن شریف



السید کاشان رضا زیدی الحسینی رسولدار

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ السید ریاست حسین زیدی

الحسینی رسولدار

محلہ ملی پور پاکپتن شریف

موبائل نمبر 0300-7579114



